عمران سیریز

سپیشل اسٹیشن

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی عقبی سیٹ پر شاگل اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بیٹھنے کا انداز ایسا تھا جیسے کسی مجسمے کو کار کی عقبی سیٹ پر بٹھا دیا گیا ہو۔ یہ اس کا خاص انداز تھا۔ کار تیزی سے دوڑتی ہوئی صدارتی ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ شاگل اپنے آفس میں موجود تھا کہ صدر کے ملٹری سیکرٹری نے اسے فوری طور پر ایک اہم میٹنگ میں شرکت کے لئے صدر کی طرف سے طلب کر لیا اور شاگل کار میں بیٹھ کر فوراً روانہ ہو گیا تھا کیونکہ ملٹری سیکرٹری نے بتا دیا تھا کہ ایمرجنسی میٹنگ ابھی کال کی گئی ہے اور پندرہ منٹ بعد اس کا آغاز ہو جائے گا اس لئے شاگل کے پاس ضائع کرنے کے لئے کوئی وقت نہ تھا اور ویسے بھی وہ جانتا تھا کہ کافرستان کے صدر وقت کے معاملہ میں انتہائی اصول پسند اور سخت

گیر واقع ہوئے ہیں اور پھر دس منٹ کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد کار صدارتی ہاؤس میں داخل ہو گئی۔ ایک مخصوص عمارت کے سامنے جا کر کار رکی اور ڈرائیور نے تیزی سے نیچے اتر کر بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازہ کھولا اور شاگل اکڑے ہوئے انداز میں باہر آ گیا تو عمارت کے برآمدے میں موجود دو مسلح دربانوں نے شاگل کو سیلوٹ کیا تو شاگل سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ہال نما کمرے میں داخل ہوا۔ یہ صدر صاحب کا سپیشل میٹنگ روم تھا۔ ہال میں داخل ہوتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ وہاں پہلے سے ہی ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل رمیش اور قومی سلامتی کے مشیر کرنل کرشن بیٹھے ہوئے تھے۔ شاگل تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا اور کسی سے ہیلو کئے بغیر وہ تیسری خالی کرسی پر اس طرح اکڑ کر بیٹھ گیا جیسے اس نے اب تک کی تمام جدوجہد اس کرسی پر بیٹھنے کے لئے کی ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہال کا دروازہ کھلا اور صدر صاحب اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے ان کے ملٹری سیکرٹری تھے جن کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی ایک فائل موجود تھی۔ شاگل سمیت دونوں فوجی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر ان دونوں نے فوجیوں کے انداز میں صدر کو سیلوٹ کیا جبکہ شاگل نے سلام کیا۔

”بیٹھیں“...... صدر نے کہا اور پھر خود بھی میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی ایک اونچی پشت کی کرسی پر بیٹھ گئے۔ صدر کے بیٹھنے کے

بعد شاگل اور دوسرے کرنل بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ صدر کے ملٹری سیکرٹری نے ہاتھ میں موجود فائل صدر کے سامنے رکھی اور اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہال سے باہر چلا گیا۔ صدر نے فائل کھولی اور چند لمحوں تک فائل میں موجود کاغذات کو سرسری انداز میں دیکھتے رہے اور پھر انہوں نے فائل بند کر کے ایک طویل سانس لیا۔

”کیا ہم کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں جیت سکیں گے“...... صدر نے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کے ذہن میں یہ تصور ہی نہ تھا کہ صدر اس طرح اچانک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام لیں گے۔ کرنل رمیش اور کرنل کرشن دونوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات تھے۔ ان کا ٹکراؤ آج تک پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ دونوں حال ہی میں اپنے نئے عہدوں پر تعینات ہوئے تھے اس لئے ان کے چہروں پر صرف حیرت کے تاثرات تھے لیکن کسی نے صدر کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔

”میں نے یہ ہنگامی میٹنگ اس لئے کال کی ہے کہ کافرستان ایک یورپی ملک کے ساتھ مل کر ایک ایسا خفیہ سپیشل اسٹیشن تیار کر رہا ہے جس کی مدد سے فضا میں موجود پاکیشیائی خلائی سیاروں سے فوجی معلومات حاصل کی جا سکیں کیونکہ کافرستان کی طرح پاکیشیا نے بھی

ایسے خلائی سیارے فضا میں چھوڑے ہوئے ہیں جو نہ صرف ہمسایہ ملکوں میں ہونے والی فوجی نقل و حرکت کی رپورٹیں اپنے ملک میں مہیا کرتے ہیں بلکہ فوجی نوعیت کے تمام فون اور ٹرانسمیٹر یا ایسے ہی آلات سے کی جانے والی گفتگو کو بھی اپنے ملک میں پہنچاتے ہیں۔ اس طرح دشمن ملک کے تمام فوجی منصوبوں، ان کی چھاؤنیوں، اسلحہ ڈپو اور تمام نقل و حرکت سے دوسرا ملک ساتھ ساتھ آگاہ بھی رہتا ہے اور ان سے تحفظ کے لئے کام بھی کرتا رہتا ہے۔ کافرستان نے چار مواصلاتی اور فوجی نوعیت کے خلائی سیارے فضا میں بھیجے ہوئے ہیں لیکن ہم نے ایکریمیا سے ایسی جدید ترین مشینری حاصل کی ہوئی ہے جس سے دوسرا ملک کسی بھی طرح معلومات حاصل نہیں کر سکتا اس لئے ہمارے خلائی سیارے تو مکمل طور پر محفوظ ہیں البتہ پاکیشیا نے خلاء میں ایسے بھی سیارے بھیجے ہوئے ہیں جو کافرستان اور دوسرے ہمسایہ ملک بہادرستان کے بارے میں معلومات اپنے سنٹر کو مہیا کرتے رہتے ہیں جس طرح ہمارے سیارے پاکیشیا کے بارے میں معلومات ہمیں مہیا کرتے ہیں۔ اسی طرح پاکیشیا کے سیارے کافرستان کے بارے میں فوجی معلومات پاکیشیا کو مہیا کرتے ہیں۔ پاکیشیا والے ہمارے سیاروں کی جدید ترین مشینری کی وجہ سے معلومات کو سمجھ نہیں سکتے لیکن ہم ایک ایسا اسٹیشن نصب کر رہے ہیں جو پاکیشیائی خلائی سیاروں کی مشینری کو اس طرح جام کر سکیں گے کہ وہ ہماری فوجی معلومات پاکیشیا کو مہیا نہ کر سکیں گے۔ گو اس سپیشل اسٹیشن کو خفیہ رکھا گیا ہے اور یہ اسٹیشن اب تیار ہو چکا ہے اور چند روز بعد یہ کام شروع کر دے گا۔ البتہ تجرباتی طور پر اس سے کام لیا جا رہا ہے اور رزلٹ بے حد حوصلہ افزا ہے لیکن ہمیں معلوم ہے کہ جب پاکیشیا والوں کو یہ رپورٹیں نہیں ملیں گی تو اس کے ماہرین اپنے خلائی سیاروں کو چیک کریں گے اور پھر وہ اس مشینری کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں گے لیکن جب تک ہمارا اسٹیشن کام کرتا رہے گا وہ اسے کسی صورت بھی ٹھیک نہ کر سکیں گے اور یہ بھی انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ایسا کسی اسٹیشن کے ذریعے کیا جا رہا ہے تو لامحالہ وہ اس سپیشل اسٹیشن کو تباہ کرنے کے لئے اپنی ایجنسیوں کو حرکت میں لائیں گے اور میں نے پہلا فقرہ اس لئے کہا تھا کہ آج تک کے ریکارڈ کے مطابق ہمیشہ جیت پاکیشیا کی ہوئی ہے۔ کیا اب بھی ایسا ہی ہو گا۔ کیا ہمارا اسٹیشن جس پر ہم کروڑوں اربوں ڈالرز خرچ کر چکے ہیں اور جس کے ذریعے ہم اپنے دفاع کو بھی ناقابل تسخیر بنا رہے ہیں کیا وہ پاکیشیا کے ہاتھوں تباہ کر دیا جائے گا اور ہم کچھ نہ کر سکیں گے“...... صدر نے مسلسل بولتے ہوئے قدرے جذباتی لہجے میں کہا۔

”سر۔ کیا یہ اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس پر کام کر رہی ہے“...... شاگل نے کہا۔

”ابھی اس اسٹیشن نے کام ہی شروع نہیں کیا تو پاکیشیا والوں کو اس کی اطلاع کیسے مل سکتی ہے۔ لیکن آئندہ ہفتے اس نے کام

شروع کر دیتا ہے۔ پھر انہیں معلوم ہو گا اور پھر وہ کوئی کوشش کریں گے''...... صدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ لیکن سر۔ اب فوری طور پر کیا خطرہ ہے جس کے لئے ایمرجنسی میٹنگ کال کی گئی ہے''...... اس بار کرنل رمیش نے کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ اس بار ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو شکست دیں اور اس کے لئے اسٹیشن کی ایسی فول پروف حفاظت کی جائے کہ وہ لوگ اسے کسی صورت تباہ نہ کر سکیں''...... صدر نے کہا۔

''یہ بہت بہتر سکیم ہے جناب صدر۔ لیکن کیا یہ زیادہ بہتر نہیں ہو گا کہ اس اسٹیشن کو یہاں کی ایجنسیوں سے بھی خفیہ رکھا جائے تاکہ پاکیشیا کے لوگ اس کا سراغ نہ لگا سکیں''...... اس بار قومی سلامتی کے مشیر کرنل کرشن نے کہا۔

''آپ کو چونکہ سائنس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں اس لئے آپ ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ اس اسٹیشن سے خصوصی ریز نکل کر ان سیاروں تک پہنچتی ہیں اور انہیں جام کر دیتی ہیں اس لئے ان ریز کی مدد سے آسانی سے اس جگہ کا پتہ چلایا جا سکتا ہے جہاں سے یہ ریز فائر کی جا رہی ہوتی ہیں اس لئے اس اسٹیشن کو چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بس اس کی اس انداز میں حفاظت کرنی ہے کہ دشمن ایجنٹ اسے تباہ نہ کر سکیں''...... صدر نے کہا۔

''آپ درست فرما رہے ہیں جناب۔ آپ اس کے بارے میں تفصیل بتائیں اور پھر بے فکر ہو جائیں۔ کافرستان سیکرٹ سروس اس کی بخوبی حفاظت کرے گی''...... شاگل نے کہا۔

''یہ اسٹیشن ساندر کے انتہائی گھنے جنگلات کے علاقے ماروتی میں بنایا گیا ہے۔ اس اسٹیشن کو ایسی جگہ بنایا گیا ہے کہ اس کے گرد انتہائی چوڑی خوفناک دلدل ہے جسے کسی صورت بھی کراس نہیں کیا جا سکتا۔ اس اسٹیشن کے گرد چاروں طرف ایک کلومیٹر کے دائرے میں انتہائی حساس آلات نصب ہیں جن کے ذریعے نہ صرف اجنبیوں کو مارک کیا جا سکتا ہے بلکہ انہیں انتہائی آسانی سے ہلاک بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد وسیع اور گھنا جنگل ہے جہاں قدیم دور کے قبیلے بھی رہتے ہیں اور موجودہ دور کی آبادیاں بھی ہیں''۔ صدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ بذریعہ ہیلی کاپٹر بھی تو یہ لوگ وہاں پہنچ سکتے ہیں''۔ کرنل کرشن نے کہا۔

''اس اسٹیشن سے چاروں طرف دس کلومیٹر کے فضائی علاقے کو سرکاری طور پر ڈیتھ زون قرار دے دیا گیا ہے۔ اب اس کے اوپر سے نہ کوئی طیارہ گزر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ہیلی کاپٹر۔ وہاں چاروں طرف ایسی گنیں نصب ہیں جو انہیں فضا میں ہی تباہ کر دیں گی''...... صدر نے جواب دیا۔

''جناب۔ ہمارے لئے کیا حکم ہے''...... کرنل رمیش نے پوچھا۔

''اس ماروتی علاقے میں داخل ہونے کے دو راستے ہیں۔ ایک راستہ مغرب کی طرف سے ہے جسے کاروش کہا جاتا ہے۔ یہاں ملٹری انٹیلی جنس کی ایک مستقل چیک پوسٹ رہے گی اور یہاں سے گزرنے والے ہر آدمی کو چاہے وہ شہری آدمی ہو یا کسی قبیلے سے تعلق رکھتا ہو اس کی چیکنگ ہو گی۔ دوسرا راستہ شمالی طرف سے ہے۔ اس علاقے کو برام کہا جاتا ہے۔ برام میں بھی چیک پوسٹ بنائی جائے گی اور برام سے کاروش تک کے پورے علاقے میں جیپوں پر ملٹری انٹیلی جنس رات دن گشت کرتی رہے گی اور ہر مشکوک آدمی کو چیک کیا جائے گا۔ وہاں جہاں آپ چاہیں اپنا مستقل کیمپ لگا سکتے ہیں جہاں آپ کا کوئی ایسا آفیسر انچارج ہو گا جو بے حد تجربہ کار آدمی ہو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں کام کر سکے''...... صدر نے کہا۔

''جناب ملٹری انٹیلی جنس کے سپر سیکشن کا انچارج ہے کرنل ناتھ۔ وہ بے حد ہوشیار اور تجربہ کار آدمی ہے۔ وہ اس سارے علاقے کو سنبھال لے گا اور سر۔ کرنل ناتھ ملٹری انٹیلی جنس میں آنے سے پہلے''...... کرنل رمیش نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اس کی رپورٹ دیکھی ہے۔ چنانچہ اس کا انتخاب درست ہے اس لئے میں اس کی منظوری دیتا ہوں''۔ صدر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... کرنل رمیش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرے لئے کیا حکم ہے جناب''...... شاگل نے کہا۔

''آپ اور آپ کی سروس نے پورے کافرستان میں ان لوگوں کے داخلے کا سراغ لگانا ہے اور پھر ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ جہاں بھی ہو سکے اور چاہے آپ ساندر کے جنگلات تک پہنچ جائیں لیکن آپ زیادہ سے زیادہ سوجام شہر تک جا سکیں گے۔ اس کے بعد ملٹری انٹیلی جنس کا ایریا ہو گا اور اگر آپ انہیں کور نہ کر سکیں تو آپ اس کی اطلاع کرنل ناتھ کو دینے کے پابند ہوں گے''...... صدر نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... شاگل نے جواب دیا۔

''یہ کام آج سے شروع ہو جانا چاہئے کیونکہ آئندہ ہفتے میں نے ہیلی کاپٹر پر جا کر اس اسٹیشن کا افتتاح کرنا ہے اور پھر میرے ہیلی کاپٹر کے واپس آ جانے کے بعد وہاں ڈیتھ زون کا آغاز کر دیا جائے گا''...... صدر نے کہا۔

''جناب۔ اس اسٹیشن کے اندر بھی کوئی سیکورٹی موجود ہو گی یا نہیں''...... کرنل کرشن نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ سائنسی حفاظتی انتظامات ہوں گے''...... صدر نے کہا۔

''جناب۔ اس اسٹیشن پر جو لوگ کام کریں گے ان کے لئے سپلائی اور ان کے آنے جانے کا کیا انتظام رکھا گیا ہے''...... شاگل نے پوچھا تو صدر بے اختیار چونک پڑے۔

''آپ کا یہ سوال بتا رہا ہے کہ آپ واقعی تجربہ کار اور ذہین آدمی ہیں۔ ناکامی صرف بدقسمتی کی وجہ سے ہوتی رہی ہے۔ بہرحال جہاں تک انتظامات کا تعلق ہے انہیں خفیہ رکھا گیا ہے اور آپ بے فکر ہیں۔ ان انتظامات کو کوئی بریک نہ کر سکے گا'۔ صدر نے کہا۔

''یس سر''...... شاگل نے جواب دیا۔

''او کے۔ میٹنگ برخاست۔ اب آپ نے اپنے اپنے کام کا آغاز کر دینا ہے''...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے اٹھتے ہی شاگل اور دونوں کرنل اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر صدر مڑے اور دروازے سے باہر چلے گئے جہاں سے وہ آئے تھے۔ فائل اب ان کے اپنے ہاتھ میں تھی۔ ان کے باہر جانے کے بعد شاگل اور دونوں کرنل بھی دوسرے دروازے کی طرف بڑھے اور تھوڑی دیر بعد شاگل کی کار واپس اس کے ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

عمران نے کار میٹرو ہوٹل کی پارکنگ میں روکی اور پھر کار سے اتر کر اس نے اسے لاک کیا۔ اسی لمحے پارکنگ بوائے نے دوڑ کر آتے ہوئے اسے سلام کر کے کارڈ دیا اور پھر مڑ کر دوسری آنے والی کار کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ آج چونکہ ویک اینڈ نائٹ تھی اس لئے دارالحکومت کے ہوٹلوں میں رش عام دنوں سے کہیں زیادہ ہوتا تھا اور ہوٹل میٹرو کا خوبصورت ہال تو ویسے بھی عام دنوں میں مردوں اور عورتوں سے بھرا رہتا تھا اس لئے ویک اینڈ پر تو یہاں تل دھرنے کی جگہ نہیں رہتی تھی۔ ویسے ہوٹل میٹرو کی کافی دور دور تک شہرت تھی اس لئے عمران کھانا کھانے کے بعد ویسے ہی کافی پینے کے لئے ہوٹل میٹرو کی طرف چل پڑا تھا۔ مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ کچھ دیر تو ایک طرف کھڑے ہو کر ہال میں موجود افراد کو دیکھتا رہا۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور کہیں کوئی سیٹ خالی نظر نہ آ

رہی تھی۔ اسی لمحے ایک سپروائزر تیزی سے اس کے قریب آیا۔

''عمران صاحب۔ خوش آمدید۔ ادھر سپیشل سیٹس موجود ہیں۔ آپ ادھر آ جائیں''...... نوجوان سپروائزر نے کہا جو ظاہر ہے عمران کو جانتا تھا کیونکہ عمران اکثر اس ہوٹل میں آتا رہتا تھا۔

''ارے۔ ارے۔ سپیشل پرسن تو معذور افراد کو کہا جاتا ہے۔ تم نے کب سے مجھے ذہنی معذور بنا دیا ہے''...... عمران نے کہا تو سپروائزر بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ اگر ذہنی معذور ہیں عمران صاحب پھر تو ہم میں سے کسی کے پاس سرے سے ذہن ہی نہ ہو گا''...... سپروائزر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر اس سپروائزر کی رہنمائی میں وہ ایک کونے میں لگائی ہوئی نشستوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ان نشستوں پر کارڈ رکھے ہوئے تھے۔

''ان میں سے جو سیٹ آپ کو پسند آ جائے وہاں موجود کارڈ بند کر کے میز پر رکھ دیں اور تشریف رکھیں''...... سپروائزر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی تیزی سے مڑ کر وہ ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے ایک میز پر موجود کارڈ اٹھا کر بند کیا اور اسے میز پر رکھ دیا۔ اسی لمحے ایک ویٹر وہاں آ گیا تو عمران نے اسے ہاٹ کافی لانے کا کہہ دیا تو ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

''کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں''...... اچانک ایک نسوانی آواز عمران کو سنائی دی تو اس نے چونک کر اس طرف دیکھا۔ اس کے

دائیں طرف ایک نوجوان لڑکی کھڑی تھی جس نے جدید تراش کی شرٹ اور پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ کاندھے پر خوبصورت لیکن جدید لیڈیز بیگ لٹک رہا تھا۔ لڑکی کے نین نقش یونانی انداز کے تھے۔ سنہرے گھنگھریالے بال کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ مجموعی طور پر وہ ایک پرکشش اور خوبصورت لڑکی تھی۔

''تشریف رکھیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''شکریہ''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اپنا بیگ میز پر رکھ کر وہ کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گئی۔

''میرا نام شاہینہ لارا ہے۔ میں ایکریمیا سے یہاں اپنے آبائی ملک میں آئی ہوں تاکہ یہاں ایک دو ماہ گزار سکوں۔ مجھے آپ سے ملاقات کرنے پر بے حد خوشی ہو رہی ہے''...... شاہینہ لارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا واقعی آپ کو خوشی ہو رہی ہے یا آپ صرف رسمی فقرے بول رہی ہیں''...... عمران نے کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار چونک پڑی۔ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار مسکرا دی۔

''یہ میرے احساسات ہیں۔ رسمی فقرے نہیں ہیں''...... شاہینہ لارا نے کہا۔

''اچھا۔ پھر تو آپ اس دنیا کی پہلی لڑکی ہیں جسے مجھ سے مل کر خوشی ہو رہی ہے ورنہ لوگوں سے مل کر مجھے خوشی ہوتی ہے''۔

عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار ہنس پڑی۔

''آپ خوبصورت باتیں کرتے ہیں لیکن آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔ والدین نے آپ کا کوئی نام تو رکھا ہو گا''...... شاہینہ لارا نے اس بار خاصے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''بالکل رکھا ہے۔ میرے نام کے دونوں جزو والدین کے رکھے ہوئے ہیں جبکہ میرا خیال ہے کہ آپ کے نام کا ایک جزو والدین کا رکھا ہوا ہے اور دوسرا آپ نے خود رکھا ہے کیونکہ دونوں کا جوڑ بالکل نہیں مل رہا۔ ایسے لگ رہا ہے جیسے ہنسنا اور رونا بیک وقت ہو رہا ہو''...... عمران کی زبان ظاہر ہے پوری روانی سے چل رہی تھی۔

''وہ کیسے۔ ذرا وضاحت کریں''...... شاہینہ لارا نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید اسے عمران کی بات کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

''آپ کے نام کے دو جزو ہیں۔ ایک جزو شاہینہ ہے۔ مطلب ہے کہ آپ لڑکیوں کی شاہین ہیں۔ بڑا خوبصورت اور پرمعنی نام ہے۔ یہ تو ہوا ہنسنا۔ خوش ہونا جبکہ دوسرا جزو ہے لارا۔ یہ شاید ایکریمین نام ہے اور ظاہر ہے آپ نے وہاں کے معاشرے کو مدنظر رکھتے ہوئے رکھا ہو گا لیکن شاہین کے ساتھ اس کا کوئی جوڑ نہیں بنتا۔ وہ اگر ہنسنا ہے تو یہ رونا ہے''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اسی لمحے ویٹر نے آ کر ہاٹ کافی کے برتن میز پر لگانے شروع کر دیئے۔

''آپ کیا پینا پسند کریں گی۔ میں تو یہاں صرف کافی پینے آتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''میں بھی ہاٹ کافی ہی لوں گی''...... شاہیہ لارا نے کہا۔

''کافی کے برتن مس صاحبہ کے سامنے رکھ دو۔ لیڈیز فرسٹ بلکہ گرلز فرسٹ''...... عمران نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ہم اکٹھے ہی لیں گے۔ یہ برتن لے جاؤ اور اکٹھی کافی لے کر آؤ''...... شاہینہ لارا نے کہا۔

''یس میڈم''...... ویٹر نے کہا اور برتن واپس ٹرے میں رکھ کر وہ واپس چلا گیا۔

''اچھا۔ آپ کے نام کے دو جزو کون سے ہیں''...... شاہینہ لارا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''پہلے آپ کے نام سے جو مسئلہ درپیش ہے وہ تو حل ہو جائے پھر میں بھی اپنا سیدھا سادا سا بے رنگ و بوقسم کا تعارف کرا دوں گا''...... عمران نے کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''شاہینہ واقعی والدین نے میرا نام رکھا تھا لیکن ایکریمیا میں ایسے نام نہیں چلتے اس لئے میں نے ساتھ لارا کا اضافہ کر لیا اور اب ایکریمیا میں مجھے لارا ہی کہا جاتا ہے لیکن یہاں آ کر میں نے جس کو بھی لارا نام بتایا وہ اس طرح حیران ہو کر مجھے دیکھتا ہے

جیسے میں جھوٹ بول رہی ہوں۔ ہر ایک سے وضاحت کی کہ لارا ایکریمین نام ہے مگر پھر بھی لوگ حیران ہوتے ہیں کہ لڑکی تو ایشیا کی ہے اور نام ایکریمین۔ اس لئے اب میں نے یہاں پورا نام شاہینہ لارا بتانا شروع کر دیا ہے۔ ویسے آپ کی بات درست ہے۔ مجھے بھی ذاتی طور پر شاہینہ نام ہی پسند ہے''...... شاہینہ لارا نے پوری وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن مجھے تو لارا پسند ہے۔ ہمارے ہاں کسی زمانے میں ایک گانا بڑا مشہور ہوا تھا جس میں لارا لپہ کے الفاظ بار بار استعمال ہوتے تھے اور ہیروئن کا نام رکھا گیا تھا لارا لپہ گرل۔ مطلب ہے کہ زندگی کو خوب انجوائے کرنے والی لڑکی اور تم بھی مجھے لگتا ہے کہ لارا لپہ گرل ہی ہو اس لئے میں تو تمہیں لارا ہی کہوں گا''۔ عمران نے کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار مسکرا دی۔

''آپ بڑے خوبصورت انداز میں باتیں کرتے ہیں۔ بہرحال اب آپ اپنا تعارف کرا ہی دیں''...... شاہینہ لارا نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے ویٹر ایک بار پھر ٹرالی دھکیلتا ہوا آ گیا اور پھر اس نے دو کپ کافی تیار کر کے ایک ایک کپ ان دونوں کے سامنے رکھا اور ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔

''ہاں تو اب ہو جائے تعارف''...... شاہینہ لارا نے پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

''تو دل تھام کر بیٹھو۔ اگر دل ہے تو۔ اگر کسی کو دیا ہوا ہے تو

اس سے عارضی طور پر واپس مانگ لو کیونکہ دل کو جب تک تھاما نہ جائے یہ گر پڑتا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ دل کے ٹکڑے ہزار ہوئے کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا اور کون چنتا پھرے گا دل کے ٹکڑے اس لئے دل تھام کر بیٹھنا ضروری ہے''...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تو شاہینہ لارا کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ معمولی سی الجھن کے تاثرات بھی نمایاں ہو گئے تھے۔ شاید عمران کی ٹائپ اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

''میں نے آپ کو تعارف کے لئے کہا ہے۔ آپ دل کے ٹکڑوں پر آ گئے ہیں''...... شاہینہ لارا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اچھا چلو کرا دیتا ہوں تعارف۔ لیکن پہلے یہ بتا دو کہ تعارف مکمل کرایا جائے، نامکمل یا اوور مکمل۔ جیسا تم کہو''...... عمران نے کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار ہنس پڑی۔

''تینوں ہی کرا دو''...... شاہینہ لارا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ایک تعارف تو ہے حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مداں بندہ نادان''۔ عمران نے بولنا شروع کیا تو شاہینہ لارا کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

''آپ یقیناً میرا مذاق اڑا رہے ہیں''...... شاہینہ لارا نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ تینوں تعارف کرا دوں۔ چلو یہ آپ کو پسند نہیں ہے تو دوسرا کرا دیتا ہوں۔ منکہ مسمی پریشان، قدر دان، کوچوان، ساربان، فیل بان، مہربان''۔

عمران نے دوسرا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اس انداز میں میرا مذاق اڑائیں گے۔ میں جا رہی ہوں''...... شاہینہ لارا نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اس بار خاصے غصے اور کبیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تمہارا مذاق۔ اس میں تمہارا مذاق کہاں سے داخل ہو گیا۔ میں تو اپنا تعارف کرا رہا تھا۔ اگر آپ نہیں سننا چاہتیں تو نہ سنیں لیکن کافی کا کپ تو پورا پی لیں''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''یہ آپ کس قسم کا تعارف کرا رہے ہیں۔ کوچوان، ساربان۔ کیا مطلب ہوا اس کا''...... شاہینہ لارا نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اچھا تو آپ کے خیال کے مطابق تعارفوں کی قسمیں ہوتی ہیں۔ حیرت ہے۔ جیسے بنیادی تعارف، توصیفی تعارف، گھریلو تعارف، بازاری تعارف، تجارتی تعارف''...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا اور شاہینہ لارا نے شاید زچ ہو کر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

''بس ٹھیک ہے۔ پلیز آپ تعارف نہ کرائیں۔ کافی ہو گیا ہے''...... شاہینہ لارا نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنا اس قدر خوبصورت تعارف نہ

کراؤں۔ کمال ہے۔ سیٹھ آلو بھائی، کچالو بھائی اپنا تعارف کرا سکتے ہیں اور میں نہیں کرا سکتا۔ کیوں''...... عمران نے کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار زچ ہو جانے کے انداز میں ہنس پڑی۔

''میرے خیال میں دنیا میں آپ جیسی باتیں کرنے والا اور کوئی نہیں ہو سکتا''...... شاہینہ لارا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''مرد یا عورت۔ کون نہیں ہو سکتا''...... عمران نے کہا۔

''مرد''...... شاہینہ لارا نے کہا۔

''چلو شکر ہے آپ نے مجھے مرد تو کہا ورنہ خواتین تو مجھے لڑکا کہتی ہیں۔ بوائے یہ اٹھا دو۔ بوائے یہ رکھ دو حالانکہ بوائے بھی بہت سی قسموں کے ہوتے ہیں جیسے لائف بوائے، پارکنگ بوائے، پلے بوائے''...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تو شاہینہ لارا نے اس بار ماتھے پر ہاتھ رکھ لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔

''چلو پھر سادہ سا تعارف کرا دوں۔ آپ بھی کیا یاد کریں گی۔ کسی کا اس قدر سادہ تعارف بھی ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو شاہینہ لارا نے اس طرح عمران کو دیکھنا شروع کر دیا جیسے وہ انتہائی اشتیاق بھرے انداز میں اس کے منہ سے اس کا تعارف سننا چاہتی ہو۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) عمران نے اس بار بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار چونک پڑی۔

"ڈی ایس سی۔ ڈاکٹر آف سائنس اور وہ بھی آکسفورڈ یونیورسٹی سے۔ کیا واقعی"...... شاہینہ لارا نے اس انداز میں کہا جیسے اسے عمران کے تعارف پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"اسی لئے تو میں سادہ سا تعارف نہیں کراتا۔ لوگ یقین ہی نہیں کرتے کہ قابلیت اس قدر زیادہ اور ڈگری صرف ڈاکٹر آف سائنس کی"...... عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"سر۔ آپ کا فون ہے۔ فون روم میں تشریف لے جائیں"۔ اچانک ویٹر نے قریب آ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں فون سن لوں۔ شاید کوئی نئی ڈگری مجھے ایوارڈ کی گئی ہو اور میرے تعارف میں کچھ وزن آ جائے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تعارف تو اب بھی کافی وزنی ہے۔ بہرحال فون سن لیں۔ پھر بات ہو گی"...... شاہینہ لارا نے کہا تو عمران مسکراتا ہوا اٹھ کر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جس کے ساتھ ہی فون روم تھا۔ عمران حیران ہو رہا تھا کہ یہاں اسے کس نے فون کیا ہو گا کیونکہ وہ کسی کو بتا کر تو نہیں آیا تھا۔ اس نے فون روم میں داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر ایک طرف رکھے ہوئے رسیور کو اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ہیلو"...... عمران نے کہا۔

"علی عمران بول رہے ہو"...... ایک اجنبی سی آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لارا تمہاری میز پر بیٹھی ہوئی ہے اور یہ لڑکی بہت جلد دوسروں پر اعتماد کر لیتی ہے لیکن یہ بتا دوں کہ اس کے خیرخواہ بہت ہیں۔ اگر تم نے اسے لبھانے یا رجھانے کی کوشش کی تو بغیر باز پرس تمہیں گولی ماری جا سکتی ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ کمرے میں صرف فون سنا جا سکتا تھا۔ فون کرنے کے لئے کاؤنٹر پر آنا پڑتا تھا اس لئے عمران کمرے سے نکل کر کاؤنٹر پر آ گیا۔

"ہوٹل ایکس چینج سے میری بات کراؤ"...... عمران نے کاؤنٹر پر موجود لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سامنے موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے چند نمبر پریس کئے اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس۔ ہوٹل ایکس چینج"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں کاؤنٹر سے بول رہا ہوں۔ ابھی مجھے یہاں فون کال کی

گئی ہے اور میں نے فون روم میں کال سنی ہے۔ آپ چیک کر کے مجھے بتائیں کہ یہ کال کہاں سے کی گئی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یس سر۔ ہولڈ کریں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

’’سر۔ آپ لائن پر ہیں کیا‘‘...... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

’’یس‘‘...... عمران نے کہا۔

’’سر۔ یہ کال پبلک فون بوتھ سے کی گئی ہے‘‘...... لڑکی نے جواب دیا۔

’’کیا اس ایریا کی نشاندہی ہو سکتی ہے جہاں سے یہ کال کی گئی ہے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’نو سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس اپنی میز پر آیا تو ایک بار پھر ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ شاہینہ لارا وہاں موجود نہ تھی۔

’’سر۔ میڈم چلی گئی ہیں اور وہ کہہ گئی ہیں کہ آپ کو پیغام دے دیا جائے کہ ایمرجنسی کی وجہ سے انہیں جانا پڑا ہے۔ پھر ملاقات ہو گی‘‘...... ویٹر نے عمران کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’خود اٹھ کر گئی ہیں یا کوئی پیغام پہنچایا گیا ہے جس کی وجہ سے اسے جانا پڑا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ایک غیر ملکی ان کی ٹیبل پر آیا تھا۔ اس نے میڈم سے کوئی

بات کی تو میڈم نے اشارے سے مجھے بلا کر کہا کہ میں پیغام آپ کو دے دوں اور وہ خود اٹھ کر اس غیر ملکی کے ساتھ چلی گئیں‘‘۔ ویٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’اوکے۔ ٹھیک ہے۔ جا کر مزید ہاٹ کافی لے آؤ‘‘...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

’’یس سر‘‘...... ویٹر نے کہا اور واپس چلا گیا۔ ویٹر کے جاتے ہی عمران نے جھک کر اس کرسی کے ساتھ جس کرسی پر شاہینہ لارا بیٹھی تھی پڑا ہوا کارڈ اٹھا لیا۔ کارڈ وہ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہی دیکھ چکا تھا لیکن وہ اسے ویٹر کے سامنے نہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اس نے کارڈ کو دیکھا۔ کارڈ کی ایک سائیڈ خالی تھی جبکہ ایک سائیڈ پر کسی انجینئرنگ فرم کا نام و پتہ درج تھا۔ اس کے ساتھ ہی فون نمبر بھی درج تھا۔ پتہ ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن کا تھا۔ عمران چند لمحے غور سے کارڈ کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے اسے جیب میں رکھ لیا۔ اسی لمحے ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا آیا اور اس نے کافی کے برتن میز پر لگانے شروع کر دیئے اور پھر واپس چلا گیا۔ اس کے واپس جانے کے بعد عمران نے کافی بنائی پھر اسے چسکیاں لے کر پینا شروع کر دیا۔ اس کے ذہن میں فون کال اور شاہینہ لارا کی فوری واپسی، کسی غیر ملکی کا اس تک پہنچنا اور فون کال کسی پبلک فون بوتھ سے کرنا یہ سب کچھ ایک کھچڑی کی طرح پک رہا تھا اور پھر اچانک ایک خیال کے ذہن میں آتے ہی وہ چونک پڑا کیونکہ اسے خیال آیا تھا کہ جیسے ہی اس

نے شاہینہ لارا کو اپنا اصل تعارف کرایا تو اس کے فوراً بعد ہی کال آ گئی اور پھر ایک غیر ملکی بھی شاہینہ لارا تک پہنچ گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ دونوں غیر ملکی یہاں پہلے سے موجود تھے اور شاہینہ لارا اور اس کے درمیان ہونے والی بات چیت سن رہے تھے۔ شاید ان کے عقب میں ہوں یا کچھ فاصلے پر ہوں کیونکہ اب ایسے آلات آ گئے تھے جو کافی فاصلے سے بات چیت کو سننا ممکن بنا دیتے تھے۔ پھر ایک غیر ملکی نے باہر جا کر برآمدے میں موجود فون بوتھ سے اسے کال کیا اور لازماً نام علی عمران لیا جس پر کاؤنٹر سے پیغام اس تک پہنچا کیونکہ اس ہوٹل کا رواج تھا کہ آرڈر لینے کے بعد نام پوچھا جاتا تھا تاکہ بل اسی نام سے بنایا جائے اور عمران چونکہ یہاں آتا جاتا رہتا تھا اس لئے اسے اب اپنا نام بتانے کی ضرورت نہیں تھی۔ چونکہ یہاں کے مستقل ویٹرز اس کا نام بخوبی جانتے تھے اس لئے وہ خود ہی اس کا نام لکھوا دیتے تھے۔ گو اسے شاہینہ لارا سے کوئی دلچسپی نہ تھی لیکن جو ڈرامہ یہاں کھیلا گیا تھا اور جس طرح اسے فون پر دھمکیاں دی گئی تھیں یہ سب کچھ اسے اکسا رہا تھا کہ اصل حالات معلوم کرے۔ چنانچہ اس نے ویٹر کو بلا کر بل ادا کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر جیسے ہی وہ آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو''...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ گراہم بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکریمیا میں فارن ایجنٹ گراہم کی آواز سنائی دی تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا۔

''چیف بول رہا ہوں''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... گراہم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ایک فرم کا پتہ اور فون نمبر لکھو''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہی کارڈ نکالا جو اس نے ہوٹل کے فرش سے اٹھایا تھا اور فرم کا نام اور ایڈریس کے ساتھ ساتھ اس نے فون نمبر بھی دوہرا دیا۔

''یس باس۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے''...... گراہم نے جواب دیا۔

''ایک لڑکی جس کا نام شاہینہ لارا ہے ہو سکتا ہے وہ اس فرم میں کام کرتی ہو۔ اس کے بارے میں بھی تم نے خصوصی طور پر تفصیل معلوم کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہوگی''...... گراہم نے کہا۔

’’کب تک یہ معلومات حاصل کر لو گے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’صرف چند گھنٹے لگیں گے باس‘‘...... گراہم نے جواب دیا۔

’’اوکے‘‘...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’جولیا بول رہی ہوں‘‘...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

’’ایکسٹو‘‘...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’یس سر‘‘...... جولیا نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’ایک لڑکی کا حلیہ، قدوقامت اور لباس کی تفصیل نوٹ کرو‘‘۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر اس نے شاہینہ لارا کا حلیہ، اس کا قدوقامت اور لباس کی تفصیل بتا دی۔

’’یس باس۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے‘‘...... جولیا نے جواب دیا۔

’’یہ لڑکی جس کا نام شاہینہ لارا ہے ایکریمیا سے آئی ہے۔ اسے تلاش کرنا ہے۔ پوری ٹیم کو اس کام پر لگا دو۔ اس بارے میں جیسے ہی کوئی اطلاع ملے تم نے مجھے فوری اطلاع دینی ہے لیکن کسی بھی معاملے میں کوئی مداخلت کسی نے نہیں کرنی‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

’’عمران صاحب۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہوا تو نہیں لیکن ۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے‘‘...... عمران نے جواب دیا۔

’’یہ لڑکی کون ہے۔ کچھ عجیب سا نام ہے اس کا۔ شاہینہ لارا‘‘...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ہوٹل میٹرو میں کافی پینے کے لئے جانے سے لے کر فون آنے، اس پر دھمکیاں دینے اور پھر واپس آنے پر شاہینہ لارا کے واپس چلے جانے اور ویٹر کو دیئے ہوئے پیغام، فرش سے کارڈ اٹھانے کی پوری تفصیل بتا دی۔

’’آپ کا خیال ہے کہ کارڈ شاہینہ لارا کا ہے اور اس کے بیگ سے گر گیا ہے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’میرا خیال ہے کہ یہ کارڈ شاہینہ لارا نے دانستہ نیچے گرایا ہے تاکہ یہ مجھ تک پہنچ سکے‘‘...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

’’لیکن کارڈ پر تو کسی انجینئرنگ کمپنی کا نام درج ہے۔ انجینئرنگ کمپنی میں شاہینہ لارا زیادہ سے زیادہ ملازم ہو گی۔ پھر‘‘۔ بلیک زیرو نے کہا۔

’’ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شاہینہ لارا اور اس کے ساتھی میرے بارے میں جانتے ہوں اور شاہینہ لارا صرف ایڈونچر کی غرض سے میری ٹیبل پر آ گئی ہو۔ اس پر اس کے

ساتھیوں نے اسے واپس لے جانے کے لئے کارروائی کی ہو۔ ایک نے فون کال کر کے مجھے ٹیبل سے اٹھایا اور دوسرا آ کر اسے واپس لے گیا۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے شاہینہ لارا میرے بارے میں پہلے سے نہیں جانتی تھی حتیٰ کہ وہ میرے نام سے بھی واقف نہ تھی ورنہ میری باتوں کے جواب میں اس کا ردعمل اس قدر فطری اور قدرتی نہ ہوتا لیکن اس کے ساتھیوں کو اس کے مجھ سے ملنے پر اس قدر غصہ آیا کہ وہ براہ راست دھمکیوں پر اتر آئے اور پھر شاہینہ لارا نے یہ کارڈ فرش پر کیوں گرایا۔ یہ سب کچھ تو فی الحال ایک گورکھ دھندہ ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یہ بھی تو ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ ایسا کچھ بھی نہ ہو اور آپ خواہ مخواہ سب کچھ فرض کرتے جا رہے ہوں‘‘...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

’’ہاں۔ تمہاری بات بھی درست ہے۔ ہمارے ذہن ہی اب اس طرح کے ہو گئے ہیں کہ معمولی سی خلاف معمول بات ہوتے ہی ہم اس پر خیالی محل تعمیر کرنا شروع کر دیتے ہیں‘‘...... عمران نے کہا اور پھر اسی طرح انہیں باتیں کرتے ہوئے نجانے کتنا وقت گزرا ہو گا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’ایکسٹو‘‘...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’گراہم بول رہا ہوں چیف۔ ولنگٹن سے‘‘...... دوسری طرف سے گراہم کی آواز سنائی دی۔

’’یس۔ کیا رپورٹ ہے‘‘...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’سر۔ یہ فرم جس کا نام آپ نے لکھوایا تھا بین الاقوامی فرم ہے جو خلائی سیاروں کی مشینری وغیرہ تیار کرتی ہے اور اس مشینری کو سیاروں میں نصب بھی کرتی ہے۔ اس کی تیار کردہ تمام تر مشینری کا تعلق خلائی سیاروں سے ہے اور جناب۔ آپ نے جس لڑکی شاہینہ لارا کے بارے میں انکوائری کے لئے کہا تھا اس بارے میں معلوم ہوا ہے کہ مس لارا اس فرم میں بطور سپروائزر انجینئر ملازم ہے۔ اس نے ایکریمین یونیورسٹیوں سے خلائی سیاروں کی مشینری اور خلائی سیاروں میں نصب ہونے والی دوسری مشینری کے سلسلے میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہوئی ہے اور اس فرم میں گزشتہ چند سالوں سے ملازم ہے اور مس لارا کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے گروپ کے ساتھ کسی پراجیکٹ پر کام کرنے کے لئے گزشتہ دو ماہ سے کافرستان میں ہے‘‘...... گراہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’کافرستان میں کہاں یہ پراجیکٹ مکمل کیا جا رہا ہے‘‘۔ عمران نے پوچھا۔

’’میں نے معلوم کرنے کی کوشش کی تھی چیف۔ لیکن یہاں کے کاغذات میں اس بارے میں کچھ بھی درج نہیں ہے۔ صرف اتنا درج ہے کہ خفیہ پراجیکٹ پر گروپ کافرستان جائے گا اور پھر کافرستانی حکومت اسے جہاں بھی لے جائے گی یہ اس کی صوابدید

پر منحصر ہے''...... گراہم نے جواب دیا۔

''کس ٹائپ کا پراجیکٹ ہے یہ''...... عمران نے پوچھا۔

''سر۔ اس کا تعلق خلائی سیاروں کی مشینری سے ہے۔ بس اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے''...... گراہم نے جواب دیا۔

''وہاں اس لارا کے دوستوں اور ملنے والوں کو ٹریس کرو۔ یقیناً لارا ان سے رابطہ رکھتی ہو گی۔ اس طرح معلوم ہو سکے گا کہ لارا اس وقت کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

''آپ لارا کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہیں عمران صاحب۔ کافرستان میں بے شمار پراجیکٹ بنتے اور تعمیر ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے خلائی سیارے بھی خلاء میں گردش کرتے رہتے ہیں اور ظاہر ہے اس کے لئے انجینئرز اور سائنس دان بھی کام کرتے رہتے ہیں۔ یہ ایک روٹین کی بات ہے''...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم اسے خون گرم رکھنے کا ایک بہانہ سمجھ لو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا لارا کے خیال سے آپ کا خون گرم ہو جاتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''ارے۔ میں اپنے قومی شاعر کے اس شعر کی بات کر رہا ہوں

جس میں انہوں نے کہا ہے کہ پلٹنا جھپٹنا اور جھپٹ کر پلٹنا یہ کارروائی لہو گرم رکھنے کا بہانہ ہوتی ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف''...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

لیس''...... عمران نے کہا۔

''چیف۔ صفدر نے رپورٹ دی ہے کہ ہوٹل میٹرو میں عمران سے ملنے والی لڑکی شاہینہ لارا کافرستان جا چکی ہے''...... جولیا نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

''کیا تفصیل ہے اس رپورٹ کی''...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''صفدر اور صدیقی نے ہوٹل میٹرو سے سراغ لگانے کی کوشش کی اور پھر انہوں نے ایک ٹیکسی ڈرائیور کو ٹریس کر لیا جس نے اس لڑکی اور دو ایکریمینز کو اپنی ٹیکسی میں بٹھا کر ایئر پورٹ چھوڑا تھا جس پر صفدر اور صدیقی ایئر پورٹ گئے اور پھر وہاں سے شاہینہ لارا کے کاغذات کی نقول حاصل کر لیں۔ اس کے دو ساتھیوں کے نام گراڈ اور جیکب تھے۔ وہ عام پرواز سے کافرستان گئے ہیں''۔ جولیا نے کہا۔

’’اس پرواز کی تفصیل‘‘...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو جولیا نے تفصیل بتا دی۔

’’ٹھیک ہے۔ اب اس کی یہاں تلاش بند کر دو‘‘...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

’’گراہم کی رپورٹ ہے کہ وہ گزشتہ دو ماہ سے کافرستان میں ہے۔ پھر وہ پاکیشیا کیا کرنے آئی تھی‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’مجھے اس نے بتایا تھا کہ پاکیشیا اس کا آبائی وطن ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ وہ کام کے دوران کچھ فرصت ملنے کی بناء پر پاکیشیا آئی ہو گی۔ بس مسئلہ اس کے ساتھیوں کا ہے کہ انہوں نے اسے واپس جانے کے لئے باقاعدہ میرے ساتھ ڈرامہ کیوں کھیلا۔ بہرحال اب ناٹران اس کا سراغ لگائے گا‘‘...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’ناٹران بول رہا ہوں‘‘...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

’’ایکسٹو‘‘...... عمران نے ایکسٹو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’لیس باس‘‘...... دوسری طرف سے ناٹران کا لہجہ مزید مؤدبانہ ہو گیا۔

’’ایک لڑکی جس کا نام شاہینہ لارا ہے وہ پاکیشیا سے کافرستان گئی ہے۔ اس کے ساتھ دو ایکریمینز ہیں۔ ایک کا نام گراڈ اور

دوسرے کا نام جیکب ہے۔ جس فلائٹ سے یہ گئے ہیں اس کی تفصیل نوٹ کر لو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’لیس باس‘‘...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اسے جولیا کی بتائی ہوئی تفصیل بتا دی اور ساتھ ہی شاہینہ لارا کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل بھی بتا دی اور ساتھ ہی اس کے لباس کی تفصیل بھی۔ کیونکہ صفدر کی رپورٹ کے مطابق شاہینہ لارا ہوٹل سے سیدھی ایئر پورٹ گئی تھی اس لئے وہ اسی لباس میں کافرستان پہنچی ہو گی۔

’’اس لڑکی کو ٹریس کرو اور مجھے رپورٹ دو کہ یہ لڑکی کہاں کام کر رہی ہے۔ کیا کام کر رہی ہے اور اس کی مصروفیات کے بارے میں تفصیلی رپورٹ‘‘...... عمران نے کہا۔

’’لیس باس‘‘...... ناٹران نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

’’اوکے۔ اب میں چلتا ہوں۔ ناٹران کی طرف سے کوئی رپورٹ آئے تو مجھے فلیٹ پر اطلاع دے دینا۔ فی الحال یہ باب بند ہوا‘‘...... عمران نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

’’دلچسپی کے ایسے باب اتنی جلدی بند نہیں ہوا کرتے عمران صاحب‘‘...... بلیک زیرو نے بھی احتراماً اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

تنویر اور چوہان چونکہ ایک ہی رہائشی پلازہ میں رہتے تھے اس لئے وہ دونوں رات کا کھانا کھانے قریب ہی ایک مشہور ہوٹل ان لینڈ جاتے رہتے تھے۔ ہوٹل ان لینڈ کھانے کے لحاظ سے پورے دارالحکومت میں مشہور تھا اور دارالحکومت کے وہ لوگ جو اچھا کھانا کھانے کا ذوق رکھتے تھے اسی ہوٹل کا رخ کرتے تھے۔ یہاں چائینیز، اٹلی، ایکریمیا اور دیگر بڑے ملکوں کے مخصوص کھانوں کے ساتھ ساتھ مقامی کھانوں کی بھی بے شمار ورائٹی سپلائی کی جاتی تھی اس لئے عام طور پر ڈنر کے وقت دارالحکومت میں موجود تمام غیر ملکی یہاں اس ہوٹل میں نظر آتے تھے۔ اس لئے یہاں رات کے کھانے پر خاصا رش ہو جایا کرتا تھا لیکن تنویر نے اپنے لئے ایک مستقل میز ریزرو کرائی ہوئی تھی کیونکہ وہ اس ہوٹل سے مستقل طور پر دوپہر اور رات کا کھانا کھایا کرتا تھا۔ چوہان بھی اکثر اس کا ساتھ دیا کرتا تھا اس لئے آج بھی وہ دونوں ہی کھانا کھانے ہوٹل جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر چوہان بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں کے درمیان مختلف موضوعات پر بات چیت ہو رہی تھی۔

''ایک بات پوچھوں تنویر۔ امید ہے تم ناراض نہیں ہو گے''۔ اچانک چوہان نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

''تم ایسی بات کرتے ہی کیوں ہو جس سے دوسرے کی ناراضگی کا امکان ہو''...... تنویر نے کہا۔

''بات تو کرنا ہی پڑتی ہے''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ کرو۔ میں ناراض نہیں ہوں گا''...... تنویر نے کہا۔

''تم جولیا کی بجائے کسی اور لڑکی میں دلچسپی کیوں نہیں لیتے''۔ چوہان نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ سب کچھ کسی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ تمہارا خیال ہے کہ پسندیدگی ریموٹ کنٹرول کا بٹن دباتے ہی تبدیل ہو جاتی ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو چوہان بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہاری بات اپنی جگہ درست ہے لیکن دنیا میں جولیا کے علاوہ بھی تو لڑکیاں ہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ جولیا بذات خود تم میں دلچسپی نہیں رکھتی۔ اس کی دلچسپی عمران میں ہے پھر بھی تم ایک ناممکن

بات سے چمٹے ہوئے ہو''...... چوہان نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہ میری بدقسمتی اور عمران کی خوش قسمتی ہے اور بس''...... تنویر نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اگر تم اسے عمران کی خوش قسمتی سمجھتے ہو تو ایک طرف ہٹ جاؤ تاکہ یہ دونوں اپنی خوش قسمتی کو صحیح معنوں میں انجوائے کر سکیں''۔ چوہان نے کہا۔

''یہ بھی میرے بس میں نہیں ہے۔ تم تو اب کہہ رہے ہو لیکن میں نے کئی بار اپنے طور پر بھی یہ بات سوچی ہے لیکن اس پر عمل ناممکن ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اس کی ایک وجہ ہے''...... چوہان نے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

''کیا وجہ ہو سکتی ہے''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہی کہ تم نے آج تک جولیا سے ہٹ کر کسی دوسری لڑکی میں دلچسپی ہی نہیں لی۔ اگر تم شعوری طور پر کوشش کرو تو آہستہ آہستہ تمہاری دلچسپی بڑھنا شروع ہو جائے گی اور پھر تم آسانی سے فیصلہ بھی کر سکو گے اور اس پر عمل بھی کر سکو گے''...... چوہان نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن کوئی لڑکی آج تک میری نظروں میں دلچسپی کے لئے جچی ہی نہیں''...... تنویر نے جواب دیا۔

''پھر تو دعا ہی کی جا سکتی ہے''...... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا

اور اسی لمحے تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے کار ہوٹل ان لینڈ کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور پھر اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہال میں داخل ہوئے جہاں اس وقت خاصا رش تھا لیکن مستقل ریزرویشن کا کونہ علیحدہ تھا اس لئے تنویر اور چوہان اسی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے اور پھر چند لمحوں بعد وہ اپنی ٹیبل پر موجود تھے کہ اچانک ایک سپروائزر ان کے قریب آ کر جھک گیا۔

''کیا بات ہے۔ ویٹر کی بجائے تم آئے ہو''...... تنویر نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ایک خاتون کھانا کھانے تشریف لائی ہیں لیکن انہیں ٹیبل نہیں مل رہی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں آپ کی ٹیبل پر لے آؤں''...... سپروائزر نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''لے آؤ۔ مل کر ڈنر کر لیں گے''...... تنویر کے کچھ بولنے سے پہلے چوہان نے کہا۔

''تھینک یو سر''...... سپروائزر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

''خواہ مخواہ ہاں کر دی۔ ہم ڈسٹرب ہوں گے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ تھوڑی سی گپ شپ ہو جائے گی۔ کھانے کا لطف دوبالا ہو جائے گا''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی اور تنویر اس کی اس بات پر بے

اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد سپروائزر کے ساتھ ایک مقامی لڑکی جس نے جینز کی پینٹ اور بلیک لیدر کی جیکٹ پہن رکھی تھی اور جس کے پیروں میں البتہ مردانہ جوتے تھے آتی دکھائی دی۔ اس کے سر کے بال بھی مردوں کی طرح کٹے ہوئے تھے۔ کانوں میں ہیرے کے ٹاپس اور گلے میں ایک طلائی زنجیر پہنی ہوئی تھی۔ اس کے قریب آنے پر چوہان اور تنویر دونوں اخلاقاً اٹھ کھڑے ہوئے۔

آپ کا شکریہ۔ میرا نام نازیہ ہے اور میں ایک صحافی ہوں۔ پاکیشیا کے اخبار نیشنل ٹائمز سے میرا تعلق ہے“...... لڑکی نے قریب آ کر مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

”آپ نے ہمیں عزت دی ہے مس نازیہ۔ یہ تنویر ہیں اور میرا نام چوہان ہے اور ہمارا تعلق بزنس سے ہے“...... چوہان نے اپنا اور تنویر کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ تنویر خاموش رہا تھا۔ اس نے ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا۔

”آپ پولیٹیکل رپورٹر ہیں یا کرائم رپورٹر“...... چوہان نے مسکراتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

”بنیادی طور پر آپ مجھے کرائم رپورٹر بھی کہہ سکتے ہیں لیکن دراصل میں کرپشن رپورٹر ہوں۔ جہاں جہاں بڑے بڑے گھپلے ہوتے ہیں ایسے گھپلے جس میں ملک و قوم کا خزانہ بے دردی سے لوٹا جاتا ہے میں اس کی اپنے طور پر تحقیق کر کے ثبوتوں کے ساتھ سٹوری اخبار میں شائع کرا دیتی ہوں اور پھر اس سٹوری کی ہر طرح

سے ذمہ داری بھی قبول کرتی ہوں“...... نازیہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر تو آپ کی جان ہر وقت خطرے میں رہتی ہو گی“...... تنویر نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ مجھ پر کئی بار قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں۔ مجھے کئی بار اغوا کرنے کی بھی کی کوشش کی گئی ہے لیکن میں خوفزدہ ہونے کی بجائے اپنے مؤقف پر مزید کنفرم ہو جاتی ہوں۔ آج تک مجھے ایک انگلی بھی نہیں لگائی جا سکی۔ کل کیا ہوتا ہے وہ کل آئے گا تو دیکھا جائے گا“...... نازیہ نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا تو تنویر کے چہرے پر قدرے حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”حیرت ہے۔ لڑکیاں اس قدر دلیر اور حوصلہ مند بھی ہوتی ہیں“...... تنویر نے کہا تو نازیہ بے اختیار ہنس پڑی۔ اسی لمحے ویٹر نے آ کر مینو دیا تو تنویر نے مینو نازیہ کے سامنے رکھ دیا۔

”آپ آرڈر دیں گی۔ اپنے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی“...... تنویر نے کہا۔

”لیکن پیمنٹ آپ نہیں کریں گی۔ اس لئے کھل کر آرڈر دیں“...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو نازیہ بے اختیار ہنس پڑی۔

”میں پیمنٹ بھی کر سکتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ میرے والد صاحب کاروں کا بزنس کرتے ہیں اور میں ان کی اکلوتی بیٹی

ہوں''...... نازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ویٹر کو آرڈر لکھوا دیا اور ویٹر واپس مڑ گیا۔

''میں تو یہاں کا مستقل گاہک ہوں لیکن میں نے پہلے کبھی آپ کو یہاں نہیں دیکھا''...... تنویر نے کہا۔

''میں عام طور پر ہوٹلوں میں کھانا کھانے سے گریز کرتی ہوں۔ گھر میں یہاں سے اچھے باورچی موجود ہیں اور کھانا بھی یہاں کی نسبت اچھا پکتا ہے لیکن بعض اوقات مجبوری ہو جاتی ہے۔ آج بھی یہاں قریب ہی ایک آفس میں میری ایک صاحب سے ملاقات تھی لیکن ان صاحب کو اچانک کسی ضروری کام کے سلسلے میں جانا پڑ گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ دو گھنٹے بعد ملاقات کے لئے آئیں گے تو مجھے یہاں کھانا کھانے کے لئے آنا پڑا''...... نازیہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''آپ کو تو اس قسم کے سکینڈل اور گھپلوں کو ٹریس کرنے اور پھر ان کے ثبوت حاصل کرنے کے لئے بہت جدوجہد کرنی پڑتی ہو گی۔ کیا آپ نے پورا گروپ بنایا ہوا ہے یا آپ اکیلی کام کرتی ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ میں اکیلی کام کرتی ہوں۔ گروپ میں سے کوئی آدمی کوئی غلط معلومات مہیا کر دے تو مجھے بہت نقصان بھی ہو سکتا ہے''...... نازیہ نے جواب دیا۔ اسی لمحے ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا آیا اور اس نے کھانے کے برتن میز پر لگانے شروع کر دیئے۔

''ایک بات پوچھوں۔ آپ ناراض تو نہیں ہوں گے''...... کھانا کھاتے ہوئے اچانک نازیہ نے کہا۔

''ایسی کیا بات ہو سکتی ہے کہ ہم ناراض ہو جائیں''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ دونوں کا تعلق بزنس سے بہرحال نہیں ہے بلکہ کسی خفیہ ایجنسی ہے''...... نازیہ نے کہا تو چوہان اور تنویر دونوں ہی چونک پڑے۔

''یہ اندازہ آپ نے کیسے لگایا''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ میرا اندازہ نہیں ہے بلکہ مجھے معلوم ہے''...... نازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''معلوم ہے۔ کیا اور کیسے''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ان دونوں کے چہروں کے تاثرات دیکھ کر نازیہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''میں مافوق الفطرت قوتیں نہیں رکھتی۔ آپ تو مجھے ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے میں کوئی جادوگرنی ہوں۔ بہرحال میں بتا دیتی ہوں کہ آپ کے گروپ کی ساتھی صالحہ میری کلاس فیلو رہی ہے اور بچپن کی دوست بھی ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے ایک خفیہ ایجنسی کا گروپ جو ملک و قوم کے مفادات کے لئے کام کرتا ہے جوائن کر لیا ہے اور میں نے کئی بار آپ کو بھی اس کے ساتھ

کاروں میں دیکھا ہے اور ویسے بھی آپ کا بزنس مینوں جیسا انداز نہیں ہے“...... نازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا صالحہ نے آپ کو خود بتایا تھا“...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیا“...... نازیہ نے پوچھا۔

”یہی کہ اس کا تعلق کسی خفیہ گروپ سے ہے“...... تنویر نے کہا۔

”میں نے بتایا ہے کہ وہ میری کلاس فیلو اور بچپن کی دوست ہے اور ہم دونوں ایسی دوست ہیں کہ ہمارا ایک دوسرے سے کوئی راز نہیں ہے۔ جہاں تک آپ کا تعلق ہے تو آپ کو میں نے اکثر اس کے ساتھ دیکھا ہے۔ ویسے بھی میرا اور صالحہ دونوں کا مقصد تقریباً ایک ہی ہے۔ وہ جب فارغ ہوتی ہے تو میرے کام میں میرا بھی ساتھ دیتی ہے اور ہاں۔ شاید وہ یہاں بھی آ جائے“۔ نازیہ نے چونک کر کہا۔

”کیا یہاں اس کی آمد طے ہے“...... چوہان نے پوچھا۔

”طے تو نہیں ہے لیکن کل ہی اس سے بات ہو رہی تھی۔ وہ میرے ساتھ ایک لڑکی کو تلاش کرتی پھر رہی تھی جس کا نام شاہینہ لارا ہے۔ ہم یہاں بھی آئی تھیں لیکن یہاں نہ وہ لڑکی تھی اور نہ ہی یہاں جگہ تھی۔ اس پر اس نے کہا کہ کھانا کھانے کے لئے یہ واقعی اچھی اور پرسکون جگہ ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ کل یہاں کھانا کھانے آؤں“...... نازیہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر وہ لڑکی ملی جس کو آپ تلاش کر رہی تھیں“...... چوہان نے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ تو نہیں مل سکی البتہ آج صبح جب میں گھر سے نکلی تو فون پر صالحہ سے بات ہوئی۔ اس نے بتایا کہ وہ لڑکی کل ہی کافرستان چلی گئی ہے۔ البتہ ایک بات اس بارے میں مجھے معلوم ہوئی ہے جو میں جا کر صالحہ سے ڈسکس کروں گی“...... نازیہ نے کہا۔

”کون سی بات“...... چوہان نے پوچھا۔

”یہ تو اس صورت میں آپ کو بتائی جا سکتی ہے جب آپ تسلیم کریں کہ آپ صالحہ کے ساتھی ہیں“...... نازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ ہمارا کوئی تعلق کسی خفیہ ایجنسی سے نہیں ہے۔ ہم واقعی بزنس مین ہیں۔ صالحہ کے ساتھ البتہ ہیلو ہیلو ضرور ہے۔ ہو سکتا ہے کہ صالحہ نے آپ پر رعب جھاڑنے کے لئے یہ بات کر دی ہو۔ لڑکیاں اکثر ایسی باتیں کرتی رہتی ہیں“...... اس بار تنویر نے کہا تو نازیہ بے اختیار ہنس پڑی۔

”آپ نے خواہ مخواہ لڑکیوں کی نفسیات سمجھنے کی بات کر دی حالانکہ آپ جانتے ہی نہیں کہ جو لڑکیاں بچپن کی دوست ہوں اور کلاس فیلو بھی ہوں وہ آپس میں کیا کیا باتیں کرتی ہیں۔ بہرحال

مجھے خوشی ہے کہ آپ واقعی بااعتماد لوگ ہیں کہ اس ریفرنس کے باوجود آپ اپنی بات پر مصر ہیں اس لئے میں بتا دیتی ہوں کہ شاہینہ لارا یہاں کے ایک بڑے بزنس مین رفیق حیات سے ملنے آئی تھی۔ وہ کئی گھنٹوں تک اس کے ساتھ رہی تھی'' ...... نازیہ نے کہا۔ کھانا چونکہ انہوں نے کھا لیا تھا اس لئے ویٹر برتن اٹھانے کے لئے آ گیا تھا اور وہ خاموش ہو گئے تھے۔ انہوں نے ویٹر کو گرین ٹی کا آرڈر دے دیا تھا۔

''آپ کو کیسے اس بارے میں پتہ چلا'' ...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''کس بارے میں'' ...... نازیہ نے چونک کر پوچھا۔

''رفیق حیات سے شاہینہ لارا کی ملاقات کے بارے میں''۔ چوہان نے کہا۔

''میری آج رفیق حیات سے ملاقات طے تھی۔ رفیق حیات خلائی سیاروں اور میزائل کی مشینری کا کاروبار کرتا ہے۔ اس کی فرم ٹرنر روڈ پر ہے۔ حیات انٹرپرائزز کے نام سے۔ بہت بڑا آفس ہے۔ ہماری ملاقات اس کے ایک سیاست دان پارٹنر کی وجہ سے تھی۔ میرا سبجیکٹ تھا کہ یہ سیاست دان اپنی سیاسی اپروچ کو استعمال کر کے اس کے ٹیکس بچانے میں مدد کرتا ہے۔ اس طرح ملک کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا جا رہا ہے اور اس سے ملاقات کے بعد میں اس کی ایک سیکرٹری سے ملی تا کہ کوئی بات

سامنے آ سکے۔ اس نے مجھے بتایا کہ لڑکی شاہینہ لارا نے بھی آج اس سے ملاقات کی ہے اور یہ ملاقات کئی گھنٹوں پر محیط تھی۔ میں نے جب شاہینہ لارا کا یہ منفرد نام سنا تو مجھے یاد آ گیا کہ صالحہ بھی اس لڑکی کو تلاش کر رہی تھی'' ...... نازیہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس دوران گرین ٹی سرو کر دی گئی تھی اور وہ سب گرین ٹی پینے میں مصروف ہو گئے۔

''اوکے۔ اب اجازت دیں۔ میں نے ایک ضروری ملاقات پر جانا ہے۔ میں بل دے رہی ہوں'' ...... گرین ٹی پینے کے بعد نازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جہاں آپ بیٹھی ہیں یہاں بل نہیں دیا جاتا'' ...... تنویر نے کہا تو نازیہ بے اختیار چونک پڑی۔

''بل نہیں دیا جاتا۔ کیوں'' ...... نازیہ کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے وہ بے حد الجھ گئی ہو۔

''اس لئے کہ یہ ہماری مستقل ریزرو ٹیبل ہے۔ اس کا بل مہینے کے آخر میں بینک کے ذریعے ادا ہو جاتا ہے'' ...... تنویر نے کہا تو نازیہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''بہت خوب۔ یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ مجھے پسند آیا ہے''۔ نازیہ نے کہا۔

''جس کا آئیڈیا ہے اس کے متعلق کیا خیال ہے'' ...... چوہان نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو نازیہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''چوہان۔ میں ایسی بدتمیزی پسند نہیں کرتا''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چلو جتنی بدتمیزی پسند کرتے ہو اسے اتنا ہی محدود کر لو''۔ چوہان نے کہا۔

''آپ دونوں صاحبان سے مل کر واقعی مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے اس لئے کہ آپ دونوں واقعی ایسے ہیں کہ جیسے صالحہ بتاتی رہتی ہے''...... نازیہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا بیگ کھولا اور اندر سے دو وزیٹنگ کارڈ نکال کر اس نے ان دونوں کی طرف بڑھا دیئے۔

''یہ میرے کارڈ ہیں۔ میں اس لئے دے رہی ہوں کہ کبھی آپ پسند کریں تو مجھے فون کر لیں اور ہاں۔ کل رات کا کھانا یہیں آپ میرے ساتھ کھائیں گے۔ میری دعوت پر''...... نازیہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''دعوت کا شکریہ''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں ہی بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

شاگل کا ہیلی کاپٹر ساندر کے جنگلات میں واقع ایک چھوٹے سے شہر سوجام کے قریب ایک کھلی جگہ پر اتر گیا۔ سوجام ساندر کے گھنے جنگلات میں آخری شہری آبادی تھی۔ اس کے بعد تقریباً دو سو کلومیٹر میں پھیلا ہوا انتہائی خوفناک جنگل تھا جس میں درندوں کی کثرت کے ساتھ ساتھ زہریلی اور خوفناک دلدلیں، خوفناک اور انتہائی تیز رفتاری سے بہتے ہوئے دریا اور قدیم دور کے وحشی قبائل سب موجود تھے۔ پوری دنیا سے سیاح ساندر کو دیکھنے آتے تھے۔ وہ سوجام تک ہی آ سکتے تھے۔ اس کے بعد آگے جانے کے لئے ممانعت تھی لیکن ظاہر ہے اتنے بڑے جنگل کے گرد خاردار تار تو لگائی نہ جا سکتی تھی اس لئے کوئی نہ کوئی سیاح خفیہ طور پر آگے چلا بھی جاتا تھا تو اس کی نچی اور بھنبھوڑی ہوئی لاش ہی سامنے آتی تھی۔ ساندر کا آغاز ایک شہر راگور سے ہوتا تھا اور راگور سے سوجام

تک پختہ اور کھلی سڑک تھی لیکن سڑک کو دونوں اطراف اور اوپر سے جنگلے لگا کر پوری طرح محفوظ کر دیا گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس سڑک پر سیاح بڑے شوق سے سفر کرتے تھے کیونکہ یہ سڑک گھنے جنگل سے گزرتی تھی اور قدیم دور کے قبیلوں کے قریب سے بھی اور کاروں میں بیٹھ کر جنگل کا خوبصورت نظارہ کیا جا سکتا تھا لیکن شاگل کو اس سیر و تفریح سے کوئی غرض نہ تھی۔ اس کے ذہن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ تھا۔ گو اسے معلوم تھا کہ ابھی اس سپیشل اسٹیشن کے آغاز میں دو روز رہتے تھے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ پاکیشیا کے خلائی سیاروں کی مشینری جام ہونے کے بعد پاکیشیا والے یہ کھوج لگا لیں گے کیونکہ مخصوص ریز اس اسٹیشن سے خلائی سیاروں سے جا ٹکراتی ہیں لیکن شاگل نے اپنے طور پر سائنس دانوں سے اس سلسلے میں جو بات چیت کی تھی اس سے اسے معلوم ہوا تھا کہ صدر صاحب نے شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مافوق الفطرت سمجھ لیا ہے اس لئے انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ اسٹیشن جیسے ہی کام شروع کرے گا پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے خاتمہ کے لئے یہاں پہنچ جائے گی جبکہ سائنس دانوں نے بتایا تھا کہ تین روز تک ریز اٹیک ہونے کے بعد دو ہفتوں تک ریز اٹیک نہیں کیا جائے گا کیونکہ دو ہفتوں تک اس ریز اٹیک کی وجہ سے خلائی سیاروں کی خصوصی مشینری جام رہے گی اور دو ہفتوں بعد خود بخود درست ہو کر کام کرنے لگے گی تو پھر تین روز ان پر ریز اٹیک کیا جائے گا۔ اس طرح دس بار ایسا ہوا تو پھر خلائی سیارے کی مشینری مکمل طور پر ناکارہ ہو جائے گی اور پھر پاکیشیا کو اس کی جگہ نیا خلائی سیارہ فضا میں چھوڑنا پڑے گا اور ناکارہ سیارے کو فضا میں ہی تباہ کرنا ہو گا اور یہ بھی سائنس دانوں نے بتایا تھا کہ جب تک مشینری جام نہیں ہو گی پاکیشیا کے خلائی سیاروں کی مانیٹرنگ کرنے والے اسے چیک نہ کر سکیں گے اور جب وہ چیک کریں گے تو ریز اٹیک نہیں ہو رہا ہو گا اس لئے وہ کسی صورت اس اسٹیشن کو ٹریس نہ کر سکیں گے لیکن اس کے باوجود شاگل نے کافرستان دارالحکومت سے یہاں تک پہنچنے والے تمام راستوں پر اپنی خصوصی ٹیمیں تعینات کر دی تھیں۔ اس کا نمبر ٹو کیپٹن راجندر سوجام میں تھا کیونکہ اسٹیشن کے علاقے میں جانے کے لئے ہر صورت میں سوجام سے گزرنا پڑتا تھا۔ ہیلی کاپٹر رکتے ہی شاگل نیچے اترا۔ اس کا نمبر ٹو کیپٹن راجندر جو اس کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھا، تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے شاگل کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

”کیا رپورٹ ہے کیپٹن“...... شاگل نے صرف سر ہلا کر سلام کا جواب دیتے ہوئے بڑے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہاں ہر طرف خصوصی کیمرے بڑے خفیہ مقامات پر نصب کر دیئے گئے ہیں۔ ہمارے آدمی بھی موجود ہیں۔ اب کوئی آدمی بھی یہاں سے ہماری نظروں سے بچ کر نہیں نکل سکتا“...... کیپٹن راجندر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کوئی اس اسٹیشن کی طرف گیا یا واپس آیا ہے“...... ایک چھوٹی سی عمارت میں داخل ہوتے ہوئے شاگل نے پوچھا۔

”یس سر۔ وہاں سے لوگ یہاں اور یہاں سے وہاں آتے جاتے رہتے ہیں کیونکہ اسٹیشن پر کام ہو رہا ہے“...... کیپٹن راجندر نے کہا۔

”کس طرح آتے جاتے ہیں“...... ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی شاگل نے پوچھا۔

”سر۔ وہاں سے خصوصی ہیلی کاپٹر یہاں سوجام آتے ہیں اور پھر یہاں سے کاروں میں بیٹھ کر سڑک کے راستے وہ سب راگور چلے جاتے ہیں“...... کیپٹن راجندر نے کہا۔ اس وقت شاگل کمرے میں موجود کرسی پر بیٹھ چکا تھا جبکہ کیپٹن راجندر مؤدبانہ انداز میں سامنے کھڑا تھا۔

”کوئی مشکوک آدمی“...... شاگل نے کہا۔

”سر۔ مشکوک تو کوئی نہیں البتہ ایک پاکیشیائی لڑکی اسٹیشن پر گئی ہے“...... کیپٹن راجندر نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیائی لڑکی اور اسٹیشن پر۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو“...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”سر۔ چیک پوسٹ پر یہاں ہر آنے جانے والوں کے بارے میں تفصیل لکھ لی جاتی ہے۔ انچارج سبھاش نے مجھے فون پر بتایا

ہے کہ اس لڑکی جس کے ساتھ دو ایکریمیز تھے اور وہ تینوں انجینئرز تھے اسٹیشن پر جانے کے لئے آئے تو لڑکی نے اپنا نام شاہینہ لارا لکھوایا جس پر سبھاش نے ویسے ہی اس سے پوچھ لیا کہ وہ کافرستانی ہے یا پاکیشیائی تو اس نے لڑکی نے کہا کہ اس کا تعلق پاکیشیا سے ہے اور اب بھی وہ پاکیشیا سے ہی آ رہی ہے“...... کیپٹن راجندر نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ یہ لڑکی اس عمران کی ساتھی بھی ہو سکتی ہے۔ یہ کیسے ہو گیا۔ میری بات کراؤ سبھاش سے۔ ابھی اور اسی وقت“...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور زور سے سامنے موجود میز پر مکے مارنے شروع کر دیئے۔

”یس سر۔ یس سر“...... کیپٹن راجندر نے اس کی حالت دیکھ کر انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا دوسرے کمرے میں گیا اور پھر وہاں سے جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک وائرلیس فون تھا۔

”جلدی ملاؤ۔ جلدی۔ فوراً۔ اسی وقت۔ فوراً۔ نانسنس۔ دیر کیوں کر رہے ہو“...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ یس سر“...... کیپٹن راجندر نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی نمبر بھی پریس کرتا رہا۔

”کیپٹن راجندر بول رہا ہوں۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس جناب شاگل سے بات کرو“...... کیپٹن راجندر نے چیختے ہوئے

کہا اور فون پیس شاگل کے ہاتھ میں دے دیا۔

''کون بول رہا ہے''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''کیپٹن سجاش بول رہا ہوں سر''...... دوسری طرف سے ایک بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''کون تھی وہ لڑکی جس نے کہا تھا کہ وہ پاکیشیائی ہے اور اب بھی پاکیشیا سے ہی آ رہی ہے''...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

''جناب وہ انجینئر تھی۔ وہ چھٹی پر دو روز کے لئے پاکیشیا گئی تھی کیونکہ اس کے والدین پاکیشیائی تھے۔ ویسے وہ ایکریمین ہے اور گزشتہ دو ماہ سے سپیشل اسٹیشن پر کام کر رہی تھی''...... کیپٹن سجاش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نے اس کا ریکارڈ چیک کیا ہے یا نہیں''...... شاگل نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''کیا تھا جناب اور جو کچھ میں نے عرض کیا ہے وہ ریکارڈ کے مطابق ہی ہے''...... کیپٹن سجاش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... شاگل نے اس بار نارمل لہجے میں کہا اور فون آف کر دیا۔

''کیا یہاں سے سپیشل اسٹیشن بات ہو سکتی ہے''...... شاگل نے پوچھا۔

''یس سر۔ وہاں انچارج ہے سائنس دان ڈاکٹر رونلڈ۔ اس سے

بات ہو سکتی ہے''...... کیپٹن راجندر نے کہا۔

''تو ملاؤ اس کا فون۔ میں اس شاہینہ لارا سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میری چھٹی حس خطرے کا الارم بجا رہی ہے''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر''...... کیپٹن راجندر نے کہا اور شاگل سے فون سیٹ لے کر اس نے اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سوجام سے کیپٹن راجندر آف کافرستان سیکرٹ سروس بول رہا ہوں۔ سوجام میں اس وقت کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل صاحب موجود ہیں اور وہ انچارج ڈاکٹر رونلڈ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... کیپٹن راجندر نے کہا۔

''اوہ اچھا''...... دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے فون آف کر دیا۔

''ڈاکٹر رونلڈ کسی اہم کام میں مصروف ہیں سر''...... کیپٹن راجندر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے اس پر۔ مجھ سے بات کرنے سے زیادہ اہم کام اور کیا ہو سکتا ہے۔ ملاؤ نمبر اور مجھے دو''...... شاگل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو کیپٹن راجندر نے جلدی سے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کئے اور پھر فون شاگل کی طرف بڑھا دیا۔

''یس۔ سپیشل اسٹیشن''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''سنو لڑکی۔ یہ تمہارا سپیشل اسٹیشن کسی بھی لمحے ایک دھماکے سے اڑ سکتا ہے۔ سمجھی۔ میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل بول رہا ہوں۔ فوراً میری بات ڈاکٹر رونلڈ سے کراؤ۔ سمجھی۔ ورنہ تباہی تم پر ٹوٹ سکتی ہے''...... شاگل نے چیخ چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ یس سر۔ ہولڈ کریں سر''...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر رونلڈ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں''۔ شاگل نے اپنی عادت کے مطابق مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''فرمائیے''...... ڈاکٹر رونلڈ نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ کی ٹیم میں کوئی پاکیشیائی لڑکی شاہینہ لارا ہے اور وہ آج ہی پاکیشیا سے واپس آئی ہے اور اس وقت وہ سپیشل اسٹیشن میں موجود ہے''...... شاگل نے کہا۔

''آپ کو یہ اطلاع تو درست ملی ہے کہ لارا پاکیشیا سے آج ہی واپس پہنچی ہے لیکن آپ کی یہ اطلاع غلط ہے کہ وہ پاکیشیائی ہے۔ وہ ایکریمین ہے اور گزشتہ کئی سالوں سے ہماری ٹیم کی ممبر ہے اور آخری بات یہ کہ ہم نے سپیشل اسٹیشن کی مشینری کے لئے ایک پرزہ فوری طور پر منگوانا تھا ورنہ ہماری ساری محنت ضائع ہو جاتی۔

وہ پرزہ پاکیشیا میں موجود تھا۔ چنانچہ ہم نے لارا کو اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ وہاں بھیجا اور وہ پرزہ لے آئی جس کی اب تنصیب ہو رہی ہے''...... ڈاکٹر رونلڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ ان سے میری بات کرا دیں''...... شاگل نے کہا۔

''کیوں۔ کیا آپ کو مجھ پر یقین نہیں آ رہا''...... ڈاکٹر رونلڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ بات نہیں ہے ڈاکٹر رونلڈ۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ پاکیشیا میں کس کس سے ملی ہیں''...... شاگل نے کہا۔

''ظاہر ہے وہ اس آدمی سے ملی ہو گی جس سے انہوں نے پرزہ لیا ہے۔ میرے آدمی ساتھ تھے اور انہوں نے کس سے ملنا ہے''۔ ڈاکٹر رونلڈ نے اس بار قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''او کے''...... شاگل نے کہا اور فون آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ان کیمروں کا مانیٹرنگ روم کہاں بنایا ہے''...... شاگل نے سامنے کھڑے کیپٹن راجندر سے پوچھا۔

''ادھر عقبی طرف ہال کمرے میں سر''...... کیپٹن راجندر نے کہا۔

''میں اس کا معائنہ کرنا چاہتا ہوں''...... شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ کیپٹن راجندر کے ساتھ اس ہال کمرے میں گیا اور اس نے وہاں سکرین پر کیمروں کی رینج چیک کی۔

''ملٹری انٹیلی جنس سے تمہارا رابطہ ہے''...... شاگل نے پوچھا۔

''یس سر۔ کرنل ناتھ سے رابطہ ہے۔ انہوں نے باقاعدہ جنگل میں گشت کرنے کے لئے خصوصی بند گاڑیاں منگوائی ہیں''...... کیپٹن راجندر نے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ لوگ بچ کر آگے جائیں گے تو گاڑیاں بھی کام آئیں گی۔ وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی ہم ان کا خاتمہ کر دیں گے''...... شاگل نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... کیپٹن راجندر نے کہا۔

''سنو۔ اس سیکرٹ سروس کے خاتمے کا کریڈٹ ہر صورت میں کافرستان سیکرٹ سروس کو ملنا چاہئے۔ سمجھے۔ اگر تم نے کوئی کوتاہی کی تو گولی سے اڑا دوں گا''...... شاگل نے کہا۔

''بے فکر رہیں سر۔ کریڈٹ آپ کو ہی ملے گا''...... کیپٹن راجندر نے خوشامدانہ لہجے میں کہا تو شاگل سر ہلاتا ہوا واپس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کہ ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر بات کرتے ہوئے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا ہوا طاہر۔ خالی بلڈنگ میں کوئی بھوت تو نظر نہیں آ گیا''...... عمران نے کہا۔

''آپ کا چکر اس بلڈنگ میں لگتا رہتا ہے اس لئے یہاں بھوت کیسے رہ سکتے ہیں عمران صاحب''...... اس بار دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''اگر ایسا ہوتا تو تم بھی اس بلڈنگ میں نظر نہ آتے''...... عمران نے کہا۔

''میں ذرا ڈھیٹ واقع ہوا ہوں اس لئے ابھی تک موجود ہوں۔ ایک اطلاع آپ کو دینی ہے۔ تنویر اور چوہان نے اس آدمی کو ٹریس کر لیا ہے جس سے شاہینہ لارا نے ملاقات کی تھی''۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''تنویر اور چوہان نے۔ اچھا۔ وہ کیسے۔ کیا تفصیل ہے''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی تنویر کا نام سن کر حیرت ہو رہی تھی کیونکہ تنویر اس قسم کے کاموں میں دلچسپی نہ لیا کرتا تھا۔

''تنویر اور چوہان کھانا کھانے ہوٹل ان لینڈ گئے۔ وہاں ان کی میز پر ایک لڑکی جس کا نام نازیہ تھا، آ بیٹھی اور پھر باتوں باتوں میں اس نے شاہینہ لارا کا نام لیا کہ وہ یہاں کے ایک مشہور تاجر رفیق حیات سے ملی تھی۔ رفیق حیات ٹرنر روڈ پر حیات انٹرپرائزز فرم کا مالک ہے اور خلائی سیاروں کی حساس مشینری اور میزائلوں کے پرزے امپورٹ کرتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پوری تفصیل بتائی ہے یا نہیں اس نے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ چوہان نے رپورٹ دی ہے اور پوری تفصیل کے ساتھ۔ ویسے رپورٹ خاصی طویل ہے لیکن نکتے کی بات یہی ہے جو میں نے آپ کو بتائی ہے۔ البتہ ایک اہم بات ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ یہ لڑکی نازیہ، صالحہ کی کلاس فیلو اور بچپن کی دوست ہے اور

صالحہ نے اسے بتایا ہوا ہے کہ اس کا تعلق ایسے گروپ سے ہے جو کسی خفیہ ایجنسی سے متعلق ہے اور وہ تنویر اور چوہان کو بھی چونکہ کئی بار صالحہ کے ساتھ دیکھ چکی ہے اس لئے وہ ان کے بارے میں بھی جانتی ہے۔ یہ لڑکی نازیہ اپنے آپ کو کرپشن رپورٹر کہتی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ بڑے بڑے سکینڈلز اور کرپشن کے کیسز پر انکوائری کر کے ان کے ثبوت حاصل کر کے اخبار میں شائع کراتی ہے جس کی وجہ سے اسے موت کی اور اغوا کی دھمکیاں ملتی رہتی ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اسے کیسے معلوم ہوا کہ شاہینہ لارا کون ہے اور وہ رفیق حیات سے ملی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس نے بتایا کہ وہ صالحہ کے ساتھ مل کر کل شاہینہ لارا کو تلاش کرتی رہی ہے۔ وہ آج اس رفیق حیات سے ایک ملاقات کے سلسلے میں گئی تھی۔ وہاں اس کی سیکرٹری نے اسے بتایا کہ ایک لڑکی شاہینہ لارا بھی کئی گھنٹے رفیق حیات کے ساتھ رہی جس پر اسے یاد آ گیا کہ یہی نام صالحہ نے لیا تھا''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ واقعی اس معاملے میں اہم پیش رفت ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ اس شاہینہ لارا کا آخر قصور کیا ہے۔ کیا صرف اتنا کہ وہ آپ کے ساتھ ٹیبل پر آ کر کیوں بیٹھی تھی۔ وہ

اکریمین انجینئر ہے اور پاکیشیائی انجینئرنگ ٹریڈ فرم کے جنرل منیجر سے اس نے ملاقات کی ہے۔ اس میں آخر کیا ایسی بات ہے کہ آپ اسے باقاعدہ اہم پیش رفت قرار دے رہے ہیں۔ کیا اب جبراً لوگوں کو آپ مجرم بنائیں گے''...... بلیک زیرو نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر عمران اس شاہینہ لارا میں اس قدر دلچسپی کیوں لے رہا ہے۔

''گڑبڑ شاہینہ لارا نے نہیں کی۔ وہ تو بے چاری میرے ساتھ بیٹھی میری باتوں پر ہنستی رہی تھی اور وہ مجھے کسی بھی طرح سے جرائم پیشہ نہیں لگتی تھی۔ اصلی گڑبڑ اس کے ساتھ اکریمینز نے کی ہے۔ اگر وہ ویسے اس کے پاس آ کر اس سے درخواست کر کے اسے اپنے ساتھ لے جاتے تو ظاہر ہے مجھے کیا اعتراض ہو سکتا تھا لیکن انہوں نے باقاعدہ ڈرامہ کیا اور پھر شاہینہ لارا نے وہ کارڈ فرش پر گرایا۔ کیوں۔ اس کے پیچھے کیا مقصد تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ وہ کارڈ اس نے دانستہ نہ گرایا ہو بلکہ کسی وجہ سے گر گیا ہو اور اسے معلوم ہی نہ ہوا ہو''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات ممکن ہو سکتی ہے۔ یہ امکان بھی سامنے رکھنا چاہئے لیکن اگر فرصت کے ان دنوں کو اس مصروفیت میں گزار لیا جائے تو اس میں آخر کیا ہرج ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہرج ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی پھیل گئی تھی۔

''کیا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ نے مجھ سے چیک کا تقاضا شروع کر دینا ہے کہ آپ نے کام کیا ہے چاہے اس کا نتیجہ وہ نہ نکلے جو نکلنا چاہئے لیکن پھر بھی آپ نے کام تو کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران اپنی عادت کے خلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''بہت خوب۔ تمہارا بھی جواب نہیں۔ اس روز تو شاید سورج مغرب سے طلوع ہو گا جب تم بغیر نتیجے کے صرف کام کرنے پر چیک دے دو گے''...... عمران نے کہا اور اس بار بلیک زیرو بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''تو اب آپ کیا کریں گے۔ اس رفیق حیات کو چیک کریں گے۔ لیکن کیسے۔ کیا کہیں گے اس سے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے معلوم کرنا ہے کہ ان کے درمیان کیا باتیں ہوئی ہیں۔ اگر کوئی ڈیل ہوئی ہے تو وہ کیا ہوئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر آپ اجازت دیں تو یہ کام میں کر لوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم کوئی بڑا کام کرنا۔ آخر تم چیف ہو۔ یہ چھوٹے لوگوں کو کرنے دیا کرو۔ میں اپنے ساتھ تمہاری ڈپٹی چیف کو لے جاؤں

گا''...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے بلیک زیرو کی ہنسنے کی آواز سن کر اس نے اللہ حافظ کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے گود میں رکھی ہوئی کتاب اٹھا کر الماری میں رکھی اور پھر ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔ کچھ دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ٹرنر روڈ پر حیات انٹرپرائزز کا فون نمبر دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس''...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے فون نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''حیات انٹرپرائزز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو بول رہا ہوں''۔ عمران نے بھاری اور قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ دوسری طرف سے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا

گیا۔

''جنرل مینجر اور فرم کے مالک رفیق حیات سے بات کرائیں''۔ عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ رفیق حیات بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

''علی عمران ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو بول رہا ہوں۔ آپ سے ایک اہم ملکی معاملہ پر بات چیت کرنی ہے۔ آپ برائے کرم وقت دے دیں''...... عمران نے کہا۔

''آ جائیں۔ میں آفس میں ہی ہوں لیکن مسئلہ کیا ہے''۔ رفیق حیات نے کہا۔

''آپ کا یا آپ کی فرم کا براہ راست کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ البتہ آپ سے چند اہم معلومات لینی ہیں''...... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آ جائیں۔ جو میں جا۔ ہوں پوری ایمانداری سے بتا دوں گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ ہم نے ٹرنر روڈ پر جانا ہے۔ تم میرے پہنچنے تک تیار ہو جاؤ"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور مسکراتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان کو دروازہ بند کرنے کا کہہ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا فلیٹ سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ٹرنر روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جولیا کا فلیٹ راستے میں پڑتا تھا اس لئے اس نے جولیا کو کہا تھا کہ وہ اسے پک کر لے گا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس پلازہ کی پارکنگ میں پہنچ گئی تو اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمارت میں گو لفٹ بھی تھی لیکن عمران کے پاس وقت ہوتا تو وہ ہمیشہ لفٹ کی بجائے سیڑھیاں استعمال کیا کرتا تھا۔ تیسری منزل پر پہنچ کر اس نے جولیا کے فلیٹ کے بند دروازے کی سائیڈ میں موجود سوئچ بورڈ پر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... ڈور فون سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ہوں۔ کیا تم تیار ہو چکی ہو تو آ جاؤ۔ جلدی سے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جولیا لفٹ کے ذریعے ہی نیچے جائے گی۔

"یہ شاہینہ لارا کا کیا چکر چل پڑا ہے"...... جولیا نے فلیٹ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"چکر تو چکر ہی ہوتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس میں تمہاری اس قدر سنجیدگی کا کیا مطلب ہوا"۔ جولیا نے لفٹ میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک خوبصورت لڑکی کا معاملہ ہے۔ بہرحال سنجیدہ ہونا ہی چاہئے"...... عمران نے ایک بار پھر سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا اس کی خوبصورتی سے کیا تعلق ہے"...... جولیا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ میرے ساتھ ہی ہوٹل میں بیٹھی باتیں کر رہی تھی کہ اسے وہاں سے جبراً لے جایا گیا ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا کئی لمحوں تک حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھتی رہی۔

"تمہارے ساتھ۔ کیا مطلب۔ تمہارے ساتھ وہ کیوں بیٹھی تھی"...... جولیا نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"میں ہوٹل مین بیٹھا ہاٹ کافی پی رہا تھا کہ اس نے بیٹھنے کی اجازت مانگی۔ لڑکی خوبصورت تھی اور اس کی آنکھوں میں بھی جوانی کی تیز چمک تھی اس لئے میں نے بخوشی اسے اجازت دے دی"...... عمران نے لفٹ سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا تم واقعی عمران ہو"...... اچانک جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں واقعی نہیں بلکہ حقیقی علی عمران ہوں کیوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تم جس انداز میں لڑکیوں کی خوبصورتی اور آنکھوں میں جوانی کی چمک کی بات کر رہے ہو ایسی بات تو عمران نے پہلے کبھی نہیں کی''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''پہلے میری ملاقات شاہینہ لارا سے نہیں ہوئی تھی''...... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے کا رنگ یکلخت ہی بدل گیا تھا۔ ہونٹ بھینچ گئے تھے لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ پارکنگ میں موجود کار تک پہنچ گئے۔ عمران نے سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھولا۔

''سوری۔ میں عقبی سیٹ پر بیٹھوں گی''...... جولیا نے عقبی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا اور پھر گھوم کر وہ کار کی دوسری طرف آیا اور اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

''اب ہم کہاں جا رہے ہیں۔ کیا شاہینہ لارا کے پاس''...... عقبی سیٹ پر بیٹھی جولیا نے پوچھا۔

''میں عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی خاتون کی بات کا جواب نہیں دیا کرتا''...... عمران نے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے بڑے سپاٹ لہجے

میں کہا۔

''روکو گاڑی۔ روکو۔ روکو ورنہ میں دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگا دوں گی''...... یکلخت جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

''خاموش بیٹھو۔ میں چیف کے حکم پر جا رہا ہوں ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمہیں ساتھ لے جانے کا۔ اور تم جانتی ہو کہ چیف اپنے حکم کی خلاف ورزی پر کیا سزا دیتا ہے''...... عمران نے یکلخت غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو چیختی ہوئی جولیا یکلخت خاموش ہو گئی لیکن اس کے چہرے پر شدید کبیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ عمران کی نظریں بار بار بیک مرر پر پڑ جاتی تھیں اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مسلسل رینگ رہی تھی جبکہ جولیا کا چہرہ اب کبیدگی اور غصے کی وجہ سے خوب پکے ہوئے ٹماٹر سے بھی زیادہ سرخ نظر آ رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور غصے کی شدت سے گال اس طرح پھڑپھڑا رہے تھے جیسے ان میں طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑ رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک بزنس پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں کار موڑی اور پھر وہ اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کسی ڈرائیور کے سے انداز میں عقبی دروازہ کھول دیا لیکن جولیا اس طرف کی بجائے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔

''آؤ''...... عمران نے دروازہ بند کر کے آگے بڑھتے ہوئے کہا

اور جولیا بغیر کوئی جواب دیئے اس کے پیچھے چل پڑی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پلازہ کی چوتھی منزل پر لفٹ کے ذریعے پہنچ گئے جہاں حیات انٹر پرائزز کا آفس تھا۔ وہ دونوں ایک بڑے ہال میں داخل ہوئے جس کے ایک کونے میں شیشے کا دروازہ تھا جس کے باہر کاؤنٹر پر ایک لڑکی سامنے فون رکھے موجود تھی جبکہ ہال میں شیشوں کے کیبن بنے ہوئے تھے جن میں لوگ بیٹھے کام میں مصروف نظر آ رہے تھے۔ عمران اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

''یس سر''...... لڑکی نے چونک کر عمران اور اس کے پیچھے موجود جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرا نام علی عمران ہے۔ یہ میری ساتھی ہیں۔ ان کا نام جولیانا فٹز واٹر ہے۔ ہم نے جنرل منیجر سے ملاقات کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ آپ کی ملاقات طے ہے اور صاحب آپ کے منتظر ہیں۔ آیئے''...... لڑکی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر شیشے والا دروازہ کھولا۔ اندر ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے واقعی بڑے نفیس انداز میں آفس کے طور پر سجایا گیا تھا۔ سامنے ایک بڑی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا اور اس نے جدید تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا۔

''میرا نام علی عمران ہے''...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا

تو وہ آدمی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میرا نام رفیق حیات ہے۔ میں اس فرم کا مالک اور جنرل منیجر ہوں''...... اس آدمی نے میز کی سائیڈ پر آ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا جبکہ جولیا خاموشی سے ایک سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

''یہ میری ساتھی ہے جولیانا فٹز واٹر۔ ان کا تعلق سوئٹزر لینڈ سے ہے''...... عمران نے جولیا کا تعارف کراتے ہوئے کہا تو رفیق حیات نے سر جھکا کر سلام کیا اور پھر عمران بھی جولیا کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جولیا کے چہرے پر حیرت اور سنجیدگی طاری تھی کیونکہ عمران نے اس کا تعارف قطعی اجنبی انداز میں کرایا تھا۔

''میں نے آپ کی کال سن کر اپنی تمام مصروفیات منسوخ کر دی ہیں۔ مجھے آپ کی کال سن کر بے حد تشویش ہو رہی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں نے ایسی کیا غلطی کی ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کو میری طرف متوجہ ہونا پڑا ہے۔ میں نے تو ہمیشہ صاف ستھرا بزنس کیا ہے''...... رفیق حیات نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''میں نے فون پر بھی آپ سے کہا تھا کہ آپ سے ہمیں کوئی شکایت نہیں ہے۔ ہم نے آپ سے صرف معلومات حاصل کرنی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی فرمائیں''...... رفیق حیات نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''ایک پاکیشائی نژاد ایکریمین انجینئر خاتون جن کا پورا نام شاہینہ لارا ہے، نے آپ سے ملاقات کی اور چار پانچ گھنٹے آپ کے ساتھ رہیں۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ مگر''...... رفیق حیات نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''مس جولیانا فٹنر واٹر سوئٹزر لینڈ سے اس سلسلے میں یہاں تشریف لائی ہیں۔ یہ وہاں کی انٹیلی جنس بیورو کی ڈپٹی چیف ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ اور شاہینہ لارا کے درمیان ہونے والی ملاقات ان کے ملک کے خلاف کوئی بھیانک سازش ہے کیونکہ مس شاہینہ لارا نے گزشتہ ایک سال میں دو مرتبہ سوئٹزر لینڈ کا خفیہ دورہ کیا ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا اس طرح عمران کی طرف دیکھنے لگی جیسے اسے عمران کے اس بیان پر حیرت ہو رہی ہو لیکن ظاہر ہے وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران چکر دے کر بات کر رہا ہے۔

''اوہ۔ تو یہ مسئلہ پاکیشیا کا نہیں ہے سوئٹزر لینڈ کا ہے''۔ رفیق حیات نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے عمران کی بات سن کر بے حد اطمینان ہوا ہو۔

''کون سا مسئلہ''...... عمران نے کہا۔

''دیکھیں جناب۔ مس شاہینہ لارا میرے پاس آئی تھیں۔ ایکریمیا میں خلائی سیاروں کی خصوصی مشینری فروخت کرنے اور انہیں نصب کرنے والی ایک مشہور فرم ہے ریڈ کارٹل انٹرپرائزز۔ یہ

فرم پوری دنیا کے ان تمام ملکوں کو جہاں خلائی سیاروں کی ٹیکنالوجی کام کر رہی ہے مشینری، اس کے پرزے اور دیگر انتہائی حساس مشینری نہ صرف سپلائی کرتی ہے بلکہ ان کی تنصیب کا کام بھی کرتی ہے۔ مشینری کی تنصیب کے لئے جو گروپ کام کرتا ہے اس میں شاہینہ لارا بھی شامل ہے۔ وہ حساس مشینری کی ایکسپرٹ ہے۔ یہاں پاکیشیا میں بھی چونکہ خلائی سیاروں پر کام ہوتا ہے اس لئے اس فرم کی ایجنسی میں نے بھی حاصل کر رکھی ہے اور ضروری مشینری بھی میں حکومت کو سپلائی کرتا ہوں۔ شاہینہ لارا میرے پاس آئی۔ اس نے مجھے اپنا تعارف کرایا اور پھر فون پر میری بات ایکریمیا کی اس فرم کے جنرل منیجر رانسن سے کرائی۔ انہیں خلائی سیاروں کی مشینری کے سلسلے میں ایک انتہائی اہم پرزہ چاہئے تھا۔ بقول ان کے ان کے فرم کے سٹور میں یہ پرزہ شارٹ تھا اور اس کی تیاری میں کچھ عرصہ چاہئے تھا جبکہ دیگر ممالک سے بھی انہوں نے معلوم کر لیا تھا لیکن وہاں بھی یہ پرزہ موجود نہ تھا جبکہ اتفاق سے میرے سٹور میں اس پرزے کے دو پیس موجود تھے۔ انہوں نے مجھے دوگنا قیمت آفر کر دی۔ میں نے ایک پرزہ شاہینہ لارا کو فروخت کر دیا اور انہوں نے مجھے گارینٹڈ چیک دے دیا۔ میں نے انہیں لنچ کی دعوت دی تھی اور پھر یہیں آفس میں ہی ہم نے لنچ کیا۔ اس کے بعد وہ چلی گئیں۔ یہ پرزہ پاکیشیا کے خلاف استعمال نہیں کیا گیا ہے''...... رفیق حیات نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''دوسرا پرزہ آپ کے پاس موجود ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ سٹور میں ہے''...... رفیق حیات نے کہا۔

''اس پرزے کا کیا نام ہے اور یہ کس کام آتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''پرزے کا سائنسی نام تو بہت لمبا چوڑا ہے لیکن ہم اسے کوڈ میں سگنل تھرو ایس ٹی کہتے ہیں۔ بہرحال یہ پرزہ خلائی سیاروں کی مشینری کا پرزہ ہے۔ مزید تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے''...... رفیق حیات نے کہا۔

''شاہینہ لارا نے آپ سے کیا کہا تھا کہ یہ پرزہ انہیں کہاں کے لئے چاہئے''...... عمران نے پوچھا۔

''انہوں نے مجھے کہا تھا کہ وہ ان دنوں کافرستان میں ایک پراجیکٹ پر کام کر رہی ہیں لیکن یہ پرزہ کافرستان کے لئے نہیں چاہئے بلکہ وہ اسے اپنے ہیڈکوارٹر بھجوائیں گی اور ہیڈکوارٹر نے اسے کسی اور ملک کو بھجوانا ہے''...... رفیق حیات نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جس فرم سے شاہینہ لارا کا تعلق ہے اس کا ایڈریس اور فون نمبر کیا ہے''...... عمران نے کہا تو رفیق حیات نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر اس نے اسے کھولا اور پھر اس نے ایک سائیڈ سے کاغذ اٹھایا اور سامنے رکھ کر اس نے بال پوائنٹ سے اس پر فرم کا نام و پتہ اور فون نمبرز لکھ دیئے اور پھر

کاغذ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے دیکھا تو فرم کا نام تو وہی تھا جو پہلے شاہینہ لارا کے ہاتھ سے گرنے والے کارڈ پر لکھا ہوا تھا لیکن پتہ اور فون نمبرز مختلف تھے۔

''بے حد شکریہ۔ اب ہمیں اجازت دیں''...... عمران نے کاغذ کو تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس دوران چونکہ انہیں جوس سپلائی کر دیا گیا تھا اور وہ باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ جوس بھی سپ کرتے رہے تھے اس لئے عمران نے اٹھ کر رفیق حیات سے مصافحہ کیا جبکہ جولیا نے صرف سر ہلانے پر اکتفاء کیا اور پھر وہ دونوں آفس سے نکل کر اس ہال میں آئے اور پھر وہاں سے وہ لفٹ کے ذریعے نیچے پہنچ کر پارکنگ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

''تو تم اس لڑکی شاہینہ لارا میں دلچسپی لے رہے ہو''...... جولیا نے یکلخت کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''یہ تو تم اس سے پوچھو کہ اسے مجھ میں کیا نظر آیا تھا۔ میں اس کی میز پر نہیں گیا تھا بلکہ وہ میری میز پر آئی تھی''...... عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں کار تک پہنچ گئے۔ عمران نے سائیڈ کا دروازہ کھولا۔

''سوری۔ میں عقبی نشست پر بیٹھوں گی''...... جولیا نے عقبی دروازہ کھولتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ میں زندہ سلامت اپنے فلیٹ پر نہ جا سکوں اور آج کی رات مجھے قبر میں آئے''...... عمران نے منہ بناتے

ہوئے کہا۔

”یہ کیا بکواس ہے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو“...... جولیا نے بھڑکنے کے انداز میں کہا۔

”ظاہر ہے جب تم عقبی سیٹ پر بیٹھو گی تو میں تمہیں دیکھنے کے لئے بیک مرر پر نظریں جمائے رکھوں گا اور نتیجہ یہ کہ کار کا لازماً ایکسیڈنٹ ہو جائے گا اور ایسے انداز کے ایکسیڈنٹ میں بے چارہ ڈرائیور ہی جاں بحق ہوتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”لیکن آتے ہوئے تو تمہیں کچھ نہیں ہوا۔ پھر جاتے ہوئے کیوں ہو گا ایکسیڈنٹ“...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس وقت تمہارا چہرہ غصے کی وجہ سے بگڑ رہا تھا اس لئے مسلسل دیکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ بس کبھی کبھار نگاہیں ڈال لیتا تھا لیکن اب تو غصہ تمہارے چہرے پر ایڈجسٹ ہو چکا ہے اور اب تمہارا چہرہ اس قدر خوبصورت ہو گیا ہے کہ اب لازماً میری نگاہیں ہٹ ہی نہ سکیں گی اور لازماً ایکسیڈنٹ ہو جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”تم کیوں چاہتے ہو کہ میں سائیڈ سیٹ پر بیٹھوں۔ اس خوبصورت اور پرکشش لڑکی شاہینہ لارا کو بٹھا لو“...... جولیا نے اس بار سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”وہ تو دل میں بٹھانے کے قابل ہے لیکن“...... عمران نے بڑے عاشقانہ لہجے میں کہا لیکن پھر جولیا کا چہرہ دیکھ کر وہ فقرہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔

”لیکن کیا“...... جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لیکن دل میں جگہ ہی خالی نہیں ہے۔ وہاں پہلے سے ایک خوبصورت، دلکش برفانی ملک کی ایک شہزادی براجمان ہے اس لئے مجبوری ہے“...... عمران نے میٹھے لہجے میں کہا اور جولیا اسے اس انداز میں دیکھنے لگی جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ اس پر غصہ کھائے یا اس کی بات پر ہنس پڑے۔

”تم۔ تم خواہ مخواہ بکواس کر رہے ہو“...... جولیا نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

”کاش تم ہارٹ سرجن ہوتی تو میرا دل چیر کر دیکھ سکتیں کہ اس میں کون ہے“...... عمران نے پہلے سے زیادہ لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

”نانسنس۔ فضول بات نہ کیا کرو“...... جولیا کا چہرہ یکلخت گلاب کے پھول کی مانند کھل اٹھا تھا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ فضول باتیں نہیں ہیں۔ زندگی کا سب سے اہم مسئلہ ہے۔ یقین نہ آئے تو صفدر سے پوچھ لینا۔ ارے ہاں۔ چیف نے بتایا تھا کہ تنویر آج کل ایک لڑکی میں بڑی دلچسپی لے رہا ہے جس کا نام نازیہ ہے“...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

”تنویر دلچسپی لے رہا ہے لڑکی میں۔ یہ کیسے ممکن ہے“...... جولیا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

’’رفیق حیات کے بارے میں بھی اس لڑکی نازیہ نے بتایا ہے کہ شاہینہ لارا رفیق حیات سے ملی اور اس کے ساتھ رہی اور یہ رپورٹ چیف تک پہنچی اور چیف نے میری اور تمہاری ڈیوٹی لگا دی کہ اس سے اصل بات معلوم کی جائے‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’لیکن اس لڑکی نازیہ کو کیسے معلوم ہوا اور وہ شاہینہ لارا کو کیسے جانتی ہے‘‘...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’نازیہ، صالحہ کی کلاس فیلو اور دوست ہے۔ ان کے آپس میں گہرے تعلقات آج بھی چلے آ رہے ہیں۔ صالحہ نے نازیہ کو بتایا ہے کہ اس کا تعلق پاکیشیا کی ایک خفیہ ایجنسی سے ہے اور نازیہ نے تو تنویر اور چوہان کو صالحہ کے ساتھ دیکھا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ تنویر اور چوہان دونوں کا تعلق بھی خفیہ ایجنسی سے ہے اور صالحہ، نازیہ کے ساتھ مل کر مختلف ہوٹلوں میں شاہینہ لارا کو تلاش کرتی رہی ہے اس لئے شاہینہ لارا کا حلیہ نازیہ کو بھی معلوم ہے۔ نازیہ کی ملاقات رفیق حیات سے طے تھی۔ اس کی لیڈی سیکرٹری نے بھی اس سے تعلقات بنائے ہوئے ہیں۔ اس لیڈی سیکرٹری نے اسے بتایا کہ پاکیشائی نژاد ایکریمین شاہینہ لارا رفیق حیات سے ملی اور کئی گھنٹوں تک وہ اکٹھے رہے ہیں اور لیڈی سیکرٹری نے شاہینہ لارا کا حلیہ بھی بتایا۔ اس سے بھی یہ بات کنفرم ہو گئی کہ شاہینہ لارا رفیق حیات سے ملی ہے‘‘...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’یہ اچانک لڑکیوں نے تم لوگوں میں دلچسپی کیوں لینا شروع کر دی ہے۔ اس کی وجہ‘‘...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

’’ایک در بند ہوتا ہے تو سو در کھل جاتے ہیں‘‘...... عمران نے جواب دیا۔

’’بکواس مت کرو۔ مجھے تو لگتا ہے کہ تم تنویر کے ساتھ کوئی شرارت کر رہے ہو‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’اگر تمہیں تنویر کے ساتھ اس قدر ہمدردی ہے تو پھر ہر وقت اسے ساتھ رکھا کرو تاکہ لڑکیاں اس میں دلچسپی نہ لے سکیں‘‘۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’تمہاری اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم تنویر سے حسد کرتے ہو‘‘...... جولیا نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

’’میں اگر تنویر سے حسد کرتا تو چیف کے ایسے کان بھرتا کہ تنویر اور چوہان دونوں کی اب تک فاتحہ خوانی بھی ہو چکی ہوتی‘‘۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’فضول باتیں مت کرو۔ تنویر اور چوہان کا کردار بے حد مضبوط ہے‘‘...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

’’میں کب کہہ رہا ہوں کہ ان کا کردار کمزور ہے۔ میں تو چیف کے کان بھرنے کی بات کر رہا ہوں۔ بہرحال چھوڑو۔ نازیہ جانے اور تنویر۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم نے رفیق حیات کی باتیں سنی ہیں۔ تمہارا

کیا خیال ہے کہ وہ سچ بول رہا تھا'' ...... عمران نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

''ہاں۔ وہ سیدھا سادا سا کاروباری آدمی ہے۔ البتہ تمہاری شاہینہ لارا یقیناً کافرستان میں کسی خطرناک پراجیکٹ پر کام کر رہی ہے'' ...... جولیا نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''خطرناک پراجیکٹ۔ وہ کیسے۔ رفیق حیات نے بتایا ہے کہ وہ خلائی سیاروں کی مشینری کی انجینئر ہے اور اس سلسلے میں پراجیکٹ پر کام کر رہی ہے اور کافرستان تو طویل عرصے سے خلائی سیاروں کے سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ پاکیشیا بھی اس میدان میں خاصا آگے بڑھ چکا ہے'' ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کہیں نہ کہیں کچھ غلط ہو رہا ہے'' ...... اس بار جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اسی لئے تو مارے مارے پھر رہے ہیں۔ بہرحال اب چیف کو میں نے یہی رپورٹ دینی ہے اور تم نے بھی'' ...... عمران نے کار جولیا کے رہائشی پلازہ کے گیٹ میں موڑتے ہوئے کہا۔

''میں کیا رپورٹ دوں گی'' ...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''جو تم نے محسوس کیا ہے بتا دینا'' ...... عمران نے پارکنگ میں کار روکتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ تمہیں چائے پلاؤں'' ...... جولیا نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو۔ پھر سہی۔ میں نے سرداور کے پاس جا کر اس پرزے کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنی ہیں اور پھر تمہارے چیف کو رپورٹ دینی ہے۔ وہ اطمینان سے بیٹھا احکام جاری کرتا رہتا ہے اور ہم پتلیوں کی طرح اس کے اشارے پر ناچتے رہتے ہیں۔ چیک مانگو تو روکھا سا جواب مل جاتا ہے'' ...... عمران نے کہا اور تیزی سے کار کو بیک کر کے موڑا اور پھر کمپاؤنڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے لمبے قد اور درمیانے جسم کا مالک آدمی بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا نفیس چشمہ موجود تھا۔

''آیئے مس لارا''...... اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے پر موجود شاہینہ لارا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

''ڈاکٹر رونلڈ۔ آپ نے مجھے کال کیا تھا۔ کیوں''...... شاہینہ لارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اس پراجیکٹ کا انتظامی انچارج ہوں۔ کیا میں پراجیکٹ کے کسی شخص کو کال نہیں کر سکتا''...... ڈاکٹر رونلڈ نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

''سوری ڈاکٹر رونلڈ۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں تو حیرت کی وجہ سے کہہ رہی تھی کیونکہ آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا''۔ شاہینہ

لارا نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اس دوران میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔

''مس لارا۔ کافرستان سیکرٹ سروس آپ کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہی ہے۔ ایسا کیوں ہوا''...... ڈاکٹر رونلڈ نے قدرے برہم سے لہجے میں کہا یقیناً شاہینہ لارا کی معذرت کے باوجود ڈاکٹر رونلڈ کے دل میں اس کے خلاف گرہ سی پڑ گئی تھی۔

''کافرستان سیکرٹ سروس اور میرے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ میں سمجھی نہیں''...... شاہینہ لارا کے لہجے میں شدید حیرت ٹپک رہی تھی۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''آپ کے ساتھ پاکیشیا کون کون گیا تھا''...... ڈاکٹر رونلڈ نے پوچھا۔

''سیکورٹی کے دو افراد تھے جن کا انچارج جیکب تھا''...... شاہینہ لارا نے جواب دیا تو ڈاکٹر رونلڈ نے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

''سیکورٹی کے مسٹر جیکب کو میرے آفس میں بھجوایئے''۔ ڈاکٹر رونلڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''دیکھیئے مس لارا۔ ہمارا یہ پراجیکٹ انتہائی خفیہ اور اہم ہے۔ حکومت کافرستان نے ہمیں خصوصی طور پر حکم دیا تھا کہ اس پراجیکٹ کو اوپن نہ کریں اور میں نے یہ بات آپ سب کو بھی بتا دی تھی۔ اس کے باوجود اب کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف

شاگل نے مجھ سے انتہائی سخت لہجے میں آپ کے بارے میں پوچھ گچھ کی ہے اور اس بات پر بے حد چراغ پا ہو رہا تھا کہ آپ پاکیشیائی ہیں اور پاکیشیا سے ابھی واپس آئی ہیں۔ میں نے گو اسے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا ہے کہ مس لارا پاکیشیائی نہیں بلکہ ایکریمین ہیں اور وہ ایک اہم کام کے لئے ہماری طرف سے دو ساتھیوں سمیت وہاں گئی تھیں۔ اس نے بڑی مشکل سے جان چھوڑی ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ نے ایسا کیا کام کیا ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس اس قدر مشتعل ہو رہی ہے''...... ڈاکٹر رونلڈ نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا آدمی جس نے سیکورٹی کی مخصوص یونیفارم پہن رکھی تھی اندر داخل ہوا۔

''میرا نام جیکب ہے جناب۔ آپ نے طلب کیا تھا''۔ آنے والے نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

''بیٹھو''...... ڈاکٹر رونلڈ نے کہا تو جیکب شاہینہ لارا کے ساتھ موجود خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''سر۔ یہ میرے بارے میں کیوں پوچھ رہے تھے۔ صرف اس لئے کہ میرے آباؤ اجداد پاکیشیائی تھے یا اس لئے کہ میں پاکیشیا کا وزٹ کر کے واپس آئی ہوں''...... شاہینہ لارا نے کہا۔

''ان دونوں باتوں کا حکومت کافرستان کو علم ہے اور وزارت سائنس کی اجازت سے آپ کو پرزہ کے حصول کے لئے پاکیشیا بھیجا

گیا تھا۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ ان باتوں کا کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف کو علم ہی نہ ہو۔ یقیناً آپ نے وہاں کوئی ایسا اقدام کیا ہے جس پر وہ چونک اٹھے ہیں۔ میں وہی معلوم کرنا چاہتا ہوں''...... ڈاکٹر رونلڈ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''میں کچھ عرض کر سکتا ہوں جناب''...... ساتھ بیٹھے جیکب نے کہا تو ڈاکٹر رونلڈ اور شاہینہ لارا دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

''آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کھل کر کہیں''...... ڈاکٹر رونلڈ نے کہا۔

''سر۔ میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ بطور سیکورٹی گارڈ میڈم لارا کے ساتھ پاکیشیا گیا تھا۔ ہم وہاں ایک ہوٹل میں ٹھہرے تھے۔ میڈم لارا نے شیڈول کے مطابق رفیق حیات سے ملاقات کی اور میڈم لارا کئی گھنٹوں تک اس کے ساتھ رہیں۔ اس کے بعد ہم واپس ہوٹل آ گئے۔ شام کی فلائٹ سے ہماری سیٹیں بک تھیں۔ میڈم لارا نے تب تک کمرے میں آرام کرنے کے لئے کہا تو ہم بھی اپنے کمرے میں چلے گئے۔ پھر ہم جب فلائٹ سے کچھ دیر پہلے میڈم لارا کے کمرے میں گئے تو یہ کمرے میں موجود نہ تھیں۔ ہم پریشان ہو گئے تو ایک ویٹر نے ہمیں بتایا کہ مس لارا ہوٹل کے ہال میں ایک خطرناک آدمی علی عمران کے ساتھ بیٹھی ہیں۔ یہ سن کر ہم بے حد پریشان ہو گئے۔ ادھر فلائٹ کا وقت قریب آتا جا رہا تھا۔ ہم نے انہیں وہاں سے اٹھانے کے لئے چھوٹا سا ڈرامہ کیا

کیونکہ ویسے شاید وہ خطرناک آدمی چونک پڑتا اور ہمارے راستے میں رکاوٹیں ڈال سکتا تھا۔ میرے ساتھی نے ہوٹل کے باہر سے پبلک فون بوتھ سے ہوٹل میں فون کیا اور اس علی عمران سے بات کرنے کے لئے کہا۔ فون پر بات کرنے کے لئے جب یہ آدمی فون روم میں گیا تو میں نے وہاں پہنچ کر میڈم لارا کو فوراً باہر آنے کا کہا۔ میڈم لارا پہلے تو حیران رہ گئیں لیکن پھر یہ باہر آ گئیں اور ہم انہیں ٹیکسی میں لے کر سیدھے ایئر پورٹ پہنچے کیونکہ ہوٹل میں کمرے ہم چھوڑ چکے تھے اور وہاں سے ہم کافرستان پہنچ گئے سر۔ بس یہی ایک واقعہ ہوا ہے۔ باقی سب ٹھیک رہا ہے''...... جیکب نے کہا۔

''وہ ایک عام سا آدمی تھا ہنسنے بولنے والا۔ وہ کہاں سے خطرناک ہو گیا۔ میرا کمرے میں دل گھبرایا تو میں ہال میں چلی گئی۔ وہاں کوئی ٹیبل خالی نہ تھی۔ ایک ٹیبل پر اکیلا ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے بیٹھنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اجازت دے دی۔ میں نے اس کے ساتھ مل کر انجوائے کیا اور پھر وہ فون سننے چلا گیا اور جیکب میرے پاس آیا اور مجھے اٹھا کر باہر لے آیا۔ پھر مجھے کہا گیا کہ فلائٹ تیار ہے ہمیں فوراً ایئر پورٹ پہنچنا ہے۔ ہم ایئر پورٹ پہنچ گئے لیکن ابھی وہاں دیر تھی۔ بہرحال ہم جہاز پر سوار ہو کر کافرستان آ گئے۔ دارالحکومت سے ہیلی کاپٹر نے ہمیں یہاں پہنچا دیا''...... شاہینہ لارا نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

''آپ نے ویٹر سے پوچھا تھا کہ وہ آدمی علی عمران کیسے خطرناک ہے''...... ڈاکٹر رونلڈ نے جیکب سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''سر۔ میں نے اس سے پوچھنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ یہ کہہ کر کہ یہ بہت خطرناک آدمی ہے، آگے چلا گیا۔ پھر ہم فوراً واپس آ گئے۔ اب اگر آپ کہیں تو میں واپس جا کر اس بارے میں معلومات حاصل کر سکتا ہوں''...... جیکب نے کہا۔

''نہیں۔ کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا پراجیکٹ صرف اس پرزے کی وجہ سے رکا ہوا تھا۔ اب پرزہ آنے کے بعد ہمارا پراجیکٹ دو تین روز میں مکمل ہو جائے گا اور ہم یہاں سے واپس ایکریمیا روانہ ہو جائیں گے۔ البتہ مس لارا۔ اب آپ پراجیکٹ سے باہر نہیں جائیں گی''...... ڈاکٹر رونلڈ نے کہا۔

''باہر جانے کی مجھے کیا ضرورت ہے سر۔ میں بھی تو یہاں کام کر رہی ہوں۔ میں فارغ تو نہیں ہوں۔ البتہ میں پیشگی یہ بتا دوں کہ واپس ایکریمیا جا کر کمپنی کی ملازمت سے استعفیٰ دے دوں گی۔ یہ میرا حتمی فیصلہ ہے''...... شاہینہ لارا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی جیکب بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''آپ استعفیٰ دیں یا نہ دیں۔ یہ آپ کا ذاتی فعل ہے۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ یہاں ایسی کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہئے جس سے ہم پر کوئی حرف آئے''...... ڈاکٹر رونلڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

’’ڈاکٹر رونلڈ۔ آپ کا یہ رویہ میرے ساتھ اچھا نہیں ہے۔ میں آپ کی ملازم نہیں ہوں۔ کمپنی کی ملازم ہوں اور اگر میں کام کرنے سے انکار کر دوں تو آپ کا یہ پراجیکٹ سو سال میں بھی مکمل نہیں ہو سکتا۔ آپ میری بات جنرل مینجر رانسن سے کرائیں۔ میں ایسا لہجہ اور ایسا ماحول برداشت نہیں کر سکتی‘‘...... شاہینہ لارا نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

’’میڈم پلیز۔ غصہ نہ کریں۔ اس وقت ایسا کرنے سے پوری کمپنی بدنام ہو جائے گی‘‘...... جیکب نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

’’پھر مجھے کیوں اس انداز میں بے عزت کیا جا رہا ہے۔ بولو‘‘۔ شاہینہ لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

’’آئی ایم سوری مس لارا۔ آپ کام مکمل کریں۔ یہ بات تو ہم واپس جا کر بھی طے کر سکتے ہیں‘‘...... ڈاکٹر رونلڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ شاید موقع کی نزاکت نے اسے مجبور کر دیا تھا کہ وہ شاہینہ لارا سے معذرت کرے۔

’’اوکے۔ لیکن اب میں اس کمپنی میں مزید کام نہیں کر سکتی‘‘۔ شاہینہ لارا نے پیر پٹختے ہوئے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ جیکب نے بھی سلام کیا اور پھر وہ بھی خاموشی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔

’’عجیب لڑکی ہے۔ کافرستانی سیکرٹ سروس اس کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہی ہے اور اس کو غصہ آ رہا ہے۔ نانسنس۔ مجھے چیف سے خود بات کرنا ہو گی‘‘...... ڈاکٹر رونلڈ نے کہا اور پھر وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھا اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’لیس۔ پی اے ٹو جنرل مینجر‘‘...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

’’کافرستان سے ڈاکٹر رونلڈ بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کرائیں‘‘...... ڈاکٹر رونلڈ نے کہا۔

’’اوکے۔ ہولڈ کریں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

’’ہیلو۔ رانسن بول رہا ہوں جنرل مینجر‘‘...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

’’ڈاکٹر رونلڈ بول رہا ہوں چیف۔ کافرستان پراجیکٹ سے‘‘۔ ڈاکٹر رونلڈ نے کہا۔

’’اوہ۔ کوئی خاص بات جو آپ نے فون کا ہے‘‘...... دوسری طرف سے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا گیا۔

’’سر۔ مس لارا کی وجہ سے معاملات گڑبڑ ہو رہے ہیں۔ مس لارا کو پاکیشیا بھجوایا گیا تھا پرزہ لینے کے لئے جو ہیڈکوارٹر میں بھی نہ تھا۔ آپ کو تو معلوم ہے اور آپ نے ہی معلوم کر کے بتایا تھا کہ یہ پرزہ پاکیشیا میں رفیق حیات صاحب کے پاس موجود ہے۔ مس لارا کے ساتھ ان کی حفاظت کے لئے سیکورٹی کے دو گارڈ بھی

گئے تھے۔ پرزہ لے کر وہ واپس آ گئیں لیکن ان کی آمد کے فوراً بعد کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کا فون آیا۔ وہ مس لارا کی وجہ سے بے حد پریشان تھے۔ میں نے انہیں مطمئن کر دیا۔ پھر میں نے مس لارا کو آفس طلب کیا''...... ڈاکٹر رونلڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے مس لارا سے ہونے والی گفتگو، جیکب کی بتائی ہوئی تفصیل اور پھر مس لارا کا ردعمل سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

''آپ اب کہنا کیا چاہتے ہیں۔ کیا مس لارا کو واپس طلب کر لیا جائے''...... چیف نے کہا۔

''نہیں چیف۔ بس اب دو تین روز کا کام باقی رہ گیا ہے اور یہ کام بھی مس لارا نے ہی سرانجام دینا ہے۔ میں صرف آپ کو اس صورت حال سے آگاہ کرنا چاہتا تھا''...... ڈاکٹر رونلڈ نے کہا۔

''آپ پراجیکٹ پر توجہ دیں تاکہ ہماری کمپنی سرخرو ہو سکے۔ باقی باتیں مجھ پر چھوڑ دیں۔ مس لارا ہماری پرانی اور تجربہ کار انجینئر ہے اور بے شمار پراجیکٹس پر اس نے کام کیا ہے اس لئے جب آپ واپس آ جائیں گے تو ان کا غصہ اس دوران ٹھنڈا ہو چکا ہو گا اور پھر جب میری ان سے بات ہو گی تو وہ نارمل ہو جائیں گی اور آپ سے خود ہی معافی مانگ لیں گی''...... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس پراجیکٹ کو مکمل کرنے کے لئے میں نے الٹا ان سے معذرت کر لی ہے لیکن چیف۔ انہوں نے جو ردعمل ظاہر کیا ہے اس سے لگتا ہے کہ اب وہ شاید مستقل اس شخص علی عمران کے ساتھ پاکیشیا میں رہنا چاہتی ہیں''...... ڈاکٹر رونلڈ نے کہا۔

''اگر وہ بضد ہے تو ٹھیک ہے۔ کمپنی تو چلتی رہتی ہے۔ کوئی آدمی ناگزیر نہیں ہوا کرتا۔ ہماری کمپنی بھی مس لارا کے بغیر چلتی رہے گی۔ البتہ کوشش کی جائے گی کہ وہ ہمارے ساتھ ہی رہیں''۔ چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ اوکے۔ گڈ بائی''...... ڈاکٹر رونلڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ پراجیکٹ مکمل ہو جائے پھر دیکھوں گا کہ کیسے مس لارا اس کمپنی میں رہتی ہے''...... ڈاکٹر رونلڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

تنویر اپنے رہائشی فلیٹ میں بیٹھا ٹی وی پر اپنا پسندیدہ پروگرام دیکھ رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ریموٹ کنٹرول اٹھا کر ٹی وی کی آواز کم کی اور پھر ریموٹ کنٹرول کو واپس رکھ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ تنویر بول رہا ہوں“...... تنویر نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”نازیہ بول رہی ہوں“...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”آپ کو میرا فون نمبر کس نے دیا ہے“...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”میں صحافی ہوں اور میرے لئے کسی کا فون نمبر حاصل کرنا اتنا مشکل کام نہیں ہے جتنا آپ سمجھ رہے ہیں۔ سینکڑوں ذرائع ہو سکتے ہیں معلوم کرنے کے“...... نازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کیوں فون کیا ہے“...... تنویر نے اس بار پولیس آفیسر کے انداز میں جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

”میں نے آپ سے چند انتہائی ضروری باتیں کرنی ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے فلیٹ پر آ جاؤں“...... نازیہ نے کہا۔

”سوری۔ میں اکیلا رہتا ہوں اس لئے آپ کو اپنے فلیٹ پر آنے کی دعوت نہیں دے سکتا“...... تنویر نے کہا۔

”تو کیا ہوا۔ آپ اکیلے رہنے کی وجہ سے آدم خور بن گئے ہیں جو آپ مجھے کھا جائیں گے۔ میں آ رہی ہوں“...... دوسری طرف سے نازیہ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”یہ تو گلے پڑ گئی ہے“...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ صالحہ بول رہی ہوں“...... رابطہ ہوتے ہی صالحہ کی آواز سنائی دی۔

”تنویر بول رہا ہوں صالحہ۔ یہ تم نے کیا میرے پیچھے عذاب لگا دیا ہے“...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا تنویر صاحب۔ میں آپ کی بات نہیں سمجھی"...... دوسری طرف سے صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کی دوست ہے نازیہ"...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے اس کا فون آنے اور پھر اس کے فلیٹ پر آنے کی بات بتا دی۔

"وہ بہت اچھی، شریف اور خوبصورت دل و ذہن کی مالک لڑکی ہے۔ آپ اس سے ڈریں نہیں۔ وہ آپ کو کھا نہیں جائے گی"۔ صالحہ نے لطف لینے کے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں اس سے ڈر نہیں رہا۔ میں یہاں فلیٹ میں اکیلا ہوں اس لئے میں یہاں اس سے ملاقات نہیں کرنا چاہتا۔ آپ یہاں آ جائیں اور اسے واپس لے جائیں ورنہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کی دوست اپنے ہاتھ پیر تڑوا بیٹھے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے چیف سے بات کرنا پڑے گی۔ اس نے نجانے کس قسم کی تربیت دی ہے کہ آپ مردوں کو کہ آپ عورت کے نام سے ہی بھڑک اٹھتے ہیں۔ یہ نارمل رویہ نہیں ہے۔ جو کچھ آپ سوچ رہے ہیں یہ اب پرانی باتیں ہوگئی ہیں کہ میں فلیٹ پر اکیلا ہوں"۔ صالحہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ دونوں ہی ایک جیسی ہیں"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور کے ساتھ ہی اس نے بغیر کچھ کہے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ ایک بار اس کا جی چاہا کہ وہ اٹھ کر چلا جائے اور فلیٹ کو تالا لگا دے لیکن پھر وہ یہ سوچ کر رک گیا کہ اس طرح صالحہ سب میں پروپیگنڈہ کرتی رہے گی کہ تنویر ڈر کر بھاگ گیا ہے۔ اس کی نظریں ٹی وی پر پڑیں تو ابھی تک وہ فلم چل رہی تھی لیکن آواز بے حد کم تھی۔ اس نے لاشعوری طور پر ریموٹ کنٹرول اٹھا کر آواز بلند کر دی اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ فلم کے سین میں ہیرو ایک ڈاکٹر کے سامنے بیٹھا ہوتا ہے اور ڈاکٹر اسے کہہ رہا ہوتا ہے کہ اسے عورتوں کے ساتھ اپنا رویہ نارمل رکھنا چاہئے۔ وہ عورتوں کا مشہور قاتل جیک دی ریپر نہ بن جائے اور تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی آف کر دیا۔

"بات تو ڈاکٹر کی صحیح ہے۔ میرے اور جیک دی ریپر کے درمیان کیا فرق ہے۔ صرف اتنا کہ وہ عورتوں کو دانستہ ہلاک کر دیتا ہے اور ہم ان کے جذبات کی توہین کرتے ہیں۔ اوکے۔ آنے دو نازیہ کو۔ اب میں اس سے ایسا سلوک کروں گا کہ وہ آئندہ میری طرف رخ ہی نہ کرے گی"...... تنویر نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ اسی لمحے کال بیل بجی تو تنویر مسکراتا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... تنویر نے دروازے کے قریب جا کر اونچی آواز میں کہا۔

''میں نازیہ ہوں''...... باہر سے نازیہ کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو تنویر نے چٹخنی ہٹائی اور دروازہ کھول دیا۔

''آپ اتنے خوفزدہ کیوں رہتے ہیں۔ پہلے پوچھتے ہیں اور پھر دروازہ کھولتے ہیں''...... باہر موجود نازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ اندر آ جائیں پھر بتاتا ہوں''......تنویر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو نازیہ مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور ہاف آستین کی سرخ شرٹ پہن رکھی تھی۔ گلے میں پھول دار سکارف باندھا ہوا تھا۔ کانوں میں ہیرے کے ٹاپس تھے اور پیروں میں مردانہ بوٹ تھے۔ تنویر نے اس کے اندر داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا۔

''اس لئے تمہارا نام پوچھا تھا کہ تم کہیں بے خبری میں میرے ہاتھوں ماری نہ جاؤ''......تنویر نے اندر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ وہ کیوں۔ کیا جو بھی آپ کے دروازے پر آئے تو آپ اسے گولی مار دیتے ہیں''...... نازیہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''ہم دشمن دار لوگ ہیں محترمہ نازیہ صاحبہ اور دشمن دار لوگ پوچھتے بعد میں ہیں اور گولی پہلے چلا دیتے ہیں''......تنویر نے سٹنگ روم میں پہنچتے ہوئے کہا اور پھر نازیہ کو صوفے پر بیٹھنے کا کہہ کر وہ ایک سائیڈ پر موجود فریج کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فریج میں سے

جوس کے دو ٹن نکالے اور ایک لا کر نازیہ کے سامنے رکھ دیا۔

''واہ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کو مہمان نوازی بھی آتی ہے۔ ویری گڈ۔ پھر تو آپ اچھے خاصے کلچرڈ آدمی ہیں''...... نازیہ نے جوس کا ٹن اٹھاتے ہوئے کہا۔

''تو تمہارا خیال ہے کہ میں اجڈ، وحشی اور آدمخور ہوں''......تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فون پر تو آپ کا انداز ایسا ہی تھا جیسے آپ فلیٹ پر اکیلے ہوں اور اس حالت میں اگر کوئی عورت آ جائے تو قیامت برپا ہو جائے گی''...... نازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میرا مزاج ایسا ہی ہے اور یہ میں اس لئے نہیں کرتا یا کہتا کہ میں اجڈ یا وحشی ہوں بلکہ اس لئے کہ میں عورت کی عزت کو سب سے مقدم سمجھتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی عورت پر غلط انگلی بھی اٹھائے اور ایسا اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب کوئی عورت ایسے فلیٹ میں موجود ہو جس میں کوئی اکیلا مرد موجود ہو اور دونوں کے درمیان کوئی احترام کا رشتہ بھی موجود نہ ہو''......تنویر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو نازیہ کے چہرے پر یکلخت حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''اوہ۔ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ سوچ کا یہ اینگل بھی ہو سکتا ہے۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں خود بھی آئندہ محتاط رہوں گی لیکن میں نے آپ سے بہت سی باتیں کرنی ہیں اس لئے

اب کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کسی ریستوران یا ہوٹل میں بیٹھ جائیں‘‘...... نازیہ نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ چلو‘‘...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں قریب ہی ایک اچھے ریستوران کے ہال کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تنویر نے ہاٹ کافی کا آرڈر دے دیا تھا۔

’’ہاں۔ اب بتاؤ کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو‘‘...... تنویر نے اس بار قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

’’تنویر صاحب۔ میں صحافت کے سلسلے میں اب تک بے شمار افراد سے مل چکی ہوں۔ لاتعداد افراد میں ہر ٹائپ اور ہر فیلڈ کے افراد، لیکن یہ حقیقت ہے کہ مجھے آپ کے اندر عجیب سی کشش محسوس ہوتی ہے اور یہ اس کشش کا نتیجہ تھا کہ میرا دل بار بار یہی چاہتا تھا کہ آپ سے ملاقات ہوتی رہے لیکن آپ کا مزاج میرے اس خیال کے خلاف تھا اس لئے میں نے صالحہ سے بات کی تو صالحہ نے آپ کی بے حد تعریف کی اور مجھے بتایا کہ آپ بظاہر سخت اور اکھڑ مزاج کے حامل نظر آتے ہیں لیکن دراصل آپ اندر سے بے انتہاء نرم خو اور دوست مزاج کے ہیں۔ اس لئے میں ہمت کر کے آپ کے فلیٹ پر آ گئی اور وہاں آپ نے جو باتیں کیں اور یہاں آپ نے جس لہجے میں بات کی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صالحہ کی بات واقعی درست ہے‘‘...... نازیہ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

’’میں نے تمہاری بات سن لی ہے۔ لیکن تم چاہتی کیا ہو۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی‘‘...... تنویر نے اس بار خشک اور سرد لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ویٹر نے ہاٹ کافی کے برتن میز پر لگانے شروع کر دیئے اور یہ دونوں اس وقت تک خاموش رہے جب تک کہ ویٹر واپس نہ چلا گیا۔

’’ہاں بتاؤ۔ تم مجھ سے کیا چاہتی ہو‘‘...... تنویر نے دوبارہ کہا۔

’’صرف دوستی۔ اخلاص سے بھری دوستی اور بس‘‘...... نازیہ نے کافی تیار کرتے ہوئے کہا۔

’’سوری۔ میں خواتین سے دوستی کا قائل نہیں ہوں۔ آپ نے دوستی کرنی ہے تو صالحہ سے کریں۔ مجھ سے نہیں‘‘...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’تو کیا آپ کی دوستی کسی اور خاتون سے ہے‘‘...... نازیہ نے ہاٹ کافی کی ایک پیالی تنویر کے سامنے رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے تنویر کی بات پر قطعاً غصہ نہیں آیا۔

’’نہیں۔ میری کسی خاتون سے کوئی دوستی نہیں ہے اور نہ ہی میں کسی خاتون سے دوستی کا قائل ہوں‘‘...... تنویر نے ہاٹ کافی کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

’’مجھے صالحہ نے بتایا ہے کہ آپ کی کوئی ساتھی خاتون جو سوئس نژاد ہیں مس جولیانا، آپ کی ان سے بے حد دوستی ہے‘‘...... نازیہ

نے شرارت بھری نظروں سے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''صالحہ نے اگر لفظ دوستی کہا ہے تو غلط کہا ہے۔ یہ درست ہے کہ میں مس جولیانا کو پسند کرتا ہوں لیکن پسند کرنا اور بات ہوتی ہے جبکہ دوستی کا دائرہ بے حد وسیع ہو جاتا ہے اور اس میں بے شمار ٹائپ کے معاملات شامل ہو جاتے ہیں''...... تنویر نے کافی کی چسکی لیتے ہوئے جواب دیا۔ وہ بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

''بات تو تنویر صاحب ایک ہی ہے۔ پسند پہلی سیڑھی ہے اور دوستی دوسری سیڑھی۔ میں نے لفظ کشش استعمال کیا تھا۔ آپ اس کی جگہ پسند کا لفظ استعمال کر رہے ہیں''...... نازیہ کے لہجے میں ہلکی سی مسکراہٹ نمایاں تھی۔

''پسند تو کسی کو بھی کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کسی پھول کو، کسی درخت کو، کسی عمارت کو، کسی انسان کو اور اس ریستوران کا ہال مجھے پسند آ سکتا ہے۔ کسی بھی جگہ کا ماحول مجھے پسند آ سکتا ہے لیکن اس سے یہ مطلب نہیں کہ میری اس ریستوران سے دوستی ہو گئی ہے اور اگر بقول تمہارے تم مجھے پسند کرتی ہو تو کرتی رہو۔ مجھے اس سے کیا لینا دینا ہے''...... تنویر نے اپنی عادت کے مطابق صاف اور کھرے الفاظ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''گڈ تنویر صاحب۔ آپ واقعی صاف گو انسان ہیں۔ صالحہ نے مجھے بتایا تھا تو مجھے یقین نہ آیا کہ اس دور میں بھی ایسے کھرے اور سچے افراد ہو سکتے ہیں۔ میں نے اس سے شرط لگائی کہ میں آپ کو

اپنی باتوں سے اس نہج پر لے آؤں گی کہ آپ میرے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کیونکہ میرا اب تک کا تجربہ یہی تھا کہ عورت کی طرف سے معمولی سا جھکاؤ محسوس کرتے ہی مرد فوراً ہی مکمل طور پر اس عورت کی طرف جھک جاتے ہیں لیکن آپ اس تجربے سے واقعی مختلف ثابت ہوئے ہیں اور میں صالحہ سے شرط ہار چکی ہوں۔ اب مجھے اسے کسی بڑے ہوٹل میں ڈنر کرانا پڑے گا۔ آپ آئیں گے اس ڈنر میں''...... نازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ میں نہیں آ سکتا اور تم مجھے اس پر مجبور نہیں کرو گی اور ہاں۔ اب یہ بتاؤ کہ تم نے اپنی فضول باتوں کے لئے میرا وقت ضائع کیا ہے یا کوئی اور بات بھی ہے''...... تنویر نے کہا تو نازیہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''خواتین سے اس قدر سخت اور خشک لہجے میں بات نہیں کرنی چاہئے۔ میں نے آپ کا وقت ضائع نہیں کیا بلکہ میں آپ کے پاس یہ پوچھنے کے لئے آئی ہوں کہ آپ لوگوں کو شاہینہ لارا سے کیا اور کیوں دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کی اصل وجہ کیا ہے۔ اگر آپ مجھے بتائیں تو میں بھی اس سلسلے میں آپ اور اس کے ساتھیوں کی مدد کر سکتی ہوں''...... نازیہ نے کہا۔

''مجھے تو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ایسی باتیں مجھ سے پوچھنے کی بجائے صالحہ سے پوچھا کرو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب

دیا۔

”آپ کا ساتھی علی عمران اپنی ساتھی سوئس نژاد جولیانا کے ساتھ رفیق حیات سے ملا ہے اور اس سے شاہینہ لارا کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کو کوئی دلچسپی نہیں ہے“...... نازیہ نے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہے کہ کوئی رفیق حیات سے ملا ہے“۔ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

”مجھے رفیق حیات نے خود بتایا ہے“...... نازیہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم رفیق حیات سے ملی ہو اور کیا تمہارے درمیان اس قدر بے تکلفی ہے کہ وہ تمہیں ہر بات بتا دیتا ہے“...... تنویر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں تو روزانہ اس سے ملتی ہوں“...... نازیہ نے کہا۔

”کیوں“...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ کو جب مجھ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے تو آپ کو میرے رفیق حیات سے ملنے پر غصہ کیوں آ رہا ہے“...... نازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے تم سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے اور مجھے غصہ کیوں آنے لگا۔ میں تو حیرت کی وجہ سے پوچھ رہا ہوں“...... تنویر نے کہا۔

”تو پھر سن لیجئے کہ میں تو روزانہ رفیق حیات سے ملتی ہوں اور

جہاں تک اس کا مجھے اس بارے میں بتانا ہے تو اس نے مجھے کہا کہ وہ بے حد پریشان ہے۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس نے ایک سائنسی پرزہ ایک لڑکی شاہینہ لارا جو کہ ایکریمیا کی انجینئرنگ فرم میں ملازم ہے، کو فروخت کیا جس پر یہاں کی انٹیلی جنس حرکت میں آ گئی اور صرف یہاں کی نہیں بلکہ سوئٹزر لینڈ کی انٹیلی جنس بھی اور مقامی انٹیلی جنس کا ڈپٹی ڈائریکٹر علی عمران ایک سوئس نژاد لڑکی مس جولیانا کے ساتھ یہاں آیا تھا اور اس نے کرید کرید کر مجھ سے شاہینہ لارا کے بارے میں تفصیل معلوم کی تھی جس پر میں سمجھ گئی کہ یہ علی عمران، صالحہ کا ساتھی ہے اور وہ لڑکی جولیانا وہی ہے جس میں آپ دلچسپی لیتے ہیں۔ آپ کے الفاظ میں پسند کرتے ہیں۔ میں بے حد حیران ہوئی کہ اگر آپ کا تعلق واقعی کسی خفیہ ایجنسی سے ہے۔ میرا مطلب ہے کہ انٹیلی جنس یا کسی بھی دوسری ایجنسی سے ہے تو وہ سوئس نژاد لڑکی کیسے آپ کی ساتھی بن گئی۔ وہ تو غیر ملکی ہے۔ میں نے یہ بات صالحہ سے پوچھی تو اس نے کچھ بتانے سے صاف انکار کر دیا جس پر میں نے سوچا کہ آپ سے پوچھوں۔ آپ سچے اور کھرے آدمی ہیں اس لئے آپ سچ بتا دیں گے“۔ نازیہ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”لیکن تمہیں اس معاملے میں کیا دلچسپی ہے“...... تنویر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے اس لئے دلچسپی ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف

شاگل اس بات میں دلچسپی رکھتا ہے کہ شاہینہ لارا پاکیشیا آئی تھی تو وہ یہاں رفیق حیات کے علاوہ کس کس سے ملی ہے''...... نازیہ نے کہا تو تنویر بے اختیار اچھل پڑا۔

''تم۔ تم تمہارا تعلق کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ میں اسے جانتی ہوں۔ ریو کلب کا ماسٹر ریو میرا دوست ہے۔ میں اس کے آفس میں ایک بار موجود تھی کہ کسی کا فون آیا جس پر شاہینہ لارا کا بھی ذکر آیا تو میں چونک پڑی اور بات چیت کے بعد جب میں نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ کال کافرستان سیکرٹ سروس کے لئے یہاں کام کرنے والے ایک آدمی کی تھی اور وہ اسے ٹاسک دینا چاہتا تھا لیکن اس نے ایسا ٹاسک لینے سے انکار کر دیا تھا اس لئے جب مجھے رفیق حیات نے بتایا کہ انٹیلی جنس کا ڈپٹی ڈائریکٹر علی عمران ایک سوئس نژاد لڑکی جولیانا کے ساتھ اس سے ملا اور شاہینہ لارا کے بارے میں اس سے معلوم کیا اور اسی وجہ سے رفیق حیات پریشان تھا کہ وہ کسی عذاب میں نہ پھنس جائے تو میں سمجھ گئی کہ یہ علی عمران اور جولیانا، صالحہ کی ساتھی ہیں لیکن صالحہ نے مجھے اس بارے میں کچھ بتانے سے انکار کر دیا تو میں آپ کے پاس آئی ہوں''...... نازیہ نے کہا۔

''ایک تو تم بولتی بہت ہو۔ تمہیں کم بولنا چاہئے۔ دوسری بات یہ

کہ مجھے کسی بات کا کوئی علم نہیں ہے۔ جو کچھ تم بتا رہی ہو یہ بھی مجھے تمہاری زبانی ہی معلوم ہوا ہے اور تیسری بات یہ کہ اگر تم نے ان معاملات میں ایسی دلچسپی قائم رکھی تو تمہاری لاش جلد ہی کسی گٹڑ میں تیرتی ہوئی نظر آئے گی''...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیوں''...... نازیہ نے اس بار قدرے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''کیوں کا جواب میرے پاس نہیں ہے لیکن جو میں نے کہہ دیا ہے ویسے ہی ہوگا''...... تنویر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے آپ کی بات پر اعتبار ہے اس لئے میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ اب میں اس معاملے میں شامل نہیں ہوں گی''...... نازیہ نے کہا۔

''تو پھر بچ بھی جاؤ گی اور آئندہ مجھ سے بھی نہ ملنا۔ میں تم جیسی زیادہ بولنے والی عورتوں کو قطعاً پسند نہیں کرتا''...... تنویر نے ویٹر کو اشارے سے بلاتے ہوئے کہا۔

''میں نے تو آپ کی ساری باتیں مان لی ہیں اور اب میں زیادہ بھی نہ بولوں گی لیکن آپ سے ملاقات جاری رہے گی۔ یہ میرا فیصلہ ہے''...... نازیہ نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ویٹر قریب آیا تو تنویر نے اسے بل لانے کا کہا۔ اس نے ہاتھ میں موجود بل تنویر کے سامنے رکھا تو تنویر نے بل کے ساتھ بھاری

ٹپ بھی دے دی۔

''ایسی صورت میں بھی تمہارا انجام وہی ہو گا جس کی پیشنگوئی میں نے پہلے کی ہے۔ آج میں نے تمہیں برداشت کر لیا ہے دوبارہ نہیں کروں گا۔ گڈ بائی''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا اور اٹھ کر بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے ساتھ ساتھ بیزاری کے تاثرات نمایاں تھے۔ تھوڑی دور پیدل چلنے کے بعد وہ اپنی رہائشی بلڈنگ میں داخل ہوا اور پھر فلیٹ میں داخل ہو کر اس نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ رابطہ ہوتے ہی عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''تنویر بول رہا ہوں۔ کیا تم نے جولیا کے ساتھ رفیق حیات سے ملاقات کی تھی اور اپنے آپ کو ڈپٹی ڈائریکٹر انٹیلی جنس ظاہر کیا تھا''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کیوں۔ تمہیں کس نے بتایا ہے۔ کیا جولیا نے''۔ دوسری طرف سے عمران نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی حیرت تھی۔

''مجھے صالحہ کی دوست لڑکی نازیہ نے بتایا ہے اور اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل بھی شاہینہ لارا کی پاکیشیا میں مصروفیات کا کھوج لگوانا چاہتا ہے''...... تنویر نے جواب دیا۔

''اوہ۔ یہ تو بڑی اہم بات ہے۔ تفصیل سے بتاؤ کہ کون ہے یہ نازیہ۔ تم سے کیسے اس کی ملاقات ہوئی اور کیسے یہ ساری باتیں ہوئیں''...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سنجیدہ ہو گیا تھا اور تنویر بھی سمجھ گیا تھا کہ شاگل کا نام درمیان میں آنے کی وجہ سے وہ سنجیدہ ہوا ہے۔ تنویر نے جواب میں چوہان کے ساتھ پہلے ہوٹل میں جانے، وہاں نازیہ سے ہونے والی ملاقات اور اس کی صالحہ کے ساتھ دوستی ہونے کے بارے میں تفصیل بتائی اور پھر آج اس کے فون آنے پر اس کے فلیٹ پر آنے اور ریستوران میں جا کر بیٹھنے اور وہاں ہونے والی تمام گفتگو کی تفصیل بتا دی۔

''تم نے اچھا کیا کہ کسی بات کا اقرار نہیں کیا۔ اب شاہینہ لارا کی یہاں مصروفیات کو نئے سرے سے چیک کرنا پڑے گا کیونکہ شاگل کا بھی اس کی یہاں مصروفیات کو چیک کرنے کا مطلب ہے کہ کافرستان میں وہ کسی ایسے پراجیکٹ پر کام کر رہی ہے جو پاکیشیا کے خلاف ہے''...... عمران نے کہا۔

''اسی لئے تو میں نے تمہیں فون کیا ہے تا کہ تم ہوشیار ہو جاؤ۔ میں اب چیف سے بات کرتا ہوں تا کہ اس کے نوٹس میں ساری بات آ جائے''...... تنویر نے کہا۔

''چیف کی بجائے صفدر سے بات کر لو۔ وہ صالحہ کو سمجھا لے گا ورنہ چیف کو تم جانتے ہو بیچاری صالحہ ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے غائب بھی ہو سکتی ہے اور نازیہ بھی''...... عمران نے کہا۔

’’تمہاری بات درست ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں صفدر سے بات کروں گا۔ او کے۔ گڈ بائی‘‘...... تنویر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

’’ویری سیڈ۔ عمران جو کہتا ہے ویسے ہی ہوتا ہے۔ اس کی زبان تو کالی ہے۔ اس نے نازیہ کے بھی صفحہ ہستی سے غائب ہونے کی بات کر دی ہے۔ ویری سیڈ‘‘...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ خود ہی ہنس پڑا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

’’بیٹھو‘‘...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

’’عمران صاحب۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ اس سائنسی پرزے کے بارے میں سرداور سے معلومات کریں گے جو پرزہ شاہینہ لارا یہاں سے لے کر کافرستان گئی ہے۔ کیا اہمیت تھی اس پرزے کی‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’پرزے کی واقعی بے حد اہمیت ہوتی ہے۔ اس کے بغیر کوئی مشینری نہیں چل سکتی۔ ویسے انتہائی چست، چالاک اور عیار آدمی کو بھی عرف عام میں پرزہ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر مشین میں فٹ ہو جاتا ہے‘‘...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس

پڑا۔

‘‘اسے صرف پرزہ نہیں عمران صاحب بلکہ چلتا پرزہ کہا جاتا ہے’’...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

‘‘اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ وہ ہر مشین میں چل جاتا ہے۔ بہرحال میں نے سرداور سے بات کی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ یہ پرزہ خلائی سیارے کی مشینری میں کام کرتا ہے اور خاصا اہم پرزہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں خلائی سیاروں کی مشینری کا وہ چلتا پرزہ ہے اور چونکہ کافرستان اور پاکیشیا دونوں خلائی سیاروں کی فیلڈ میں کافی عرصے سے کام کر رہے ہیں اس لئے اس بات کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے’’...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

‘‘لیکن پھر اس کے ساتھیوں کا اس انداز بلکہ پراسرار انداز میں اسے لے جانے کا کیا مطلب ہوا’’...... بلیک زیرو نے کہا۔

‘‘آج تنویر کی کال سے پتہ چلا ہے کہ ایسا کیوں ہوا ہے’’۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

‘‘تنویر کی کال سے۔ کیا مطلب۔ تنویر نے آپ کو کال کی براہ راست۔ کیوں’’...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

‘‘آج کل ایک لڑکی نازیہ نے اس پر اثر جمانا شروع کر دیا ہے اور وہ بوکھلا گیا ہے’’...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

‘‘نازیہ کون ہے’’...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

‘‘آج کل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ستارے عروج پر ہیں۔ پہلے

شاہینہ لارا نے مجھے گھیرا اور اب نازیہ تنویر کو گھیر رہی ہے’’...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

‘‘لیکن عمران صاحب۔ یہ ہے کون’’...... بلیک زیرو نے کہا۔

‘‘صالحہ کی دوست اور سکول فیلو۔ فری لانسر صحافی ہے اور کرپشن کے بڑے بڑے سکینڈلز کو ٹریس کر کے اخبار میں لکھتی ہے’’۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے تنویر کی کال کی تفصیلات بتا دیں۔

‘‘میرا خیال ہے کہ یہ سب صالحہ کی شرارت ہے۔ اس نے نازیہ کو جان بوجھ کر تنویر کے پیچھے لگایا ہے تاکہ تنویر آپ کے اور جولیا کے درمیان سے ہٹ جائے۔ اس طرح فوری طور پر تین جوڑوں کی شادی تو ہو سکے گی۔ صالحہ اور صفدر، تنویر اور نازیہ اور آپ اور جولیا’’...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

‘‘ارے واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ پھر ایسا ہے کہ شاہینہ لارا کو ٹریس کر کے اسے تم سے ملوا دیتا ہوں اور باقی سب کو بھی کھلی چھٹی دے دیتے ہیں کہ وہ بھی اپنے اپنے لئے کوئی خوبصورت چہرے ڈھونڈ لیں’’...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

‘‘آپ بارش کا پہلا قطرہ تو بنیں پھر دیکھیں کیسے موسلا دھار بارش ہوتی ہے’’...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

‘‘ایکسٹو’’...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلیمان بول رہا ہوں فلیٹ سے۔ صاحب ہیں یہاں''۔ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ سلیمان بغیر کسی اشد ضرورت کے یہاں فون نہیں کیا کرتا۔

''کیا بات ہے سلیمان۔ کیوں فون کیا ہے یہاں''...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ سرداور کا فون آیا ہے۔ انہوں نے آپ سے انتہائی ضروری اور فوری بات کرنی ہے۔ اس لئے میں نے یہاں کال کی ہے۔ آپ ان سے بات کر لیں''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا''...... عمران نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے سرداور کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''داور بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''عمران بیٹے۔ پاکیشیا کے خلاف کافرستان نے ایک خوفناک سازش کی ہے اور اگر فوری طور پر مداوا نہ کیا گیا تو پاکیشیا کو دفاعی اعتبار سے بہت سخت دھچکا پہنچ سکتا ہے''...... سرداور نے پریشان سے لہجے میں کہا تو عمران اور ایک بلیک زیرو بے اختیار چونک

پڑے۔

''کیا ہوا ہے سرداور۔ کھل کر بات کریں''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران بیٹے۔ تفصیل طلب بات ہے۔ کیا تم میرے پاس آ سکتے ہو''...... سرداور نے کہا۔

''میں حاضر ہو جاتا ہوں لیکن مین پوائنٹ بتا دیں تاکہ مجھے کچھ اندازہ تو ہو سکے''...... عمران نے کہا۔

''پاکیشیا کے دو خلائی سیارے خلاء میں گردش کر رہے ہیں۔ اسی طرح کافرستان کے بھی دو خلائی سیارے خلاء میں موجود ہیں۔ یہ مواصلاتی سیارے ہیں۔ موسمیاتی سیارے ان سے ہٹ کر ہیں۔ اصل میں ان سیاروں میں موجود مشینری کا کام ہے کہ وہ کافرستان کی دفاعی نقل و حرکت، ان کے اسلحہ ڈپو اور دفاعی کالز اور سرگرمیوں کے بارے میں اطلاعات مہیا کرتے رہتے ہیں اور اس طرح ہمیں کافرستان میں ہونے والی تمام دفاعی سرگرمیوں کا ساتھ ساتھ علم ہوتا رہتا ہے اور ہمارے دفاعی ماہرین ان اطلاعات کی بنیاد پر دفاعی سٹریٹجی تبدیل کرتے رہتے ہیں اور ملک کا تحفظ ہوتا رہتا ہے لیکن اب یہ اطلاع ملی ہے کہ اچانک ہمارے خلائی سیاروں میں وہ مشینری جام ہوگئی ہے یا کر دی گئی ہے جو ہمیں کافرستان کی دفاعی سرگرمیوں کی اطلاعات دیتی رہتی تھی۔ اس طرح اب کافرستان جو چاہے ہمارے خلاف سازشیں کرتا رہے ہمیں اس کا علم اس وقت

تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ہمارے سروں پر نہ پہنچ جائیں اور تمہیں معلوم ہے کہ موجودہ دور کا دفاع نہ صرف ایک سائنس بن چکا ہے بلکہ انتہائی پیچیدہ سائنس ہے اس لئے ہم اب مکمل اندھیرے میں چلے گئے ہیں''...... سرداور بولنے پر آئے تو بولتے چلے گئے۔

''کیا ایسا کافرستان نے کیا ہے یا ہماری مشینری ازخود خراب ہو گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ازخود خراب ہوتی تو ہمارے ماہرین اسے خلاء میں ہی ٹھیک کر لیتے اور پھر ایک خلائی سیارے کی ہوتی۔ یکے بعد دیگرے دونوں سیاروں کی نہ ہوتی۔ ایسا باقاعدہ کیا گیا ہے اور ایسا کسی خصوصی ریز سے کیا گیا ہے۔ یہ سننے میں بھی آ چکا ہے کہ ایکریمیا نے ایسی مشینری ایجاد کر لی ہے جو خصوصی ریز خلاء میں فائر کر کے خلائی سیاروں کی ایسی مشینری جام کر سکتی ہیں''...... سرداور نے جواب دیا۔

''تو کیا ہوا۔ آپ نیا خلائی سیارہ خلاء میں بھجوا دیں''...... عمران نے کہا۔

''فوری طور پر ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس میں مہینوں لگ سکتے ہیں اور پھر اس کی کیا ضمانت ہے کہ اس کی مشینری جام نہیں ہو گی''۔ سرداور نے کہا۔

''کیا یہ مشینری مستقل طور پر جام ہو چکی ہے یا''...... عمران نے کہا۔

''فی الحال تو یہ جام ہے۔ اب بعد میں معلوم ہو سکے گا کہ کیا یہ مستقل طور پر جام ہوئی ہے یا نہیں''...... سرداور نے کہا۔

''تو اس میں آپ بتائیں کہ میں کیا کر سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ سب کچھ کافرستان کا کیا دھرا ہے۔ میں نے ماہرین سے خصوصی میٹنگ کی ہے اور میں نے خاص طور پر اس پرزے سگنل تھرو ایس ٹی جس کے بارے میں تم نے مجھ سے پوچھا تھا، پر ڈسکس کی تو ماہرین نے بتایا کہ یہ پرزہ مخصوص ریز کو خلاء تک پہنچانے اور ٹارگٹ پر فائر کرنے کا بنیادی پرزہ ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ کافرستان نے اپنے ملک میں کسی جگہ ایسی ریز کو پاکیشیائی خلائی سیاروں پر فائر کرنے کا اسٹیشن بنایا ہے اور اس کے ذریعے ریز فائر کر ہمارے دفاع کو جام کر دیا ہے''...... سرداور نے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ اس اسٹیشن کو ٹریس کر کے اسے تباہ کر دیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا کرنا ضروری ہے''...... سرداور نے کہا۔

''لیکن اس سے فوری طور پر کیا فائدہ ہو گا۔ جو کام انہوں نے کرنا تھا وہ تو وہ کر چکے''...... عمران نے جواب دیا۔

''ماہرین کا خیال ہے کہ ان ریز کے اثرات عارضی ہوتے ہیں اس لئے تین چار روز بعد جام مشینری خودبخود دوبارہ کام کرنا شروع

کر دے گی لیکن فی الحال یہ صرف خیال ہے۔ میں نے اس سلسلے میں ایکریمیا کے ایک بڑے سائنس دان ڈاکٹر کارلس سے رابطہ کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ وہ ایسی ریز کے خصوصی ماہر ہیں۔ ان سے رابطہ ہو گیا تو پھر اصل بات کا علم ہو سکے گا''۔ سرداور نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ فائل سرسلطان کو بھجوا دیں۔ سرسلطان یہ فائل چیف کو بھجوا دیں گے اور پھر چیف اس سلسلے میں اپنا کام کرے گا اور میں کافرستان سے معلومات حاصل کرتا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں فائل بھجوا دیتا ہوں''...... دوسری طرف سے سرداور نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ ہوتے ہی سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''ارے۔ ابھی سیکرٹری خارجہ نے بی اے مطلب ہے گریجوایشن ہی نہیں کی جبکہ اب تو ماشاء اللہ تعلیم اس قدر عام ہو گئی ہے کہ بی اے، ایم اے سپاہی بھرتی ہونے کے لئے لائن میں لگے نظر آتے ہیں جبکہ پہلے بارہ بارہ کوس تک مڈل پڑھا ہوا نہیں ملا کرتا تھا''۔ عمران کی کافی دیر سے رکی ہوئی زبان رواں ہو گئی۔

''میں آپ کی بات کراتا ہوں عمران صاحب''...... دوسری طرف سے پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''ہزار بار کہا ہے جناب کہ سلطان بولا نہیں کرتے بلکہ حکم دیا کرتے ہیں۔ فرمایا کرتے ہیں لیکن کیا زمانہ آ گیا ہے کہ اب سلطان بولنے لگ گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں ایک ضروری میٹنگ میں مصروف ہوں''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس ملک کے آدھے سے زیادہ مسائل آپ جیسے سرکاری افسروں کے مسلسل میٹنگ میں رہنے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر سارے ملک کے سرکاری افسر میٹنگز کرنے کی بجائے فیلڈ میں کام کریں تو عوام کے نجانے کتنے دلدر دور ہو جائیں''...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والوں میں سے تھا۔

''میں رسیور رکھ رہا ہوں اور پھر دو گھنٹوں بعد بات ہو سکے گی''...... سرسلطان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ میٹنگ کریں۔ سرداور آپ کو ایک فائل بھیج رہے ہیں۔ آپ وہ فائل میرے فلیٹ پر بھجوا دیں''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''کیسی فائل ہے اور کیوں بھجوا رہے ہیں''...... سرسلطان نے

چونک کر اور تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''اتنا پریشان ہونے والا معاملہ نہیں ہے سرسلطان۔ مختصر یہ کہ پاکیشیا کے خلائی سیاروں میں وہ مشینری جو کافرستان کے دفاعی معاملات کی اطلاع دیا کرتی تھی، کو کسی خصوصی ریز سے جام کر دیا گیا ہے۔ امید تو ہے کہ یہ مشینری جلد ہی دوبارہ کام کرنے لگ جائے گی لیکن چیف نے یہ فائل اس لئے طلب کی ہے کہ وہ چیک کر سکے کہ ایسا کسی سازش کی وجہ سے ہوا ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بھجوا دوں گا''...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''میرا خیال ہے کہ یہ ساری گیم واقعی کافرستان کی ہی ہے اور یہ وہی معاملہ ہے جس میں شاہینہ لارا کام کرتی رہی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ لگتا ایسا ہی ہے''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''آپ جا رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ تم گراہم سے کہہ دو کہ وہ ولنگٹن میں معلومات کرے کہ شاہینہ لارا واپس پہنچ چکی ہے یا ابھی تک کافرستان میں ہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر وہ کافرستان میں ہو تو کیا ناٹران کو اسے

تلاش کرنے کا کہہ دوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ دارالحکومت میں نہیں ہو گی۔ اگر واقعی کافرستان اس ٹائپ کا اسٹیشن بنا رہا ہے جس سے پاکیشیائی دفاع کو جام کیا جا سکے تو پھر وہ اسے کسی خفیہ مقام پر تیار کر رہا ہو گا اور اس کا علم شاہینہ لارا سے ہی یقینی طور پر ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

شاہینہ لارا ولنگٹن کے ایک لگژری فلیٹ میں موجود تھی۔ یہ فلیٹ اس کا ذاتی تھا اور وہ اس میں طویل عرصہ سے رہائش پذیر تھی۔ اسے کافرستان سے آئے ہوئے چار روز ہو چکے تھے اور وہ اپنی واپسی کی تفصیلی رپورٹ اپنی کمپنی کے جنرل منیجر کو تحریری طور پر دے چکی تھی۔ کمپنی کی طرف سے انہیں ہر مشن کے بعد ایک ماہ کی رخصت ملتی تھی اور اب وہ بھی رخصت انجوائے کر رہی تھی کہ اس کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لارا بول رہی ہوں''...... شاہینہ لارا نے بات کرتے ہوئے کہا۔ یہاں وہ اپنا نام صرف لارا ہی استعمال کرتی تھی اور یہاں کے لوگ بھی اسے مس لارا کے نام سے ہی مخاطب کرتے تھے۔

''پلازہ فون ایکس چینج سے بول رہی ہوں۔ آپ کی پاکیشیا سے کال ہے۔ کوئی علی عمران صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے پلازہ کی فون سروس کی آپریٹر کی آواز سنائی دی تو شاہینہ لارا بے اختیار چونک پڑی۔

''علی عمران۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ کرائیں بات''...... شاہینہ لارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی نہ تھا کہ علی عمران یہاں اس کے رہائشی فلیٹ پر فون بھی کر سکتا ہے۔

''ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے انتہائی خوشگوار لہجے میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''شاہینہ لارا بول رہی ہوں عمران صاحب۔ آپ نے میرا یہاں کا فون نمبر کیسے ٹریس کر لیا''...... شاہینہ لارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دل کو دل سے راہ ہوتی ہے مس شاہینہ لارا''...... عمران نے بڑے عاشقانہ انداز میں کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار ہنس پڑی۔

''آپ کا دل کب سے میرے دل کی راہ پر چل پڑا ہے''۔ شاہینہ لارا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے۔ یہ دل بڑے تیز رفتار ہوتے ہیں۔ فاصلے ان کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے''...... عمران نے جواب دیا۔

''شکریہ عمران صاحب۔ لیکن آپ نے کیسے فون کیا ہے''۔ شاہینہ لارا نے قدرے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''یہاں ہمارے ہاں تو فون کرنا بے حد آسان ہوتا ہے۔ بس رسیور اٹھایا اور اگر نمبر یاد ہو تو نمبر پریس کر دیئے اور اگر یاد نہ ہوں تو انکوائری آپریٹر اپنی میٹھی آواز میں بتا دیتی ہے۔ بس نمبر پریس کئے اور فون ہو گیا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''آپ واقعی بات کرنے کا فن جانتے ہیں''...... شاہینہ لارا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں تو صرف باتیں کرنے کا فن جانتا ہوں لیکن تم تو خلائی سیاروں کی مشینری جام کرنے کا اعلیٰ ترین فن بھی جانتی ہو''۔ دوسری طرف سے عمران نے کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار چونک پڑی۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں''...... شاہینہ لارا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''مس شاہینہ لارا۔ آپ نے وہ پرزہ سگنل تھرو ایس ٹی جو پاکیشیا سے حاصل کیا اور پھر اس کی مدد سے پاکیشیا کے خلائی سیاروں، کی مشینری کو ہی جام کرا دیا ہے۔ یہ تو زیادتی ہے۔ ویسے ذاتی طور پر میں آپ کے اس فن کا قائل ہو گیا ہوں کیونکہ سائنس کا طالب علم ہونے کی وجہ سے مجھے معلوم ہے کہ یہ کس قدر مشکل ہے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''سوری مسٹر علی عمران۔ میں اس بارے میں مزید کوئی بات نہیں کر سکتی۔ گڈ بائی''...... شاہینہ لارا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس نے باقاعدہ حلف اٹھایا ہوا ہے کہ وہ کسی بھی ملک میں مشن مکمل کرنے کے بارے میں کسی غیر متعلق آدمی کو کچھ نہیں بتائیں گے اس لئے اس نے عمران سے معذرت کر لی تھی۔ ویسے بھی اسے پاکیشیا اور کافرستان کے درمیان غیر دوستانہ تعلقات کا بخوبی علم تھا اس لئے بھی اس نے اس بارے میں مزید بات کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

''یہ شخص واقعی خطرناک ہے۔ نجانے اس نے کس طرح میرا یہاں کا فون نمبر ٹریس کر لیا ہو گا''...... شاہینہ لارا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

''اوہ۔ اب یہ شخص میرے لئے مصیبت بن جائے گا''۔ شاہینہ لارا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاہینہ لارا نے اپنا نام لینے کی بجائے ایک لفظ انتہائی سخت لہجے میں ادا کرتے ہوئے کہا۔

''چیف سے بات کریں مس لارا''...... دوسری طرف سے کمپنی کے چیف ایگزیکٹو کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''اوہ اچھا۔ کراؤ بات''...... لارا نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد چیف کی آواز سنائی دی۔

''لارا بول رہی ہوں''...... شاہینہ لارا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آپ فوراً میرے آفس آ جائیں۔ پلیز''...... دوسری طرف

سے کہا گیا۔

''یس چیف۔ میں آ رہی ہوں''...... شاہینہ لارا نے کہا اور دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سن کر لارا نے بھی رسیور رکھ دیا اور جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''کال کا مطلب ہے کہ کوئی نیا مشن مجھے دیا جا رہا ہے''۔ شاہینہ لارا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر واش روم کی طرف بڑھ گئی جس سے ڈریسنگ روم اٹیچڈ تھا۔ تھوڑی دیر بعد شاہینہ لارا واش روم سے باہر آئی تو وہ بے حد فریش دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے ہلکا سا میک اپ کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چیف کے آفس میں داخل ہو گئی۔

''بیٹھیں مس لارا''...... چیف نے کہا۔

''تھینک یو چیف''...... شاہینہ لارا نے کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

''آپ نے اب سے کچھ دیر پہلے اپنے فلیٹ میں پاکیشیا سے کسی علی عمران کی کال وصول کی ہے۔ میں درست کہہ رہا ہوں''۔ چیف نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

''آپ کو کیسے معلوم ہوا چیف''...... شاہینہ لارا نے بے اختیار ہو کر کہا۔

''اس بات کو چھوڑیں۔ میرے سوال کا جواب دیں''...... چیف کے لہجے میں سختی نمایاں ہو گئی۔

''یس چیف۔ پاکیشیا سے علی عمران نے مجھے کال کی تھی اور''۔ شاہینہ لارا نے پوری تفصیل بتانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''ہمیں معلوم ہے کہ کال میں کیا گفتگو ہوئی ہے اور وہ ہمارے پاس ٹیپ ہے۔ آپ جب کافرستان میں مشن مکمل کر رہی تھیں تب بھی اس آدمی سے پاکیشیا میں ملاقات کی وجہ سے ڈاکٹر رونلڈ نے آپ سے پوچھ گچھ کی تھی تو آپ کا رویہ ان سے بے حد تلخ ہو گیا تھا جس کی شکایت انہوں نے مجھ سے فون پر کی تھی لیکن اس وقت چونکہ مشن پر کام ہو رہا تھا اس لئے میں نے خاموشی اختیار کر لی تھی لیکن چونکہ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف نے آپ کے بارے میں پوچھ گچھ کی تھی اور پھر ہمیں یہ رپورٹ بھی مل چکی تھی کہ وہ آدمی علی عمران جس سے آپ نے ملاقات کی تھی بے حد خطرناک آدمی سمجھا جاتا ہے اس لئے ہم آپ کی یہاں آمد کے بعد بھی چوکنا رہے اور اب علی عمران کی یہ کال سامنے آئی ہے۔ گو آپ نے کال میں اس کی بات کا جواب نہیں دیا لیکن اس کے پاس آپ کا نمبر ہے۔ یہی بات آپ کے خلاف جاتی ہے''...... چیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو نہیں معلوم کہ اس نے میرا نمبر کہاں سے اور کیسے حاصل کر لیا ہے لیکن اگر ایسا اس نے کسی طرح بھی کر لیا ہے تو اس

میں اتنا ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ مشن ختم ہو گیا ہے۔ ہم واپس آ گئے اور حلف کی وجہ سے ہم نے آج تک پہلے بھی مشن کے بارے میں کسی کو بتایا ہے اور نہ اب بتائیں گے''...... شاہینہ لارا نے کہا۔

''معاملہ ختم نہیں ہوا مس لارا۔ حکومت کافرستان تک یہ اطلاع پہنچ چکی ہے کہ آپ نے پاکیشیا میں اس علی عمران سے ملاقات کی ہے اور انہوں نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ اس خطرناک آدمی نے اگر ان کے اس سپیشل اسٹیشن کو کوئی نقصان پہنچایا تو اس کی ذمہ داری ہماری فرم پر ہو گی اور یہ بھی بتا دوں کہ کافرستان کے ایجنٹ بھی آپ کی نگرانی کر رہے ہیں۔ انہیں بھی اس کال کی اطلاع مل جائے گی۔ اس کے علاوہ ایک اور بات کہ اس آدمی نے جس نمبر پر بات کی ہے وہ نمبر باوجود جدید ترین مشینری سے چیک کرنے کے معلوم نہیں ہو سکا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انتہائی خطرناک شخصیت ہے''...... چیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''میں نے تو اسے فون نہیں کیا۔ اس نے کیا ہے تو آپ بتائیں میں کیا کروں''...... شاہینہ لارا نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

''سوری مس لارا۔ ہم مزید رسک نہیں لے سکتے۔ ہمارا تمام تر بزنس اعتماد پر ہوتا ہے اور آپ کی وجہ سے اس اعتماد کو ٹھیس پہنچ رہی ہے اور آئندہ بھی پہنچنے کی توقع ہے اس لئے کمپنی نے آپ کو فوری طور پر فارغ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب آپ ہماری کمپنی کی

آفیسر نہیں رہیں۔ آپ اکاؤنٹ برانچ سے اپنا تمام حساب کتاب قوانین کے مطابق حاصل کر سکتی ہیں۔ گڈبائی''...... چیف نے بڑے سرد مہرانہ لہجے میں کہا اور ایک سائیڈ پر موجود فائل اٹھا کر اپنے سامنے رکھی اور کھول کر اس پر اپنے دستخط کر دیئے۔ شاہینہ لارا بت بنی بیٹھی ہوئی تھی۔ شاید اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس کی اس قدر طویل خدمات کو اس انداز میں جھٹک کر اسے کمپنی سے بھی نکال دیا جائے گا۔

''آپ جا سکتی ہیں مس شاہینہ لارا''...... چیف نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا تو شاہینہ لارا ایک جھٹکے سے اٹھی اور بغیر کچھ کہے وہ مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی آفس سے باہر آ گئی اور پھر وہ واپس اپنے رہائشی فلیٹ پر پہنچ گئی تھی لیکن وہاں پہنچ جانے کے باوجود اس کا ذہن اسی طرح منجمد سا محسوس ہو رہا تھا۔

''مجھے سروس سے نکال دیا گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کمرے میں بڑی بے چینی سے ٹہل رہی تھی کہ اچانک کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔

''اس وقت کون آ سکتا ہے''...... شاہینہ لارا نے لاشعوری انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ڈور فون کے اندرونی رسیور کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے رسیور کو ہک سے علیحدہ کیا اور پھر ایک بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... شاہینہ لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

''میرا نام جونز ہے اور مجھے ڈاکٹر رونلڈ نے بھیجا ہے''...... فون سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''ڈاکٹر رونلڈ نے۔ کیوں''...... شاہینہ لارا نے چونک کر کہا۔

''آپ کو چند باتوں کے بارے میں بتانا ہے''...... جونز نے جواب دیا۔

''اچھا''...... شاہینہ لارا نے کہا اور پھر رسیور کو ہک پر لٹکا کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے زنجیر ہٹا کر لاک کھولا اور پھر دروازے کی ناب گھما کر اس نے دروازہ کھولا تو دروازے پر لمبے قد اور قدرے ورزشی جسم کا مالک آدمی کھڑا تھا۔

''میرا نام جونز ہے مس لارا''...... جونز نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہیں پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا حالانکہ میں ڈاکٹر رونلڈ کے گروپ میں کافی طویل عرصے سے ہوں''...... شاہینہ لارا نے آنے والے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر دروازہ بند کر دیا۔

''اب دیکھ لیجئے۔ میں آپ کے سامنے موجود ہوں''...... جونز نے پلٹ کر مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ شاہینہ لارا اس کی اس بات کا کوئی جواب دیتی سامنے کھڑے جونز کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور شاہینہ لارا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی

کنپٹی پر کوئی قیامت ٹوٹ پڑی ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں دھماکہ ہوا اور پھر تاریکی کی چادر اس کے ذہن پر تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ پھر جب اس کا ذہن جاگا اور اس کی آنکھیں کھلیں تو وہ بے اختیار چونک کر سیدھی ہوئی۔ اس نے دیکھا کہ وہ اپنے ہی رہائشی کمرے میں ایک کرسی پر رسی سے بندھی ہوئی موجود تھی جبکہ اس کے سامنے کرسی پر جونز اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی جبکہ شاہینہ لارا کے ذہن میں ابھی تک دھماکے ہو رہے تھے اور درد کی تیز لہریں ذہن سے نکل کر اس کے سارے وجود میں مسلسل دوڑ رہی تھیں۔

''تمہیں ہوش آ گیا مس لارا''...... اس آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تم کون ہو اور یہ سب کیا ہے۔ میں نے کیا جرم کیا ہے''۔ شاہینہ لارا نے لاشعوری انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

''مس لارا۔ تمہارا قصور یہ ہے کہ تم نے پاکیشیا جا کر علی عمران سے نہ صرف ملاقات کی بلکہ یہاں اس فلیٹ کے فون نمبر پر اس نے تمہیں کال بھی کی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارا اس سے رابطہ ابھی تک مسلسل قائم ہے''...... جونز نے کہا۔

''آخر یہ آدمی ہے یا کوئی عذاب ہے کہ ایک بار اتفاقاً ملنے پر مجھے اس قدر ذلیل کیا جا رہا ہے۔ کون ہے یہ۔ کیوں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ میرا اس سے کیا تعلق۔ ہوٹل میں اتفاقیہ ملاقات ہو گئی

تھی اور بس''...... شاہینہ لارا نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو پھر اس نے یہاں تمہارے فلیٹ کے نمبر پر فون کیسے کر لیا مس لارا۔ میں بے حد بے رحم آدمی ہوں۔ میں نے جب بے رحمی کا مظاہرہ کیا تو تمہارا یہ خوبصورت جسم کوڑھیوں سے بھی زیادہ خوفناک حالت میں پہنچ جائے گا اس لئے خود ہی بتا دو کہ تمہارا اس علی عمران سے کیا تعلق ہے اور تم نے اسے کافرستان پراجیکٹ کے بارے میں کیا تفصیل بتائی ہے''...... جونز نے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔

''میں نے کچھ نہیں بتایا۔ اگر تم نے کال سنی ہے تو میں نے اسے کچھ نہیں بتایا''...... شاہینہ لارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس لئے ابھی تک زندہ نظر آ رہی ہو مس لارا، اور کمپنی کے چیف نے بھی تمہیں صرف نوکری سے نکالا ہے ورنہ اب تک تمہاری لاش گٹر میں تیر رہی ہوتی لیکن اس عمران کا تمہارے ساتھ بات کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ تمہارے اس کے درمیان گہرے تعلقات ہیں''...... جونز نے کہا۔

''نہیں۔ وہ ایسے ہی بے تکلفانہ انداز میں بولنے کا عادی ہے اور کچھ نہیں لیکن تم کون ہو اور تم نے مجھے اس انداز میں کیوں باندھ رکھا ہے''...... شاہینہ لارا نے پہلی بار جونز کے بارے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

''میرا نام جونز ہے اور میں یہاں کافرستان کا ایجنٹ ہوں۔ کافرستان سیکرٹ سروس کو اس بات پر بے حد تشویش ہے کہ تمہاری ملاقات پاکیشیا میں اس خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ سے ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں تم سے یہ سارا معاملہ معلوم کروں۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ اگر تم پر تشدد کیا گیا تو تمہاری کمپنی تمہارے لئے اٹھ کھڑی ہو گی اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے تمہیں رہا کرا لے گی اور آئندہ بھی یہاں ہمارا کام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اس دوران اس عمران کی کال آ گئی جو ہم نے ٹیپ کر لی اور پھر یہ ٹیپ کافرستان کے اعلیٰ حکام کو سنوائی گئی تو انہوں نے فوراً تمہاری کمپنی کے چیف کو یہ ٹیپ سنوائی جس پر چیف نے تمہیں بلا کر سروس سے نکال دیا۔ اس طرح اب تم اکیلی ہو گئی ہو۔ اب کمپنی تمہاری پشت پر موجود نہیں ہے۔ چنانچہ میں تم سے معلومات حاصل کرنے کے لئے یہاں آ گیا''...... جونز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیسی معلومات۔ مجھے تو کچھ معلوم نہیں ہے''...... شاہینہ لارا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے کوشش کی کہ تم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے بغیر سب کچھ بتا دو لیکن اب دیکھنا کہ تمہاری زبان کیسی چلتی ہے''...... جونز نے اٹھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال

لیا۔ شاہینہ لارا کو اس کی آنکھوں پر سفاکی کی تیز چمک ابھرتی دکھائی دی تو وہ حقیقتاً خوفزدہ ہو گئی۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مجھے مت مارو۔ میں واقعی کچھ نہیں جانتی''...... شاہینہ لارا نے کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ جونز کا بازو گھوما اور شاہینہ لارا کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی جبکہ اس کی گردن پر خاصا گہرا زخم آ گیا تھا۔

''اور زور سے چیخو۔ یہ فلیٹ ساؤنڈ پروف ہے اور ابھی تو میں نے صرف کٹ لگایا ہے۔ جب یہ خنجر تمہاری شہ رگ میں اترے گا پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ تکلیف کسے کہتے ہیں۔ اب بھی وقت ہے۔ بتا دو''...... جونز نے چیختے ہوئے کہا۔

''کیا بتا دوں۔ بولو۔ کیا بتا دوں۔ میں کچھ جانتی ہی نہیں تو کیا بتا دوں''...... شاہینہ لارا نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے جونز کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی شاہینہ لارا کے حلق سے بے اختیار پے در پے چیخیں نکلنے لگیں۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے کاندھے کو کسی نے بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا ہو۔ اس بار خنجر کا وار اس کے کاندھے پر ہوا تھا اور وہاں گہرا زخم آ گیا تھا جس میں سے خون بہہ نکلا تھا۔ اس کی گردن سے بھی خون نکل رہا تھا۔

''اور چیخو۔ اور زور سے چیخو۔ میں تمہارے پورے جسم پر زخم ڈال دوں گا اور پھر بھی تم نہیں بتاؤ گی تو ان زخموں پر نمک چھڑک

دوں گا۔ بولو۔ بتاؤ۔ کیا تعلق ہے تمہارا عمران سے اور کیا بتا چکی ہو تم اسے کافرستانی پراجیکٹ کے بارے میں۔ بولو''...... جونز نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے شاہینہ لارا کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی نامانوس بو کی حامل ہوا اس کے پھیپھڑوں میں ناک کے راستے بھرتی جا رہی ہو۔ اس کی نظریں سائیڈ پر موجود بیرونی دروازے پر پڑیں تو اس نے کی ہول میں سے گہرے سفید رنگ کا دھواں کمرے کے اندر آتے دیکھا جبکہ جونز کی دروازے کی طرف پشت تھی اور اس کے ساتھ ہی شاہینہ لارا نے یکلخت جونز کو لڑکھڑا کر نیچے گرتے دیکھا اور پھر اس کے اپنے ذہن پر بھی سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں جگنو چمکتے ہیں اس طرح اس کے ذہن میں بھی جگنو سے چمکنے لگے اور پھر جگنوؤں کی یہ روشنی مل کر پھیلتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی نہ صرف اس کی آنکھیں کھل گئیں بلکہ اس کا شعور بھی جاگ اٹھا۔ اس نے اپنی آنکھیں کھول کر لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ اپنے فلیٹ کی بجائے کسی اور فلیٹ کے کمرے میں کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے لیکن وہ بندھی ہوئی نہ تھی۔ کمرہ خالی تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں اپنے کاندھے پر پڑیں تو اس کے کاندھے کی باقاعدہ بینڈیج کی گئی تھی۔ اس کا ہاتھ بے اختیار اپنی گردن کی طرف بڑھا تو وہاں بھی بینڈیج موجود تھی۔

''یہ سب کیا ہے۔ میں کہاں ہوں''...... شاہینہ لارا نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا لیکن ظاہر ہے کمرے میں کوئی موجود نہ تھا تو اس کے سوال کا جواب کون دیتا۔ اس نے کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اٹھ کر کھڑی ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ اسی لمحے کمرے کا بیرونی بند دروازہ کھلا اور ایک ایکریمین اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

”آپ کو ہوش آ گیا مس لارا۔ آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کا خاصا خون بہہ چکا ہے اور آپ کمزور ہو گئی ہیں“...... آنے والے نے اپنے عقب میں دروازہ بند کرتے ہوئے نرم اور دوستانہ لہجے میں کہا تو شاہینہ لارا دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اسے واقعی چند لمحے کھڑے رہنے پر خاصی کمزوری محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے آنے والے ایکریمین کو دیکھ رہی تھی جو خاصا سوبر اور سنجیدہ آدمی دکھائی دے رہا تھا۔

”آپ۔ آپ کون ہیں اور میں کہاں ہوں۔ وہ۔ وہ ظالم اور سفاک جونز کہاں ہے“...... شاہینہ لارا نے رک رک کر کہا۔

”جونز کو پولیس گرفتار کر کے لے گئی ہے۔ میں نے اسے اور آپ کو بے ہوش کر دیا تھا کیونکہ جونز کے ہاتھ میں خنجر تھا۔ اگر میں اسے بے ہوش نہ کرتا تو وہ آپ پر کوئی مہلک وار بھی کر سکتا تھا اس لئے میں نے فلیٹ کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی اور آپ دونوں بے ہوش ہو گئے۔ پھر میں نے پولیس کو کال کر لیا تو پولیس فوراً پہنچ گئی۔ پلازہ کے منتظمین کی مدد سے آپ کے فلیٹ

کا لاک کھولا گیا تو آپ زخمی حالت میں تھیں اور کرسی پر بندھی ہوئی موجود تھیں جبکہ جونز بے ہوشی کے عالم میں نیچے گرا ہوا تھا۔ پولیس نے فوراً ایمبولینس کال کر لی اور آپ کو نزدیکی ہسپتال لے جایا گیا۔ وہاں آپ کی بینڈیج کی گئی اور پھر میں آپ کو یہاں اپنے اس فلیٹ میں لے آیا کیونکہ وہاں آپ کی جان کو خطرہ تھا اور پولیس کو معلوم ہے کہ آپ یہاں موجود ہیں۔ وہ کسی بھی لمحے آپ کا بیان لے سکتی ہے۔ ویسے میرا نام گراہم ہے“...... اس ایکریمین نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”لیکن آپ کون ہیں اور آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ فلیٹ کے اندر مجھ پر تشدد ہو رہا ہے اور آپ کے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس فوری طور پر کہاں سے آ گئی“...... اس بار شاہینہ لارا نے باقاعدہ جرح کرتے ہوئے کہا کیونکہ اس ایکریمین کی باتیں سن کر اس کے ذہن میں یہی سوالات ابھرے تھے۔

”مس لارا۔ آپ کا فون نمبر میں نے پاکیشیا بھجوا تھا جہاں سے عمران صاحب نے آپ کو کال کیا اور چونکہ اس کال کی اطلاع جونز کو ہو گئی اور اس نے اس فون کال کو ٹیپ کر کے کافرستان کے اعلیٰ حکام کو رپورٹ دے دی۔ عمران سے آپ کے رابطے کا سن کر کافرستانی حکام میں کھلبلی سی مچ گئی۔ انہوں نے آپ کی کمپنی کے چیف پر دباؤ ڈالا کہ آپ کو فوری طور پر نوکری سے فارغ کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو کال کر کے نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔

آپ واپس اپنے فلیٹ پر پہنچیں تو جونز بھی وہاں پہنچ گیا۔ مجھے کچھ دیر بعد اس ساری کارروائی کا علم ہوا اور چونکہ میں جونز کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ انتہائی سفاک فطرت آدمی ہے اس لئے میں فوراً آپ کے فلیٹ پر آیا۔ آپ کے فلیٹ کی کال بیل آف کر دی گئی تھی۔ میں نے کی ہول سے جھانکا تو مجھے آپ بندھی ہوئی نظر آئیں۔ آپ کے سامنے جونز ہاتھ میں خنجر لئے کھڑا تھا۔ آپ زخمی تھیں۔ گو جونز کی میری طرف پشت تھی لیکن میں اسے بخوبی پہچانتا تھا۔ میرے پاس جیبوں میں ضرورت کا سامان رہتا ہے اس لئے میں نے کی ہول سے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی اور اس کے بعد کے واقعات کے بارے میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں''...... گراہم نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ اس دوران سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

''تو تم ہی میری بربادی کا باعث بنے اور تم نے ہی میری جان بچائی۔ اب بتاؤ کہ میں تمہیں کیا سمجھوں''...... شاہینہ لارا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''مس لارا۔ اگر آپ سروس کی وجہ سے پریشان ہیں تو اس بارے میں بے فکر رہیں۔ آپ چاہیں تو اس کمپنی میں آپ کو دوبارہ ایڈجسٹ کرا دیا جائے اور کمپنی کے چیف کو فارغ کر دیا جائے اور چاہیں تو کسی بھی اس سے بڑی دوسری کمپنی میں آپ کو ایڈجسٹ کر دیا جائے لیکن میرا مشورہ ہے کہ آپ کچھ عرصہ کے لئے پاکیشیا

شفٹ ہو جائیں۔ وہاں آپ کو تمام سہولیات بھی مہیا کر دی جائیں گی اور کافرستانی ایجنٹ بھی آپ تک نہ پہنچ سکیں گے ورنہ یہاں آپ پر دوبارہ قاتلانہ حملہ ہو سکتا ہے اور اس بار وہ لوگ آپ کی فوری ہلاکت کی بھی کوشش کر سکتے ہیں''...... گراہم نے کہا۔

''ہلاکت کیوں۔ اس سے انہیں کیا فائدہ ہو گا''...... شاہینہ لارا نے چونک کر کہا۔

''جونز بھی آپ کے ساتھ ہی یہی کرنے والا تھا اور یہ سب اس لئے کہ کافرستان اس پراجیکٹ کو خفیہ رکھنا چاہتا ہے جبکہ آپ اس پراجیکٹ کے اندر رہی ہیں اور آپ کا رابطہ بھی عمران سے ہو چکا ہے اس لئے انہیں خطرہ ہے کہ عمران اس پراجیکٹ کو تباہ نہ کر دے کیونکہ یہ پراجیکٹ پاکیشیا کے دفاع کے خلاف ہے''...... گراہم نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن میرے پاکیشیا شفٹ ہونے سے تو یہ بات یقینی ہو جائے گی کہ میں عمران کی مدد کرنے کے لئے وہاں گئی ہوں''...... شاہینہ لارا نے کہا۔

''آپ پر کوئی جبر نہیں ہے۔ صرف ایک آفر ہے۔ اگر آپ پاکیشیا کی بجائے کسی اور ملک جانا چاہیں تب بھی آپ کی مدد کی جا سکتی ہے۔ یہاں رہنا چاہیں تو میں کوشش کروں گا کہ آپ کی جان قاتلوں سے بچا سکوں''...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن پاکیشیا میں تو میں دوسروں کے رحم و کرم پر پڑی رہوں

گی اور میں ایسا زندگی بھر نہیں کر سکتی''...... شاہینہ لارا نے کہا۔

''پاکیشیا بھی خلائی سیاروں کی فیلڈ میں خاصا آگے ہے۔ آپ کو وہاں کسی بھی خلائی سیاروں کے پراجیکٹ پر ایڈجسٹ کرایا جا سکتا ہے۔ اس طرح آپ اپنے آبائی ملک کی خدمت بھی کر سکتی ہیں اور آپ کی جان بھی محفوظ رہے گی''...... گراہم نے کہا۔

''لیکن پاکیشیا حکومت مجھ پر اس قدر مہربان کیوں ہو رہی ہے۔ اس کا پس منظر کیا ہے اور آپ کا کیا تعلق ہے''...... شاہینہ لارا نے کہا تو گراہم بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ سب کچھ عمران صاحب کی خواہش پر ہو رہا ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ ان کے فون کی وجہ سے آپ مسائل کا شکار ہوئی ہیں''...... گراہم نے جواب دیا۔

''کیا مطلب۔ کیا پاکیشیا میں وہ مسخرہ اس قدر باثر ہے''۔ شاہینہ لارا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ پاکیشیا کیا پوری اسلامی دنیا کے ہیرو ہیں اور سپر پاور حتیٰ کہ اسرائیل بھی ان کے نام سے کانپ اٹھتا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ کسی بھی ایجنسی کے ملازم نہیں ہیں۔ وہ فری لانسر ہیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ان کی خدمات ہائر کرتے ہیں۔ جو کچھ عمران صاحب کہہ رہے ہیں اس پر عمل درآمد پاکیشیا سیکرٹ سروس کا باثر چیف کرائے گا اس لئے یہ یقینی ہے''...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا تو شاہینہ لارا کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی

چلی گئیں۔ اس کی آنکھوں کے سامنے وہ مناظر آ رہے تھے جب وہ ہوٹل میں بیٹھی عمران سے باتیں کر رہی تھی۔ اسے یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ ایسا آدمی ایسی صلاحیتوں کا مالک ہے اور اس قدر باثر بھی ہو سکتا ہے۔

''سوری۔ میں پاکیشیا نہیں جا سکتی۔ میں یہیں رہوں گی اور تم مجھے میرے فلیٹ پر پہنچا دو۔ تمہارا شکریہ کہ تم نے میری مدد کی۔ اب میں خود ہی جونز اور اس کے ساتھیوں سے نمٹ لوں گی''۔ شاہینہ لارا نے دل ہی دل میں ایک فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ چاہیں۔ میں آپ کی واپسی کا بندوبست کر کے واپس آتا ہوں۔ آپ چاہیں تو اس دوران بیڈ پر لیٹ پر کچھ دیر آرام کر لیں''...... گراہم نے اٹھتے ہوئے کہا تو شاہینہ لارا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور گراہم کمرے سے باہر چلا گیا اور اس کے جاتے ہی شاہینہ لارا ایک بار پھر کرسی سے اٹھی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ایک طرف موجود بیڈ پر جا کر لیٹ گئی لیکن اسی لمحے اس کی ناک سے وہی نامانوس سی بو ٹکرائی جس کا تجربہ اسے پہلے اپنے فلیٹ پر ہو چکا تھا۔ اس نے جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا ذہن کیمرے کے شٹر کی سی تیزی سے تاریک پڑتا چلا گیا۔

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں بیٹھا اخبار دیکھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

‘‘علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) صبح دم اور تازہ دم بول رہا ہوں’’...... عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

‘‘لگتا ہے آج سلیمان نے ناشتہ تمہاری مرضی کے مطابق دے دیا ہے’’...... دوسری طرف سے سرداور کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

‘‘سلیمان اور ناشتہ میری مرضی کا دے۔ وہ تو وہی چڑیا کی چونچ میں انگور کے دانے جیسا ناشتہ لے آتا ہے اور اگر کہا جائے کہ بھائی میں جیتا جاگتا انسان ہوں مجھے بھوک بھی لگتی ہے اس لئے چلو

اشک شوئی کے لئے ہی سہی، کچھ تو لے آیا کرو لیکن وہ مہنگائی کا رونا اس تفصیل سے رونا شروع کر دیتا ہے کہ مجھے بھی ساتھ ہی رونا آ جاتا ہے اور اپنے آپ پر شرم آنے لگ جاتی ہے کہ میں خواہ مخواہ سلیمان کو برا بھلا کہتا رہتا ہوں۔ وہ تو چڑیا کی چونچ میں انگور کے دانے جتنا ناشتہ بھی نجانے کتنی بچتیں کرنے کے بعد لے آتا ہے ورنہ جس قدر مہنگائی کا رونا وہ روتا ہے اتنی مہنگائی میں تو ایسا ناشتہ زندگی میں ایک بار ہی مل سکتا ہے’’...... عمران کی زبان رواں ہوئی تو اس میں فل سٹاپ ہی نہ آ رہا تھا۔

‘‘تمہارے ساتھ سلیمان جو کچھ کرتا ہے ٹھیک کرتا ہے۔ تمہاری اماں بی کا انتخاب واقعی بہترین ہے۔ بہرحال میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ ایکریمیا کے ڈاکٹر کارلس سے میری بات ہو گئی ہے۔ انہوں نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق ان ریز کے اثرات وقتی ہوتے ہیں تین روز کے لئے۔ پھر یہ اثرات خودبخود ختم ہو جاتے ہیں لیکن اگر تین بار یہ ریز فائر کی جائیں تو پھر مشینری ہمیشہ کے لے جام بلکہ دوسرے لفظوں میں ناکارہ ہو جاتی ہے اور پھر اسے کسی صورت درست نہیں کیا جا سکتا’’...... سرداور نے کہا۔

‘‘تو آپ کا خدشہ درست ثابت ہوا۔ لیکن کافرستان تو بہت وسیع ملک ہے اور یقیناً یہ اسٹیشن انہوں نے خفیہ بنایا ہو گا۔ اسے ٹریس کیسے کیا جائے’’...... عمران نے کہا۔

‘‘اس پوائنٹ پر بھی میری ڈاکٹر کارلس سے بات ہوئی ہے۔

انہوں نے کہا ہے کہ اسے ٹریس کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ ریز خلاء میں ایک خاص اینگل سے فائر ہوتی ہیں اور ان کی سپیڈ بھی مخصوص ہوتی ہے۔ اگر خلائی سیارے کا روٹ اس کی بلندی اور اس کی رفتار اور اس کے مدار کا علم ہو جائے تو اس اسٹیشن کو چیک کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میں انہیں اگر یہ تفصیلات بھجوا دوں تو وہ مجھے اس بارے میں آگاہ کر دیں گے۔ چنانچہ میں نے فوراً آفس جا کر وہاں سے مطلوبہ معلومات اکٹھی کر کے انہیں کوریئر سروس کے ذریعے بھجوا دی ہیں''...... سرداور نے کہا۔

''لیکن سرداور۔ یہ کوئی مستقل حل تو نہیں ہے۔ کافرستان باوسائل ملک ہے۔ دوبارہ ایسا اسٹیشن بنا لے گا اور پھر یہ ریز فائر کر کے مخصوص مشینری کو ناکارہ بنا دے گا۔ ایسی صورت میں ہم کب تک ایسے اسٹیشن تباہ کرتے رہیں گے''...... عمران نے کہا۔

''تمہاری سوچ درست ہے۔ میرے ذہن میں بھی یہ بات آئی تھی۔ چنانچہ میں نے ڈاکٹر کارلس سے اس بارے میں بھی ڈسکس کی ہے۔ میں نے انہیں کہا تھا کہ کیا کوئی ایسی ترکیب ہے کہ ہم اس مسئلے سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارہ حاصل کر سکیں تو انہوں نے مجھے بتایا کہ جہاں ان ریز پر کام ہو رہا ہے وہاں اس سے بچاؤ پر بھی تحقیق کی جا رہی ہے۔ چنانچہ اب ایسی دھاتیں سامنے آ گئی ہیں جن پر ان ریز کے اثرات نہیں ہوتے اور ان سے کامیابی سے ہلکی اور پائیدار مشینری تیار کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا

کہ اب ایسی مشینری تیار ہو کر ایکریمیا اور یورپی ممالک میں ملنا شروع ہو گئی ہے جس پر ان مخصوص ریز کا اثر نہیں ہوتا اس لئے ایسا خلائی سیارہ فوری طور پر تیار کرانا پڑے گا جس میں ایسی مشینری نصب ہو لیکن اس میں بھی باوجود کوشش کے چھ سات ماہ لگ جائیں گے اور چھ سات ماہ تک اگر ہمیں کافرستان کی دفاعی سرگرمیوں کا علم نہیں ہو گا تو ہم پر کسی بھی لمحے حملہ ہو سکتا ہے اس لئے اس اسٹیشن کو فوری طور پر تباہ کرنا ضروری ہے۔ ایسے اسٹیشن کی دوبارہ تیاری میں پانچ چھ ماہ لگ جاتے ہیں اور اس دوران ہم ایسی مشینری ایکریمیا سے منگوا کر اس پر مبنی خلائی سیارہ مدار میں بھجوا دیں گے اور ہمارا دفاع مضبوط ہو جائے گا''...... سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر کارلس نے کیا بتایا ہے کہ کتنے دن کا وقفہ ہمارے پاس ہے''...... عمران نے کہا۔

''کم از کم دو ہفتوں کا وقفہ ہے۔ تین روز بعد مشینری آن ہو جائے گی۔ اس میں سے ایک روز گزر چکا ہے۔ اس طرح دو دن اور ہمارے پاس موجود ہیں اور یہ بھی ڈاکٹر کارلس نے بتایا ہے کہ جب تک مشینری پر ریز کے حملے کو ایک ہفتے نہ گزر جائے دوبارہ ریز مشینری پر اثر نہیں کرتیں کیونکہ پہلی ریز کے اثرات مکمل طور پر ختم ہونے میں ایک ہفتہ لگ جاتا ہے۔ اب دو یوم بعد ایک ہفتہ ہمیں مزید مل جائے گا اور اس طرح یہ نو روز ہو گئے۔ اس کے بعد

اگر وہ اٹیک کریں گے تو تین دن اور ایک ہفتہ دس یوم۔ پھر تیسری بار اٹیک کے بعد تو مشینری ہمیشہ کے لئے جام ہو جائے گی۔ اس طرح ہمارے پاس انیس دن ہیں۔ تین ہفتے سمجھ لو‘‘...... سرداور نے کہا۔

’’اب ڈاکٹر کارلس کب بتائیں گے کہ یہ ریز کافرستان کے کس علاقے سے فائر کی گئی ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کل‘‘...... سرداور نے جواب دیا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں یہ سارا کیس اور اس کی تمام تفصیلات چیف کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس مشن پر کام کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کیا مطلب۔ کیا چیف قومی دفاع کو رسک میں دیکھ کر انکار بھی کر سکتے ہیں‘‘...... سرداور نے ایسے لہجے میں کہا جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ چیف واقعی انکار بھی کر سکتے ہیں۔

’’ہو سکتا ہے کہ وہ اس مشن کو اس انداز میں سمجھیں کہ ان تین ہفتوں میں وہ جدید مشینری سمیت تیار شدہ خلائی سیارہ منگوا لیں اور آپ اسے مدار میں فائر کر کے ان ریز اور اس اسٹیشن سے ہمیشہ کے لئے دفاع کر لیں‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

’’یہ کام تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔ حکومت بھی کر سکتی ہے۔ ایکریمیا میں اب ایسی کارپوریشنیں بن گئی ہیں جو ایسے آلات اور ایسے خلائی سیارے چند روز میں تیار کر لیتی ہیں لیکن اصل مسئلہ

سیکورٹی کا ہوتا ہے۔ ایسی کارپوریشنوں کے پیچھے حکوت ایکریمیا کا ہاتھ بھی ہوتا ہے اور دوسرے ممالک کا بھی۔ وہ اپنے دشمن ممالک کے ایسے خلائی سیاروں میں خفیہ طور پر ایسے آلات بھی نصب کر دیتے ہیں جس پر تمام معلومات انہیں بھی ساتھ ساتھ ملتی رہتی ہیں اس لئے صرف مشینری ہم نے باہر سے منگوائی ہے لیکن سیارہ ہم نے خود تیار کرنا ہے تاکہ ہم اس پر سو فیصد اعتماد کر سکیں‘‘...... سرداور نے کہا۔

’’آپ اگر سائنس دان کی بجائے وکیل بن جاتے تو بہترین وکیل ہوتے اور مجھے یقین ہے کہ آغا سلیمان پاشا کا سابقہ تنخواہوں اور الاؤنسز کا دعویٰ میرے حق میں جیت جاتے‘‘...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

’’تم سلیمان کو تو تنخواہ دیتے نہیں۔ مجھے فیس کہاں سے دیتے‘‘۔ سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’ارے۔ تو آپ فیس بھی لیتے ہیں۔ پھر تو واقعی مشکل ہو جاتی‘‘...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سرداور ایک بار پھر ہنس پڑے۔

’’اوکے۔ اگر چیف نہ مانے تو تم میری طرف سے وکالت کر دینا۔ فیس کے بغیر۔ اللہ حافظ‘‘...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ایک بار پھر

رسیور اٹھا لیا۔

’’علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں‘‘۔ عمران نے اپنے مخصوص خوشگوار لہجے میں کہا۔

’’طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب‘‘...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنا اصل نام بتاتے ہوئے کہا۔

’’کوئی خاص بات‘‘...... عمران نے کہا۔

’’گراہم کی کال آئی ہے۔ شاہینہ لارا نے پاکیشیا آنے سے انکار کر دیا ہے جس پر میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ فوری طور پر سیکنڈ پلان پر عمل کرو۔ اب سے چھ گھنٹے بعد چارٹرڈ طیارے پر شاہینہ لارا کا تابوت یہاں پہنچ جائے گا۔ آپ جوزف اور جوانا کو کہہ دیں کہ وہ ایئر پورٹ پہنچ جائیں۔ گراہم ساتھ آ رہا ہے‘‘...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں کہہ دیتا ہوں‘‘...... عمران نے جواب دیا اور پھر کریڈل دبا دیا۔ ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’رانا ہاؤس‘‘...... رابطہ ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

’’علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں‘‘۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’لیس باس۔ حکم‘‘...... دوسری طرف سے جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ولنگٹن سے ایک تابوت چارٹرڈ طیارے سے اب سے چھ گھنٹے بعد یہاں ایئر پورٹ پر پہنچ رہا ہے۔ اس تابوت کے اندر ایک زندہ عورت ہے جسے مردہ قرار دلا کر لایا جا رہا ہے۔ تم رانا ہاؤس کی ایمبولینس لے جاؤ۔ اس تابوت کے ساتھ ایک ایکریمین آ رہا ہے جس کا نام گراہم ہے۔ تم اور جوانا دونوں کے بارے میں چیف نے اس ایکریمین کو اطلاع دے دی ہے لیکن تم نے اسے چیف آف سیکرٹ سروس کا حوالہ دینا ہے اور پھر تابوت رانا ہاؤس لے آنا ہے‘‘...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’لیس باس‘‘...... جوزف نے بغیر کسی چوں چرا کے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’جب تابوت رانا ہاؤس پہنچ جائے تو اس عورت کو باہر نکال لینا اور تمہیں معلوم ہے کہ اس کا ڈیڈ باڈی جیسا میک اپ کیسے واش ہو سکتا ہے۔ میک اپ واش کر کے اور اسے ہوش میں لانے کے لئے تیار کرنے کے بعد مجھے کال کرنا۔ ہوش میں اسے اپنی موجودگی میں دلاؤں گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’لیس باس‘‘...... جوزف نے جواب دیا تو عمران نے بغیر مزید کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

شاگل دارالحکومت میں سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں اپنے آفس میں موجود تھا۔ اسے اطلاع مل چکی تھی کہ کافرستان کے اسٹیشن نے کام شروع کر دیا ہے اور پاکیشیا کے دونوں خلائی سیاروں کی مشینری کو مخصوص ریز کی مدد سے خلاء میں ہی جام کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ پہلے اٹیک کے تین روز بعد مشینری پر ان ریز کے اثرات ختم ہونا شروع ہو جائیں گے اور پھر مشینری کام کرنے لگ جائے گی۔ مکمل اثرات ایک ہفتے بعد ختم ہوں گے تو ایک بار پھر ان ریز کا اٹیک کیا جائے گا اور پھر ایک ہفتے بعد جب تیسرا اٹیک کیا جائے گا تو پھر یہ مشینری ہمیشہ کے لئے ناکارہ ہو جائے گی اور اس کے بعد پاکیشیا کو لامحالہ نیا خلائی سیارہ خلاء میں زمین کے مدار پر پہنچانا پڑے گا اور اس کام میں چھ سات ماہ لگ جائیں گے اور ان چھ سات ماہ میں

چونکہ پاکیشیا کو کافرستان کی فوجی نقل و حرکت کا علم نہ ہو سکے گا اس لئے کافرستان آسانی سے پلاننگ کر کے پاکیشیا پر قبضہ کر لے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی خطرہ لاحق تھا کہ دو تین ہفتوں کے اس وقفے میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس اسٹیشن پر حملہ بھی کر سکتی ہے۔ اس کے لئے بھی وہ تیار تھا۔ کافرستان دارالحکومت کے ایئر پورٹ سے لے کر سوجام تک تمام ممکنہ راستوں پر اس نے سیکرٹ سروس کے ایجنٹس کو نگرانی کے لئے لگا رکھا تھا اور خود وہ ہیڈکوارٹر میں موجود تھا کہ کسی بھی طرف سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اطلاع ملتے ہی وہ اپنے خصوصی سیکشن کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑے۔ ویسے اسے اپنے طور پر مکمل یقین تھا کہ عمران چاہے معلوم بھی کر لے کہ علاقہ ماروتی میں یہ اسٹیشن موجود ہے لیکن وہ کسی صورت بھی اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ قدرتی رکاوٹوں کے ساتھ ساتھ ملٹری انٹیلی جنس اور فوج نے اس سارے علاقے کی حفاظت کرنے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہلاکت کے بہترین انتظامات کر رکھے تھے لیکن شاگل چاہتا تھا کہ عمران اور سیکرٹ سروس کی ہلاکت کا کریڈٹ اسے ملے، ملٹری انٹیلی جنس کو نہ ملے اس لئے وہ اس معاملے میں بے چینی سی محسوس کر رہا تھا اور پھر اس دوران اس کو اطلاع ملی کہ وہ لڑکی شاہینہ لارا جو پاکیشیا سے واپس آ کر اسٹیشن گئی تھی اور وہاں کام کرتی رہی تھی وہ واپس ایکریمیا چلی گئی ہے لیکن وہاں اسے پاکیشیا سے عمران نے کال کی

ہے۔ گو اس نے ٹیپ شدہ یہ کال سنی تھی اور شاہینہ لارا نے اسٹیشن کے متعلق کوئی بات نہ کی تھی لیکن شاگل عمران کو اچھی طرح جانتا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ عمران اس سے اسٹیشن کے بارے میں تمام باتیں معلوم کر لے گا۔ اس لئے اس نے فوری طور پر ایکریمیا میں اپنے ایجنٹ جونز کو حکم دے دیا کہ وہ اس لڑکی سے اصل بات اگلوائے کہ اس نے اس کال سے پہلے عمران کو کیا بتایا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے کمپنی کے چیف کو بھی بطور چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس فون کر کے اس کال کا ٹیپ سنوایا اور اسے کہا کہ وہ اس لڑکی کو فوراً نوکری سے فارغ کر دے ورنہ اس کی کمپنی کے خلاف کارروائی کے لئے حکومت ایکریمیا سے رجوع کیا جائے گا اور چیف نے اس کی بات مان لی اور اس لڑکی کو آفس میں بلا کر نوکری سے فوری طور پر فارغ کر دیا تھا اور جونز کی کال آ گئی تھی کہ وہ اب اطمینان سے شاہینہ لارا کے ساؤنڈ پروف فلیٹ میں داخل ہو کر اس سے سب کچھ اگلوا لے گا تو شاگل مطمئن ہو گیا تھا۔ البتہ اس نے جونز کو حکم دے دیا تھا کہ تمام معلومات حاصل کر لینے کے بعد وہ اس لڑکی کو لازماً ہلاک کر دے یا کرا دے تاکہ وہ عمران کو مزید کچھ نہ بتا سکے اور جونز نے اس کا وعدہ کیا تھا اس لئے اب شاگل بے چینی سے جونز کی کال کا انتظار کر رہا تھا لیکن چار پانچ گھنٹے گزر چکے تھے اور جونز کی کال نہ آئی تھی اس لئے جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا شاگل کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کے

پاس جونز کے آفس کا نمبر موجود تھا جہاں اس کی ایک لیڈی سیکرٹری اور ایک اسسٹنٹ بگز نامی نوجوان موجود رہتا تھا۔ چنانچہ اس نے رسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

‘‘یس سر’’...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

‘‘ولنگٹن میں جونز کے آفس فون کرو اور میری بات جونز کے اسسٹنٹ بگز سے کراؤ’’...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر اس طرح پٹخ دیا جیسے جونز کے فون نہ آنے کی وجہ رسیور ہی ہو۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

‘‘یس’’...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

‘‘جونز سے بات کریں سر’’...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو شاگل چونک پڑا۔

‘‘کراؤ بات اس نانسنس سے’’...... شاگل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

‘‘ہیلو سر۔ میں جونز بول رہا ہوں اپنے آفس سے’’...... جونز کی آواز سنائی دی۔

‘‘میں تمہارے فون کے انتظار میں یہاں کرسی پر بندھا بیٹھا ہوں نانسنس اور تم آفس میں بیٹھے شراب پی رہے ہو گے۔ کیوں’’۔ شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

’’میں پولیس ہیڈکوارٹر سے ابھی یہاں پہنچا ہوں۔ ضمانت پر رہا ہو کر‘‘...... جونز نے جواب دیا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

’’پولیس ہیڈکوارٹر سے۔ ضمانت پر۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا تھا‘‘۔ اس بار شاگل کے لہجے میں حیرت نمایاں ہو گئی تھی۔

’’میں اس لڑکی لارا کے فلیٹ میں اسے رسی کی مدد سے کرسی پر باندھ کر اس سے پوچھ گچھ کر رہا تھا مگر اس کی ایک ہی ضد تھی کہ وہ کچھ نہیں جانتی جس پر میں نے خنجر کی مدد سے اس کی گردن اور کاندھے پر کٹ لگائے لیکن پھر اچانک میں بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں تھا اور پولیس میرے گرد موجود تھی۔ میرے ہوش میں آنے کے بعد انہوں نے لارا کے فلیٹ میں گھس کر اس پر قاتلانہ حملہ کرنے اور اسے زخمی کرنے کے الزامات میں مجھے گرفتار کر لیا۔ میں نے اپنے اسسٹنٹ کو کال کیا اور اس نے میری ضمانت دی۔ تب مجھے رہائی ملی۔ پھر میں نے لارا کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہ ہسپتال سے بے ہوشی کے عالم میں اغوا کر لی گئی ہے اور اس کا کچھ پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے۔ پولیس اس کو تلاش کر رہی ہے۔ میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی‘‘...... جونز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’اس کا مطلب ہے کہ وہ لڑکی تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے یا نکال لی گئی ہے۔ کس نے تمہیں بے ہوش کیا تھا‘‘...... شاگل نے

تیز لہجے میں کہا۔

’’پولیس بھی اس بارے میں انکوائری کر رہی ہے اور میں بھی اس معاملے میں کارروائی کر رہا ہوں۔ ایک دو گھنٹوں بعد مجھے صحیح صورت حال کا علم ہو جائے گا‘‘...... جونز نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ مجھے بھی بتانا کہ کیا ہوا۔ کس نے کیا اور اب وہ لارا کہاں ہے‘‘...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ میں آپ کو دو گھنٹوں بعد کال کروں گا‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر فکرمندی کے تاثرات نمایاں تھے اور پھر دو گھنٹے نہیں بلکہ تین گھنٹوں کے بعد جونز کی کال آ گئی۔

’’جونز بول رہا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے جونز کی مخصوص آواز سنائی دی تو شاگل کا جی چاہا کہ رسیور کے اندر ہی ہاتھ ڈال کر اس جونز کی گردن مروڑ دے۔

’’میں مسلسل ایک گھنٹے سے تمہاری کال کا انتظار کر رہا ہوں۔ کیوں۔ کیا میں فالتو ہوں۔ بولو۔ جواب دو‘‘...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

’’چیف۔ میں معاملات کو کنفرم کر رہا تھا اور آپ کو تو ظاہر ہے کہ کنفرم حالات ہی بتائے جا سکتے ہیں۔ آپ کافرستان کے سب سے بڑے افسر ہیں۔ آپ کے سامنے جھوٹ تو کسی صورت بولا ہی نہیں جا سکتا‘‘...... دوسری طرف سے جونز کی آواز سن کر شاگل کا

ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا اور سینہ ایک انچ مزید پھول گیا۔

''اوکے۔ اوکے۔ پھر کیا رپورٹ ہے''...... شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لارا ہلاک ہو چکی ہے لیکن اس کی لاش ایک خصوصی چارٹرڈ طیارے کے ذریعے پاکیشیا لے جائی گئی ہے''...... جونز نے جواب دیا تو شاگل پہلے چند لمحوں تک تو بت بنا بیٹھا رہا پھر اس طرح اچھلا جیسے کرسی میں اچانک طاقتور الیکٹرک کرنٹ آ گیا ہو۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ لاش کو پاکیشیا لے جایا گیا ہے۔ کیوں''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''چیف۔ اس لارا کی وصیت تھی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کو اس کے آبائی وطن پاکیشیا میں ہی دفن کیا جائے''...... جونز نے جواب دیا۔

''اوہ۔ مگر لاش کو کون لے گیا ہے۔ کیا اس کا کوئی رشتہ دار اس کے ساتھ رہتا تھا''...... شاگل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ ایک آدمی گراہم اس کے تابوت کے ساتھ گیا ہے۔ لارا نے اپنی وصیت ایک کورٹ کے حوالے کر رکھی تھی۔ اس کورٹ نے ساری کارروائی کی ہے اور گراہم بھی اس کورٹ کا ہی آدمی ہے''...... جونز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہلاک کیسے ہوئی تھی وہ۔ کیا تمہارے لگائے ہوئے زخموں کی وجہ سے۔ پھر تو تمہارے خلاف قتل کا کیس بن جائے گا''۔ شاگل نے کہا۔

''نو چیف۔ ایسا نہیں ہے۔ میرے لگائے ہوئے زخموں کی وجہ سے اس کی موت نہیں ہوئی۔ وہ ہسپتال سے اغوا کی گئی تھی۔ پھر اس کی لاش سامنے آئی۔ ڈاکٹروں نے چیک کیا تو اس کا ہارٹ فیل ہوا تھا۔ میرے خلاف وہی معمولی زخمی کرنے کا کیس تھا جو اب اس کی موت کے بعد ویسے ہی ختم ہو جائے گا''...... جونز نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو اچھا ہو گیا کہ ہمارا مقصد قدرت نے پورا کر دیا۔ اوکے۔ اب میں مطمئن ہوں''...... شاگل نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''اب لاش تو کچھ بتانے سے رہی''...... شاگل نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے آتے ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر کے اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ اسٹار ٹریڈنگ کمپنی''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''شاگل بول رہا ہوں کافرستان سے''...... شاگل نے اپنا تعارف کرائے بغیر صرف اپنا نام لیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ شنکر بول رہا ہوں جناب''...... اس بار دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تمہارا فون محفوظ ہے نا''...... شاگل نے کہا۔ شنکر پاکیشیا میں اس کا خصوصی ایجنٹ تھا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''عمران کی کیا پوزیشن ہے''...... شاگل نے پوچھا۔

''اس کا زیادہ تر وقت اپنے فلیٹ میں ہی گزرتا ہے جناب''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ایک لڑکی کی لاش چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ایکریمیا سے پاکیشیا پہنچی ہے۔ عمران نے تو اسے ایئر پورٹ سے وصول نہیں کیا''...... شاگل نے کہا۔

''نو سر۔ ایسی کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ ہم مسلسل عمران کو نظروں میں رکھے ہوئے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے اور اس نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

عمران رانا ہاؤس کے ایک کمرے میں داخل ہوا تو وہاں بیڈ پر شاہینہ لارا پشت کے بل لیٹی ہوئی تھی لیکن اس کے چہرے کی رنگت بتا رہی تھی کہ وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے۔

''اسے ہوش میں لے آؤ جوزف''...... عمران نے اپنے ساتھ کھڑے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے جوزف کو ایسے معاملات میں ہر کام کی باقاعدہ ٹریننگ دے رکھی تھی اور یہی وجہ تھی کہ جوزف کا انداز تجربہ کار ڈاکٹروں جیسا تھا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک انجکشن اٹھایا اور پھر الماری بند کر کے وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی شاہینہ لارا کی طرف بڑھا اور اس نے انجکشن کی سوئی پر موجود کیپ ہٹائی اور سوئی شاہینہ لارا کے بازو میں اتار دی اور سرنج میں نارنجی رنگ کا

محلول آہستہ آہستہ انجیکٹ کرنا شروع کر دیا۔ جب سرنج خالی ہو گئی تو اس نے سوئی کو کھینچ کر باہر نکالا۔ اس پر کیپ لگا کر اسے مخصوص انداز میں توڑا اور پھر ایک سائیڈ پر موجود باسکٹ میں اچھال دیا۔

''جب یہ پوری طرح ہوش میں آ جائے تو اسے سپیشل روم میں لے آنا''...... عمران نے چند لمحے بغور شاہینہ لارا کی حالت دیکھنے کے بعد جوزف سے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ برآمدے میں جوانا موجود تھا۔

''یہ تابوت ایکریمیا سے بھجوایا گیا ہے ماسٹر لیکن یہ لڑکی تو ایشیائی لگتی ہے''...... جوانا نے کہا۔

''اس کا آبائی وطن پاکیشیا ہے لیکن اس کے بچپن میں ہی اس کے والدین اس سمیت ایکریمیا شفٹ ہو گئے تھے۔ ہمارے لئے ایک مشن میں یہ بے حد مفید ثابت ہو سکتی ہے اور یہ مشن کافرستان میں ہے جبکہ کافرستان والے اسے اس لئے فوری ہلاک کرنا چاہتے تھے کہ یہ ہماری رہنمائی نہ کر سکے اس لئے اسے اس حالت میں یہاں لانا پڑا ہے تاکہ کافرستان والے بھی مطمئن ہو جائیں اور ہمارا کام بھی نہ رکے''...... عمران نے سپیشل روم کی طرف بڑھتے ہوئے جوانا کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ماسٹر۔ کیا اس مشن میں کسی طرح میں بھی شامل نہیں ہو سکتا''۔

جوانا نے کہا۔

''شامل تو ہو سکتے ہو لیکن پھر تمہیں خود ہی شکایت ہونی ہے کہ مجھ سے کوئی کام نہیں لیا جا رہا۔ جوزف تو جنگل میں جا کر ہیرو بن جاتا ہے لیکن تم کیا کرو گے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا یہ مشن کسی جنگل میں مکمل ہونا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''ابھی تو کچھ معلوم نہیں ہے۔ میں نے تو ویسے ہی مثال دی ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں غور کروں گا کہ تمہارے لئے بھی اس ڈرامے میں کوئی سپیشل کردار نکل سکے''...... عمران نے کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا جبکہ جوانا باہر ہی رک گیا تھا۔ عمران صوفے پر بیٹھ گیا۔ پھر تقریباً بیس پچیس منٹ بعد دروازہ کھلا اور شاہینہ لارا اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے جوزف تھا۔

''یہ۔ یہ کیا ہے عمران صاحب۔ یہ سب کیا ہے۔ مجھے لاش کی صورت میں پاکیشیا لایا گیا ہے۔ کیوں۔ کیا مطلب''...... شاہینہ لارا نے عمران کو دیکھتے ہی جو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تھا، چیختے ہوئے کہا۔

''اطمینان سے میری بات سن لو۔ آپ کی جان بچانے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کو واپس ایکریمیا بھی بھجوایا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو شاہینہ لارا کا غصے سے بگڑا ہوا چہرہ آہستہ آہستہ نارمل ہوتا چلا گیا۔

''اتنا طویل سفر میں نے کیا ہے اور مجھے معلوم ہی نہیں۔ یہ

سب کچھ کیسے ممکن ہو گیا۔ مجھے تو اب تک یقین ہی نہیں آ رہا کہ میں پاکیشیا میں ہوں''...... شاہینہ لارا نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پھر کیسے یقین دلایا جوزف نے''...... عمران نے اس کے عقب میں موجود جوزف کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''حیرت انگیز انداز میں۔ اس نے مجھے کہا کہ میں فون کر کے انکوائری کا نمبر ڈائل کروں اور معلوم کر لوں اور مجھے بتایا گیا کہ یہ پاکیشیا ہے اور میں اس وقت پاکیشیا کے دارالحکومت میں موجود ہوں۔ انکوائری آپریٹر نے یہ سمجھا کہ شاید یہاں میری زبان سمجھنے والا کوئی نہیں ہے''...... شاہینہ لارا نے کہا۔

''ہاٹ کافی لے آؤ جوزف۔ مس شاہینہ لارا کو اس وقت اس کی ضرورت ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''یہ دونوں حبشی کون ہیں۔ یہ کس کی جگہ ہے۔ یہ سب کیا ہے۔ پلیز مجھے تفصیل سے بتائیں۔ پہلے مجھے ایکریمیا میں بتایا گیا تھا کہ چونکہ آپ نے مجھے کال کی ہے اور آپ دنیا کے خطرناک ترین آدمی ہی۔ پھر آپ کی اس کال کی وجہ سے مجھے سروس سے اس طرح علیحدہ کر دیا گیا جیسے مکھن سے بال نکال دیا جائے۔ پھر وہ آدمی جونز آ گیا۔ اس نے مجھ پر تشدد کیا اور میں بے ہوش ہو گئی۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک دوسرے آدمی گراہم کے ساتھ کسی

اجنبی جگہ موجود تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ آپ کا آدمی ہے اور وہ مجھے پاکیشیا بھجوانا چاہتا ہے لیکن جب میں نے صاف انکار کر دیا تو مجھے پھر بے ہوش کر دیا گیا اور اب ہوش آیا ہے تو آپ میرے سامنے موجود ہیں اور مجھے بتا رہے ہیں کہ میں پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہوں۔ یہ سب کیا ہے۔ میں بے ہوشی کے عالم میں اتنا طویل سفر کر کے یہاں کیسے پہنچ گئی''...... شاہینہ لارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی جوزف اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک وائرلیس فون پیس تھا۔

''سلیمان کی کال ہے باس''...... جوزف نے کہا اور فون پیس عمران کے ہاتھ میں دے کر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

''یس۔ کیا بات ہے سلیمان۔ کیوں کال کی ہے''...... عمران نے فون کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ سرداور آپ سے انتہائی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اچھا''...... عمران نے کہا اور کال آف کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... چند لمحوں بعد سرداور کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو سامنے صوفے پر بیٹھی ہوئی شاہینہ لارا کے چہرے پر حیرت بھری مسکراہٹ رینگنے لگی۔

’’عمران بیٹے۔ میں نے اس لئے کال کی ہے کہ ڈاکٹر کارلس نے تمام حساب کتاب لگا کر بتایا ہے کہ ہمارا مطلوبہ اسٹیشن کافرستان کے معروف ساندر جنگل کے اندر کہیں موجود ہے‘‘...... سرداور نے کہا۔

’’وہ کنفرم ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہاں۔ وہ سو فیصد کنفرم ہیں‘‘...... سرداور نے کہا۔

’’اوکے۔ شکریہ۔ اللہ حافظ‘‘...... عمران نے کہا اور فون آف کر دیا۔ اسی لمحے جوزف ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں ہاٹ کافی کی پیالیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک پیالی شاہینہ لارا اور دوسری عمران کے سامنے رکھی اور پھر عمران سے فون پیس لیا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔

’’کیا یہ حبشی آپ کے ملازم ہیں‘‘...... شاہینہ لارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ہم ایک دوسرے کے ملازم ہیں۔ بس باریاں بدلتی رہتی ہیں‘‘۔ عمران نے ہاٹ کافی کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

’’باریاں۔ کیا مطلب‘‘...... شاہینہ لارا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ایک ہفتہ میں ان کا آقا اور یہ میرے ملازم ہوتے ہیں۔ دوسرے ہفتے ان میں سے ایک آقا اور مجھ سمیت دوسرا اس کے ملازم ہوتے ہیں۔ اس طرح باریاں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ آج خوش قسمتی سے میرے آقا بننے کی باری ہے ورنہ تمہیں یہاں یہ سارا منظر الٹا نظر آ رہا ہوتا‘‘...... عمران نے جواب دیا تو شاہینہ لارا بے اختیار ہنس پڑی۔

’’آپ جس طرح کی دلچسپ باتیں کرتے ہیں اس سے مجھے ان لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جو آپ کو خطرناک آدمی قرار دیتے ہیں‘‘...... شاہینہ لارا نے کافی کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

’’غیرت مند آدمی کو خطرناک کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی ناک ہر وقت خطرے میں رہتی ہے‘‘...... عمران نے جواب دیا تو شاہینہ لارا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

’’آپ نے بتایا نہیں کہ میں بے ہوشی کے عالم میں اس قدر طویل سفر کر کے کیسے ایکریمیا سے پاکیشیا پہنچ گئی‘‘...... شاہینہ لارا نے کہا اور پھر جب عمران نے اسے تابوت میں بند ہو کر یہاں پہنچنے کی تفصیل بتائی تو حیرت کی شدت سے شاہینہ لارا کا چہرہ بگڑ سا گیا۔

’’تابوت میں بند ہو کر اور میری ڈیتھ کا باقاعدہ سرٹیفکیٹ جاری کیا گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے اور کیوں ایسا کیا گیا ہے‘‘...... شاہینہ لارا نے ایک بار پھر چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’تاکہ آپ کو اصل موت سے تابوت کی صورت میں بچایا جا سکے‘‘...... عمران نے کہا تو شاہینہ لارا ایک بار پھر چونک پڑی۔

’’کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ مجھے قتل کیا جا رہا تھا‘‘...... شاہینہ لارا

نے کہا۔

''ہاں۔ وہ آدمی جونز کافرستان کا ایجنٹ تھا اور انہیں خطرہ یہ تھا کہ آپ پاکیشیا پہنچ گئیں تو ان کے سارے راز اوپن ہو جائیں گے اس لئے وہ آپ کو ہرصورت میں ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ پھر آپ نے اپنی مرضی سے پاکیشیا آنے سے انکار کر دیا تھا اس لئے آپ کے تحفظ کے لئے یہ ساری کارروائی کرنا پڑی اور کافرستان کو یہ کنفرم کرا دیا گیا کہ آپ ہلاک ہو چکی ہیں اور آپ کی وصیت تھی کہ آپ کو مرنے کے بعد آپ کے آبائی وطن پاکیشیا پہنچایا جائے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ سب آپ نے کیوں کیا۔ آپ کو مجھ سے کیا دلچسپی ہے''...... شاہینہ لارا نے اس بار قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔

''پلیز ایسی باتیں نہ کریں جس سے میرا سر ٹوٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ آپ کا سر ٹوٹنے کا کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... شاہینہ لارا نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''اماں بی اب بھی بڑی سخت مزاج اماں بی ہیں۔ خاص طور پر لڑکیوں کے معاملے میں۔ ایسی جوتیاں مارتی ہیں کہ سر ٹوٹ سکتا ہے جوتیاں نہیں''...... عمران نے جواب دیا تو شاہینہ لارا بے اختیار ہنس پڑی۔

''تو آپ اتنے بڑے ہو کر ابھی تک اماں بی سے جوتیاں

کھاتے ہیں۔ حیرت ہے''...... شاہینہ لارا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں آپ کے لئے تو بڑا ہو سکتا ہوں لیکن اماں بی کے سامنے میں کہاں سے بڑا ہو گیا اور پھر اماں بی کی جوتیاں کھانا تو میرے لئے اعزاز ہے۔ میرے ذہن کے تمام سوئے ہوئے سیلز ان کی جوتیوں سے ہڑبڑا کر بیدار ہو جاتے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کمال ہے۔ ایسی اخلاقیات تو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ حیرت ہے۔ بہرحال آپ کی بات کا مطلب یہ نکلا کہ آپ مجھ میں دلچسپی نہیں لے رہے یا دوسرے لفظوں میں اگر لے بھی رہے ہوں تو اماں بی کے ڈر سے آپ اس کا اظہار نہیں کر سکتے تو پھر آپ نے مجھے اس انداز میں یہاں کیوں بلوایا ہے''...... شاہینہ لارا نے کہا۔

''تاکہ آپ کو قتل ہونے سے بچایا جا سکے۔ آپ اگر واپس ایکریمیا جانا چاہتی ہیں تو جا سکتی ہیں۔ آپ کے جانے کے تمام اخراجات بھی ہم ادا کریں گے اور اگر چاہیں تو آپ کا چہرہ اس انداز میں بدل دیا جائے گا کہ آپ اپنے آپ کو بھی بطور شاہینہ لارا نہ پہچان سکیں گی تاکہ آپ کے دشمن بھی آپ کو نہ پہچان سکیں اور اگر آپ اب بھی اپنے آپ کو پاکیشیا کی بیٹی سمجھتی ہیں تو پھر اگر آپ چاہیں تو پاکیشیا کی گراں قدر خدمت بھی کر سکتی ہیں۔ فیصلہ آپ نے خود کرنا ہے اور آپ پر کوئی جبر نہیں ہو گا''...... عمران نے اس

بار سنجیدہ لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"میں پاکیشیا کی کیا خدمت کر سکتی ہوں"...... شاہینہ لارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کافرستان کا وہ سپیشل اسٹیشن جہاں آپ نے کام کیا ہے اس سپیشل اسٹیشن سے پاکیشیا کے دو خلائی سیاروں کی مخصوص مشینری پر مخصوص ریز فائر کر کے مشینری کو جام کر دیا گیا ہے۔ ہم نے اس سپیشل اسٹیشن کو ہر صورت میں اور فوری طور پر تباہ کرنا ہے تا کہ پاکیشیا پر کافرستان قبضہ نہ کر سکے اور پاکیشیا اپنے دفاع سے محروم نہ ہو سکے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے۔ لیکن میں اس معاملے میں کیا مدد کر سکتی ہوں۔ ہمیں کافرستان کے دارالحکومت سے ایک فوجی ہیلی کاپٹر میں بٹھا کر وہاں لے جایا جاتا تھا اور اسی انداز میں واپسی ہوتی تھی اور بند ہیلی کاپٹر کی کھڑکیوں کے شیشے کلرڈ ہوتے تھے جن سے باہر کچھ نظر نہ آتا تھا اس لئے میں پاکیشیا کی کیا مدد کر سکتی ہوں"۔ شاہینہ لارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے وہاں کام کرتے ہوئے بہرحال اس علاقے کا نام تو کسی نہ کسی انداز میں سنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ایک بار ماروتی کا نام سنا تھا۔ میرے پوچھنے پر کہ کیا کسی کافرستانی لڑکی کا نام ہے تو مجھے بتایا گیا کہ جس علاقے میں سپیشل اسٹیشن بنایا جا رہا ہے اس علاقے کا نام ماروتی ہے اور

یہ انتہائی خوفناک اور گھنے جنگل میں واقع ہے۔ بس اتنا مجھے معلوم ہے"...... شاہینہ لارا نے کہا۔

"آپ اس سپیشل اسٹیشن کا اندرونی نقشہ تو تیار کر کے دے سکتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"بظاہر تو دے سکتی ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا میں وہاں جا کر تو کر سکتی ہوں یہاں بیٹھ کر نہیں کر سکتی کیونکہ ہماری کمپنی کا شروع سے اصول ہے کہ جہاں ہم مشن مکمل کرتے ہیں وہاں کا سارا نقشہ واپسی سے پہلے ہمارے ذہنوں سے واش کر دیا جاتا ہے۔ ہماری کمپنی نے اس کام کے لئے بڑے بڑے ماہرین رکھے ہوئے ہیں۔ جب ہم مشن مکمل کر کے واپس جاتے ہیں تو ہمیں ایک علیحدہ کمرے میں اس ماہر کے سامنے بٹھا دیا جاتا ہے اور پھر اس ماہر کی آنکھیں کسی جن بھوت کی آنکھوں کی طرح پھیلتی جاتی ہیں اور جب یہ آنکھیں سکڑتی ہیں تو ہمیں وہ سب کچھ بھول چکا ہوتا ہے جو ہمیں اس مشن کے بارے میں معلوم ہوتا ہے"۔ شاہینہ لارا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ شاہینہ لارا درست کہہ رہی ہے۔ ویسے بھی اسے معلوم تھا کہ ایسے خفیہ حکومتی پراجیکٹس کے بارے میں ایسی تدابیر اکثر کی جاتی ہیں۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ اگر اس علاقے میں جائیں تو آپ کو سب کچھ یاد آ جائے گا"...... عمران نے کہا۔

”مجھے تو معلوم نہیں کہ ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ البتہ مجھے اتنا تو ضرور یاد ہے کہ جہاں ہیلی کاپٹر لینڈ کرتا تھا اور ہم جب ہیلی کاپٹر سے باہر آتے تھے تو دور دور تک پھیلا ہوا انتہائی گھنا جنگل نظر آتا تھا اور بس۔ پھر مجھے یہ بھی یاد ہے کہ وہاں ایک سرخ پھولوں والا بڑا چھتناور درخت تھا۔ ہم ہیلی کاپٹر سے اتر کر اس درخت کی طرف جاتے تھے اور بس۔ اس کے بعد کچھ یاد نہیں ہے“۔ شاہینہ لارا نے آنکھیں بند کر کے بولتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گیا۔ اگر آپ کو اس پھولوں والے چھتناور درخت تک لے جایا جائے تو آپ کے ذہن میں واش کی گئی یادداشت دوبارہ لوٹ آئے گی اس لئے اب آپ فیصلہ کر سکتی ہیں کہ آپ پاکیشیا کی سلامتی کے لئے ہمارے ساتھ وہاں جائیں گی یا نہیں اور دوبارہ دوہرا دیتا ہوں کہ آپ پر کوئی جبر نہیں ہے۔ آپ اگر خوش دلی سے پاکیشیا کی مدد کرنا چاہتی ہیں تو آپ کی مدد حاصل کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ مدد نہیں کرنا چاہتیں تو پھر کھل کر بتا دیں۔ آپ کو واپس ایکریمیا یا کسی بھی دوسرے ملک جہاں آپ چاہیں آپ کو بھجوایا جا سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”اگر میں نے آپ کی مدد کی تو مجھے کیا کرنا ہو گا اور اس میں کیا کیا خطرات ہیں“...... شاہینہ لارا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”آپ کرپشن رپورٹر نازیہ کو جانتی ہیں“...... عمران نے کہا تو

شاہینہ لارا بے اختیار اچھل پڑی۔

”ہاں۔ ہاں۔ بہت اچھی طرح۔ وہ بے حد بہادر، نڈر اور نفیس لڑکی ہے۔ میری اس سے ایکریمیا میں بھی ملاقات ہو چکی ہے۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں“...... شاہینہ لارا نے اچھلتے ہوئے کہا۔

”نازیہ ہماری ساتھی صالحہ کی دوست ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ آپ نے رفیق حیات سے ملاقات کی اور پھر رفیق حیات سے ہمیں معلوم ہوا کہ یہ پرزہ ایسے اسپیشل اسٹیشن میں کام کرتا ہے جس سے خلائی سیاروں پر ریز فائر کی جا سکتی ہیں اور نازیہ نے ازخود آفر کی ہے کہ وہ اس اسٹیشن کے خلاف کام کرنے کے لئے ہمارا ساتھ دے گی۔ اگر آپ پاکیشیا کے لئے کام کریں گی تو نازیہ اور صالحہ کے ساتھ مل کر آپ کو کام کرنا ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”کیسا کام“...... شاہینہ لارا نے کہا۔

”صالحہ کا تعلق پاکیشیا کی خفیہ ایجنسی سے ہے۔ آپ تینوں کا گروپ ہو گا۔ اس طرح آپ اجنبیت محسوس نہیں کریں گی۔ ہمیں اس ماروتی علاقے میں پہنچ کر اس اسٹیشن کو تباہ کرنا ہے اور ہمارے پاس وقت بالکل نہیں ہے۔ ہمیں فوری کام کرنا ہو گا۔ آپ ہاں یا ناں میں جواب دیں“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ایک شرط پر کام کرنے کے لئے تیار ہوں“۔ شاہینہ لارا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

‘‘میں شرطوں کا قائل نہیں ہوں مس شاہینہ لارا۔ ملک کے مفاد کے لئے کام کرنے کے لئے شرطیں نہیں لگائی جاتیں’’...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

‘‘میرا مطلب تھا کہ اس مشن کے بعد میرا کیا ہو گا۔ کیا آپ مجھے پاکیشیا کی شہریت دلا دیں گے اور یہاں جاب بھی’’...... شاہینہ لارا نے کہا۔

‘‘اگر آپ پاکیشیا کے مفاد میں کام کریں گی تو پاکیشیا آپ کے لئے وہ سب کچھ کرے گا جو آپ کے تصور میں بھی نہ ہو گا’’۔ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

‘‘پھر میں حاضر ہوں’’...... شاہینہ لارا نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

‘‘ایک بات اور بتا دوں اور وہ یہ کہ اس مشن میں آپ کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے کیونکہ آپ پکنک منانے نہیں جا رہیں۔ کافرستان کی تمام ایجنسیاں اور حکومت ہمارے خلاف کام کرے گی’’...... عمران نے کہا۔

‘‘آپ ساتھ جائیں گے’’...... شاہینہ لارا نے عمران کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

‘‘یہ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں’’...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

‘‘اگر آپ ساتھ جائیں گے تو میں بھی جاؤں گی اور دوسری بات یہ کہ اب آپ مجھے آپ نہیں کہیں گے۔ مجھے اس لفظ سے

تکلف کا احساس ہوتا ہے’’...... شاہینہ لارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

‘‘او کے۔ پھر تم یہیں آرام کرو۔ جوزف اور جوانا تمہارا خیال رکھیں گے’’...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو شاہینہ لارا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

‘‘آپ کہاں جا رہے ہیں’’...... شاہینہ لارا نے اٹھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

‘‘اپنے فلیٹ میں’’...... عمران نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

‘‘کیا میں وہاں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی’’...... شاہینہ لارا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

‘‘یہ ایکریمیا نہیں پاکیشیا ہے۔ دوسرا وہی سر ٹوٹنے والی بات جو یقینی ہے۔ ویسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جوزف اور جوانا دونوں بہت اچھے میزبان ہیں’’...... عمران نے کہا اور باہر برآمدے میں آ گیا۔ وہاں جوزف اور جوانا دونوں موجود تھے۔

‘‘مس شاہینہ لارا ہماری معزز مہمان ہیں اور تم دونوں اچھے میزبان ہو اس لئے مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں’’...... عمران نے دونوں سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کی کار موجود تھی اور شاہینہ لارا کمرے کے دروازے پر کھڑی حیرت بھری نظروں سے اسے جاتے دیکھتی رہی۔

کافرستان کی قومی سلامتی کے مشیر کرنل کرشن اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل دیکھنے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فائل سے سر اٹھایا۔ وہ ایک لمحے تک غور سے فون سیٹ کو اس طرح دیکھتے رہے جیسے فون سیٹ کو شناخت کر رہے ہوں اور پھر انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''کرنل کرشن بول رہا ہوں''...... کرنل کرشن نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل رمیش بات کرنا چاہتے ہیں''۔ دوسری طرف سے ان کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو کرنل کرشن بے اختیار چونک پڑا۔

''کراؤ بات''...... کرنل کرشن نے کہا۔

''ہیلو۔ کرنل رمیش بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل رمیش کی آواز سنائی دی۔ کرنل رمیش ابھی چند ماہ پہلے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف مقرر ہوئے تھے اور ان کی اس تقرری کے پیچھے کرنل کرشن کا ہی ہاتھ تھا کیونکہ دونوں نہ صرف سکول فیلو تھے بلکہ کالج فیلو بھی تھے اور دونوں کے خاندانوں میں رشتہ داری بھی موجود تھی اس لئے دونوں ایک دوسرے کا نہ صرف خیال رکھتے تھے بلکہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں بھی باقاعدہ شریک ہوتے تھے۔

''کیا ہو رہا ہے کرنل رمیش۔ کوئی خاص بات جو یہاں فون کیا ہے''...... کرنل کرشن نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''ایک خاص بات میرے نوٹس میں آئی ہے۔ میں نے سوچا کہ تم سے کھل کر بات کر لوں۔ تم ملٹری کلب آ جاؤ کیونکہ فون پر بات نہیں ہو سکتی''...... کرنل رمیش نے بھی اسی طرح بے تکلفانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم وہیں سے فون کر رہے ہو''...... کرنل کرشن نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں ابھی یہاں پہنچا ہوں''...... کرنل رمیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں''...... کرنل کرشن نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں رکھا اور دراز بند کر کے اور اسے تالا لگا کر اس نے انٹرکام کا

رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"گنیش ڈرائیور سے کہو کہ کار تیار کرے"...... کرنل کرشن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر چند منٹ بعد وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی سٹاف کار ملٹری کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ملٹری کلب میں ایک سائیڈ پر ایسے کمرے بنے ہوئے تھے جن کو ہر لحاظ سے ساؤنڈ پروف بھی بنایا گیا تھا اور ان میں ایسے آلات بھی نصب تھے کہ باہر سے کسی طرح بھی کمرے کے اندر ہونے والی گفتگو کو نہ سنا جا سکتا تھا اور نہ ہی ٹیپ کیا جا سکتا تھا۔ کرنل رمیش نے اس کا استقبال کیا اور پھر وہ اسے ساتھ لئے ایک ایسے ہی کمرے میں آ گیا۔

"ایسی کیا بات ہے رمیش کہ تم اس قدر پراسرار بن رہے ہو"...... کرنل کرشن نے کمرے کے اندر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ کرنل رمیش اس کی بات کا جواب دیتا کمرے کا دروازہ کھلا اور باوردی ویٹر ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں ایک شراب کی بوتل اور دو گلاس موجود تھے۔ ویٹر نے بڑے مؤدبانہ انداز میں شراب کی بوتل اور گلاس میز پر رکھ اور خالی ٹرے اٹھائے وہ واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا تو کرنل رمیش

نے اٹھ کر دروازہ اندر سے لاک کیا اور پھر سائیڈ دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر موجود سرخ رنگ کا بٹن آن کر دیا۔ اس بٹن کے آن ہوتے ہی کمرہ مکمل طور پر محفوظ ہو گیا تھا۔ کرنل کرشن اس دوران بوتل کھول کر دونوں گلاس آدھے آدھے شراب سے بھر چکا تھا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا مسئلہ ہے"...... کرنل کرشن نے کہا۔

"ماروتی سپیشل اسٹیشن پر تمہیں معلوم ہے کہ سوجام تک کا علاقہ صدر صاحب نے ملٹری انٹیلی جنس کے حوالے کیا ہے۔ اس کے بعد سیکرٹ سروس کا ایریا ہے"...... کرنل رمیش نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ کیا سیکرٹ سروس نے تمہارے علاقے میں کوئی مداخلت کی ہے"...... کرنل کرشن نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مجھے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق اس خلائی اسٹیشن میں مشینری کی تنصیب ایکریمیا کی ایک ایسی فرم کو دی گئی تھی جس میں ایک انجینئر لڑکی لارا بھی کام کرتی تھی اور لارا پاکیشیائی نژاد تھی۔ اس کے ماں باپ اس کے بچپن میں ہی ایکریمیا شفٹ ہو گئے تھے۔ اسٹیشن کا ایک پرزہ خراب ہو گیا اور وہ کسی جگہ سے بھی نہ مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا کہ یہ پرزہ اس کمپنی کے پاکیشیائی سٹاکسٹ کے پاس ہے۔ یہ انجینئر لڑکی لارا وہ پرزہ لینے اس لئے پاکیشیا گئی کہ پرزے کے ساتھ ساتھ وہ اپنا آبائی وطن دیکھ لے گی۔ وہاں اس کی ملاقات پاکیشیا کے

خطرناک ایجنٹ علی عمران سے ہو گئی‘‘...... کرنل رمیش نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو علی عمران کا نام سن کر کرنل کرشن بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ وہ طویل عرصے سے قومی سلامتی کا مشیر تھا اور وہ کافرستان کے صدر کی طرح عمران اور سیکرٹ سروس کے کارناموں سے اچھی طرح واقف تھا جبکہ کرنل رمیش ابھی چند ماہ پہلے ملٹری انٹیلی جنس کا چیف مقرر ہوا تھا اس لئے شاید وہ عمران کے بارے میں اس قدر نہ جانتا تھا۔

’’اوہ۔ تو یہ بڑی اہم بات ہے۔ پھر‘‘...... کرنل کرشن کے لہجے میں دلچسپی کا عنصر نمایاں ہو گیا تھا۔ شاید یہ دلچسپی عمران کے نام کی وجہ سے اس کے لہجے میں نمودار ہوئی تھی۔

’’ہاں۔ بے حد اہم کیونکہ میں نے ملٹری انٹیلی جنس کا چیف بننے کے بعد کئی فائلوں کا مطالعہ کیا ہے اور مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کس قدر خطرناک ہیں۔ کافرستان سیکرٹ سروس آج تک اس کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکی‘‘...... کرنل رمیش نے کہا۔

’’تم اصل بات بتاؤ جس کے لئے تم مجھے یہاں لائے ہو‘‘۔ کرنل کرشن نے کہا۔

’’میں نے اس پر اپنے ایجنٹس کی ڈیوٹیاں لگائیں۔ ایکریمیا کے دارالحکومت میں بھی ملٹری انٹیلی جنس کے ایجنٹس موجود ہیں اور پاکیشیا میں بھی۔ پھر مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس نے مجھے حیران کر دیا ہے‘‘...... کرنل رمیش نے کہا۔

’’کیا رپورٹ ملی ہے‘‘...... کرنل کرشن نے چونک کر کہا۔

’’لارا جب پاکیشیا گئی تو اس کی عمران سے ملاقات وہاں ایک ہوٹل میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد سپیشل اسٹیشن میں کام سے فارغ ہو کر جب لارا واپس ولنگٹن پہنچی تو وہاں اسے پاکیشیا سے عمران کی کال ملی۔ گو لارا نے کچھ بتانے سے انکار کر دیا لیکن اس کے بعد واقعات میں حیرت انگیز تبدیلیاں ہوئیں‘‘...... کرنل رمیش نے کہا۔

’’کیا تبدیلیاں ہوئیں‘‘...... کرنل کرشن کے لہجے میں دلچسپی کا عنصر مزید بڑھ گیا۔

’’عمران کی کال کے بعد لارا کو فوری طور پر سروس سے برطرف کر دیا گیا۔ اس کے بعد کافرستان سیکرٹ سروس کے ایجنٹ جونز نے اسے گھیر لیا۔ اس پر قاتلانہ حملہ کیا لیکن پھر جونز اور لارا دونوں بے ہوش ہو گئے یا کر دیئے گئے۔ اس کے بعد لارا کو اسی بے ہوشی کے عالم میں اغوا کر لیا گیا اور اسے مردہ قرار دے کر تابوت میں بند کر کے پاکیشیا بھجوا دیا گیا۔ اس کی موت کا جعلی سرٹیفکیٹ جاری کر دیا گیا اور یہ سارا کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ گراہم نے کیا جبکہ یہاں سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو یہی رپورٹ دی گئی کہ لارا ہارٹ اٹیک سے ہلاک ہو گئی ہے اور اس کا تابوت اس کی وصیت کے مطابق پاکیشیا بھجوایا گیا ہے اور شاگل مطمئن ہو کر بیٹھ گیا۔ مگر‘‘...... کرنل رمیش نے کہا اور پھر مگر کہہ کر خاموش ہو گیا۔

''مگر کیا''...... کرنل کرشن نے کہا۔

''مگر لارا نہ صرف زندہ تھی بلکہ پاکیشیا ایئر پورٹ پر عمران کے دو حبشی ساتھیوں نے اسے وصول کیا اور اسے اس رانا ہاؤس میں لے جایا گیا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ عمران کے کسی دوست جاگیردار کی محل نما کوٹھی ہے اور عمران اکثر وہاں آتا جاتا رہتا ہے''...... کرنل رمیش نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ لارا زندہ ہے۔ ہلاک نہیں ہوئی''۔ کرنل کرشن نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات کنفرم ہے کہ وہ زندہ ہے کیونکہ میرے آدمیوں نے اس حبشی جوزف کو دیکھا ہے کہ وہ بازار سے ایسے کھانے پینے کا سامان خرید رہا تھا جو ایکریمیا اور یورپ میں رہنے والے افراد کھانے کے عادی ہوتے ہیں''...... کرنل رمیش نے کہا۔

''لیکن اس میں آخر اہمیت کیا ہے۔ شاگل کو غلط اطلاع ملی ہو گی اور تمہیں صحیح اطلاع مل گئی لیکن فرق کیا پڑا۔ اہمیت کس چیز کی ہے''...... کرنل کرشن نے کہا۔

''اہمیت اس بات کی ہے کرنل کرشن کہ لارا اس سپیشل اسٹیشن میں طویل عرصے تک کام کرتی رہی ہے۔ گو ان کو سوجام سے سپیشل اسٹیشن تک ایسے ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہنچایا جاتا تھا جس کے شیشے کلرڈ تھے جس سے باہر نہ دیکھا جا سکتا تھا لیکن ہیلی کاپٹر سے اترنے کے بعد انہیں گھنے جنگل اور دلدل ہی دکھائی دیتی ہو گی۔

پھر اسٹیشن میں داخل ہونے کا خفیہ راستہ ایک درخت کی جڑ میں رکھا گیا تھا اور جڑ میں تین بار مخصوص انداز میں ٹھوکر مارنے پر زمین پھٹتی ہے اور راستہ سپیشل اسٹیشن میں جاتا ہے۔ یہ بھی اس عمران کو لارا سے معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ سپیشل اسٹیشن کا اندرونی نقشہ بھی بنا کر عمران کو دے سکتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لارا نے وہاں کام کرنے والے چھوٹے درجے کے کسی ٹیکنیشن سے بیرونی حالات کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں۔ یہ ٹیکنیشن زمینی راستوں سے ہی اسٹیشن میں آتے جاتے تھے''۔ کرنل رمیش نے کہا۔

''اس سے کیا فرق پڑے گا۔ پورے کافرستان میں سیکرٹ سروس ان لوگوں کو ہلاک کرنے کے لئے الرٹ ہے۔ وہ مکھی مچھر تو نہیں ہیں۔ جیتے جاگتے انسان ہیں یا ان کے پاس سلیمانی ٹوپیاں تو نہیں ہیں کہ وہ سلیمانی ٹوپیاں پہن کر کسی کی نظروں میں آئے بغیر اسٹیشن کے اندر داخل ہو جائیں گے۔ پھر اسٹیشن کے اندر اور باہر انتہائی سخت ترین انتظامات ہیں۔ تمہاری ٹیم گشت کرتی ہے۔ چیک پوسٹس بنی ہوئی ہیں۔ یہ سب جگہیں وہ کراس کر لیں گے۔ نہیں۔ وہ اس بار لازماً ہلاک ہوں گے۔ یہ میری پیشگوئی ہے۔ اسے لکھ لو''۔ کرنل کرشن نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''جو تم سوچ رہے ہو کرنل کرشن وہ بات نہیں ہے۔ تمہاری یہ

بات تو درست ہے کہ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہر صورت میں ہلاک ہونا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ کافرستان سیکرٹ سروس کے ہاتھوں نہیں بلکہ ملٹری انٹیلی جنس کے ہاتھوں ہلاک ہوں''...... کرنل رمیش نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل کرشن بے اختیار اچھل پڑا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ شاگل ان لوگوں کو تم تک پہنچنے دے گا تو وہ تمہارے ہاتھوں ہلاک ہوں گے''...... کرنل کرشن نے کہا۔

''اسی بات کے لئے تو میں تمہیں یہاں لایا ہوں۔ تم اس کام میں میری مدد کر سکتے ہو''...... کرنل رمیش نے کہا۔

''میں۔ وہ کیسے''...... کرنل کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس ساندر جنگل میں کسی بھی طرف سے داخل ہو، میرا مطلب ہے چاہے کاروش سے داخل ہو یا سرام سے اسے بہرحال سوجام پہنچنا پڑے گا اور سوجام میں کافرستان سیکرٹ سروس کا ہولڈ اور شاگل کا نمبر ٹو راجندر وہاں کا انچارج ہے اور کیپٹن راجندر بے حد لالچی طبیعت کا آدمی ہے۔ اگر تم اسے یہ کہہ دو کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہلاک کرنے کی بجائے آگے ہمارے علاقے میں آنے دے اور اس کے بدلے اسے تم اپنا نمبر ٹو بنانے کا وعدہ کرو تو وہ فوراً تیار ہو جائے گا''...... کرنل رمیش نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہ مجھے جانتا ہے اور تمہیں شاید معلوم نہیں کہ فوج

میں اسے بھرتی بھی میں نے ہی کرایا تھا اور پھر اس کی فرمائش پر میں نے اسے سیکرٹ سروس میں شفٹ کرا دیا لیکن وہ وہاں شاگل کے مزاج کی وجہ سے بے حد تنگ ہے۔ اگر میں اس سے وعدہ کر لوں کہ میں اسے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں بطور میجر ترقی دے کر ہیڈکوارٹر میں کسی سیکشن کا انچارج بنا دوں گا تو وہ فوراً مان جائے گا''...... کرنل کرشن نے کہا۔

''لیکن بات تو تم نے اس لارا سے شروع کی تھی اور ختم تم نے آ کر کیپٹن راجندر پر کی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا''...... کرنل کرشن نے کہا تو کرنل رمیش بے اختیار ہنس پڑا۔

''تو تم اب تک نہیں سمجھے۔ حیرت ہے۔ تم مجھ سے کہیں زیادہ ذہین آدمی ہو۔ میرا خیال تھا کہ تم سمجھ گئے ہو گے''...... کرنل رمیش نے ہنستے ہوئے کہا۔

''مجھے واقعی سمجھ نہیں آئی۔ کیا بات ہے''...... کرنل کرشن نے قدرے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ شاگل اور عمران دونوں لارا کے پیچھے کیوں پاگل ہو رہے ہیں۔ شاگل نے اسے ایکریمیا میں اس کی کمپنی کے چیف کو کہہ کر نوکری سے نکلوایا اور پھر اپنے آدمی جونز کے ذریعے اسے ہلاک کرانے کی کوشش کی جبکہ عمران نے اسے وہاں سے مردہ ظاہر کر کے پاکیشیا منگوا لیا اور وہ بھی ایکریمیا سے پاکیشیا تک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ

لارا سوجام تک پہنچنے کا ایک ایسا راستہ جانتی ہے جو اگر عمران کو معلوم ہو گیا تو وہ بغیر کسی مداخلت کے سوجام پہنچ جائے گا اور شاگل اور سیکرٹ سروس اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گی اس لئے میں نے ساری تفصیل بتانے کے بعد کہا ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً سوجام تک پہنچ جائیں گے۔ البتہ وہاں موجود کیپٹن راجندر ہمارے راستے میں رکاوٹ بن سکتا ہے اس لئے تم اسے راستے سے ہٹا دو۔ اس طرح عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سوجام سے آگے بڑھ کر ملٹری انٹیلی جنس کے ایریا میں داخل ہو جائیں گے اور پھر ہم آسانی سے انہیں شکار کر لیں گے‘‘..... کرنل رمیش نے تفصّل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

’’کون سا راستہ اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ لارا یہ راستہ جانتی ہے‘‘..... کرنل کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’تمہیں معلوم ہے کہ دریائے ساپی کافرستان دارالحکومت کے قریب سے گزرتا ہے اور پھر وہ مختلف شہروں سے گزرتا ہوا سوجام کے قریب گزرتا ہوا آگے بڑھ جاتا ہے اور آخرکار سمندر میں جا گرتا ہے‘‘..... کرنل رمیش نے کہا۔

’’ہاں۔ مگر اس دریا کے یہاں ذکر کا مطلب‘‘..... کرنل کرشن نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

’’لارا اور اس کے ساتھیوں کو اس دریا کے ذریعے سوجام پہنچایا جاتا تھا اور پھر سوجام سے ہیلی کاپٹر اسے سپیشل اسٹیشن تک پہنچا دیتا تھا اور دارالحکومت سے سوجام تک انہیں ایک بند لانچ کے ذریعے لایا جاتا تھا۔ یہ بند لانچ آج بھی دارالحکومت میں دریا کے کنارے پر بنے ہوئے سرکاری گھاٹ میں موجود ہے اور ایسے ہی خفیہ کاموں کے لئے وقف ہے۔ اگر لارا، عمران کو اس بند لانچ کے بارے میں بتا دے گی تو عمران لازماً اس بند لانچ کے ذریعے سوجام پہنچ جائے گا کیونکہ راستے میں جتنی بھی چیک پوسٹیں ہیں وہ عام لانچوں کو چیک کرتی ہیں لیکن بند لانچ کو چیک نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ سرکاری لانچ ہے‘‘..... کرنل رمیش نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

’’تمہارا مطلب ہے کہ لارا اس بارے میں عمران کو بتا دے گی اور عمران اس ذریعے سے جب سوجام پہنچ جائے تو کیپٹن راجندر انہیں ہلاک کرنے کی بجائے نظرانداز کر دے اور وہ سوجام سے آگے تمہارے علاقے میں داخل ہو جائیں اور تم انہیں ہلاک کر دو۔ اس طرح تمام کریڈٹ تمہیں ملے گا‘‘..... کرنل کرشن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اتنی طویل گفتگو کا اصل مقصد اب اس کی سمجھ میں آیا ہو لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح چمکا تو اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

’’کیا ہوا‘‘..... کرنل رمیش نے پوچھا۔

’’مجھے یاد آ گیا ہے کہ جناب صدر نے مجھے بتایا تھا کہ جو کمپنی یہ سپیشل اسٹیشن تیار کر رہی ہے اس کا طریقہ کار شروع سے ایسا ہے کہ وہ اس اسٹیشن کو خفیہ رکھنے کے لئے اس پر کام کرنے والے

ملازمین کی ایک ماہر ہپناٹزم کے ذریعے متعلقہ یادداشت واش کرا دیتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ایسا لارا کے واپس ایکریمیا جانے کے بعد کیا گیا ہو گا اس لئے لارا، عمران کو کچھ نہیں بتا سکتی۔ نہ اسے سپیشل اسٹیشن کے بارے میں کچھ یاد ہو گا اور نہ ہی دریائے ساپی اور بند لانچ کے بارے میں“...... کرنل کرشن نے کہا تو کرنل رمیش کا چمکتا ہوا چہرہ یکلخت بجھ سا گیا۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہماری اب تک کی ساری گفتگو کا کوئی فائدہ نہیں ہوا“...... کرنل رمیش نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

”اتنے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی خطرناک گروپ ہے۔ وہ لازماً سوجام پہنچ جائیں گے کسی بھی طریقے سے پہنچیں۔ بہرحال پہنچ جائیں گے۔ اگر سوجام میں کیپٹن راجندر انہیں نظرانداز کر دے تو تمہارا کام ہو سکتا ہے“...... کرنل کرشن نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم بہرحال کیپٹن راجندر کے سلسلے میں تو میری مدد کرو“...... کرنل رمیش نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ کام میرے ذمے رہا۔ تم فکر مت کرو۔ کیپٹن راجندر ان لوگوں کے راستے میں نہیں آئے گا۔ یہ میری ضمانت ہے“...... کرنل کرشن نے کہا تو کرنل رمیش نے اٹھ کر اسے باقاعدہ فوجی سیلوٹ کیا تو کرنل کرشن بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”بیٹھو“...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”گراہم کا فون تو نہیں آیا ولنگٹن سے“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں“...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تھوڑی دیر کے لئے لائبریری میں جا رہا ہوں۔ اگر اس دوران اس کا فون آ جائے تو اسے لائبریری میں شفٹ کر دینا“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”آپ نے لائبریری میں کیا دیکھنا ہے“...... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”یہ بات تو حتمی طور پر شاہینہ لارا سے معلوم ہو گئی ہے کہ سپیشل

اسٹیشن ماروتی نامی علاقے میں ہے اور یہ علاقہ کافرستان کے انتہائی گھنے جنگل کے اندر ہے اور وہاں آج بھی قدیم دور کی معاشرت رکھنے والے ایسے قبیلے موجود ہیں جن کے قدیم رسم و رواج آج بھی موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہاں جانے سے پہلے اس پورے علاقے کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر لی جائیں''...... عمران نے جواب دیا اور پھر بلیک زیرو کے سر ہلانے پر عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ اس علاقے کے بارے میں پڑھنے اور مخصوص تصاویر دیکھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران چونک پڑا۔ اسے خیال آیا کہ گراہم کی کال ہوگی اس لئے اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''لیس''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''گراہم کی کال ہے''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا تو اس کے کانوں میں ہلکی سی کلک کی آواز پڑی۔

''لیس''...... عمران نے ایک بار پھر مخصوص لہجے میں کہا۔

''گراہم بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے گراہم کی آواز سنائی دی۔

''لیس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے کہا۔

''چیف۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق لارا جس کمپنی میں کام کرتی رہی ہے اس کمپنی کے پاس تین ہپناٹزم کے ماہرین پینل میں شامل ہیں اور مس لارا پر اس پینل کے سب سے سینئر ماہر ڈاکٹر جرالڈ نے عمل کیا تھا''...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے ان کا فون نمبر معلوم کیا ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''لیس سر''...... گراہم نے جواب دیا اور ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتب پڑھنا شروع کر دی۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے اپنے سامنے موجود کتابیں اور نقشے اٹھا کر انہیں ان کی مخصوص جگہوں پر رکھا اور واپس آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

''ایک کپ چائے پلوا دو۔ پڑھ پڑھ کر دماغ خالی ہو گیا ہے''...... عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تو اب خالی دماغ میں آپ چائے بھریں گے''...... بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''اور کیا کروں۔ ساری دانش تو تم نے سمیٹ لی ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ہنستا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور گراہم کے بتائے ہوئے

نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے چونکہ پاکیشیا سے ایکریمیا اور ولنگٹن کے کوڈ نمبر یاد تھے اس لئے اسے انکوائری سے معلوم کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی تھی۔

”یس۔ پی اے ٹو ڈاکٹر جیرالڈ“...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں پاکیشیا سے“...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جج۔ جی۔ جی فرمائیے“...... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ شاید وہ عمران کی ڈگریوں سے مرعوب ہو گئی تھی۔

”ڈاکٹر جیرالڈ صاحب سے ایک انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔ اگر فون پر ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے ورنہ مجھے خود پاکیشیا سے طیارہ چارٹرڈ کرا کر ایکریمیا آنا پڑے گا اور آپ تو جانتی ہیں کہ ان دنوں طیاروں کے کرائے کتنے بڑھ گئے ہیں“...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں۔ میں بات کراتی ہوں“...... دوسری طرف سے پہلے سے بھی زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ اس دوران بلیک زیرو نے واپس آ کر ایک کپ چائے عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ لئے وہ میز کی دوسری طرف اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

”ہیلو۔ ڈاکٹر جیرالڈ بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) پاکیشیا سے بول رہا ہوں سر“...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ڈی ایس سی۔ ڈاکٹر آف سائنس اور وہ بھی آکسفورڈ یونیورسٹی سے۔ مگر آپ وہاں پاکیشیا جیسے غیر ترقی یافتہ ملک میں کیا کر رہے ہیں“...... ڈاکٹر جیرالڈ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا کو ترقی دینے کی کوشش کر رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ لیکن آپ کی وجہ سے ترقی نہیں ہو رہی“...... عمران نے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میری وجہ سے ترقی نہیں ہو رہی۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا“...... ڈاکٹر جیرالڈ کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ غصہ بھی شامل تھا۔

”آپ نے ایس وی ایس ایکریمین کمپنی کی انجینئر مس لارا کے ذہن کو ہپناٹائز کرتے ہوئے ڈبلیو ایس کی لوئر تھرڈ ڈگری لاک لگا دیا تھا اور اس لاک کو کھولے بغیر پاکیشیا ترقی نہیں کر سکتا“۔ عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ نام آپ نے کس سے سنے ہیں“...... ڈاکٹر جیرالڈ نے جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

”ہپناٹزم کے جادوگر ڈاکٹر جوہن برنارڈ سے“...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ کون ہیں۔ آپ کیسے ڈاکٹر جوہن برنارڈ کو جانتے ہیں“...... دوسری طرف سے تقریباً چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”وہ میرے استاد رہے ہیں اور انہیں مجھ جیسے شاگرد پر ہمیشہ ناز رہا ہے۔ میں ان سے پوچھ لیتا لیکن اب کیا کروں۔ ان کے ذہن کو قدرت نے ڈیتھ لاک لگا دیا ہے اور یہ ایسا لاک ہے جو کسی سے بھی نہیں کھل سکتا“...... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ حیرت انگیز۔ آپ سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ میں بھی ڈاکٹر جوہن برنارڈ کا شاگرد رہا ہوں“...... اس بار ڈاکٹر جبرالڈ نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے پہلے ہی یقین تھا کیونکہ آپ نے جس انداز میں لوئر تھرڈ ڈگری لاک لگایا ہے وہ واقعی حیرت انگیز ہے ورنہ لوئر تھرڈ ڈگری میں ننانوے فیصد لاک لگ ہی نہیں سکتا۔ صرف ایک ہی صورت ہوتی ہے لاک لگانے کی کہ معمول کے ذہن کو بلینک کر کے پھر اچانک فلیش کیا جائے اور فلیش ہوتے ہی لاک لگا دیا جائے جو بے حد مہارت طلب کام ہے“...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ واقعی ڈاکٹر جوہن برنارڈ کے ایسے شاگرد ہیں جن پر ان کو واقعی فخر ہو گا کیونکہ اس لاک کو جس طرح آپ سمجھے ہیں آج تک دنیا کا کوئی ہپناٹسٹ نہیں سمجھ سکا۔ حیرت انگیز۔

بہرحال آپ کیا چاہتے ہیں“...... ڈاکٹر جبرالڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا کو ترقی دینے کے لئے مس لارا کا یہ لاک کھولنا ضروری ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ لاک سیٹ بیک سسٹم کے تحت اپر ڈگری پر کھل سکتا ہے لیکن میں رسک نہیں لینا چاہتا کیونکہ اگر ایسا نہ ہو سکا تو مس لارا کا ذہن ہمیشہ کے لئے بھی ختم ہو سکتا ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے مکمل یقین ہو گیا ہے مسٹر علی عمران کہ آپ واقعی اس سبجیکٹ پر اتھارٹی ہیں۔ مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے آپ سے بات کر کے۔ میں تو پاکیشیا نہیں آ سکتا کیونکہ میری عمر اتنے طویل سفر کے لائق نہیں لیکن آپ جب بھی ونگٹن آئیں تو مجھے ضرور ملیں اور آپ نے لاک کھولنے کے سلسلے میں جو سوچا ہے اس میں ایک ترمیم کر دیں کہ سیٹ بیک سسٹم کے تحت نہ اپر نہ لوئر بلکہ مڈل ڈگری پر لاک کھل جائے گا“...... ڈاکٹر جبرالڈ نے کہا۔

”لیکن مڈل ڈگری کا رزلٹ تو صرف دس پندرہ منٹ ہی ہو گا۔ اس کے بعد تو ذہن تباہ ہو جائے گا“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بارہ منٹ گزرنے سے پہلے معمول کو آپ سادہ پانی پلوا دیں تو پھر سب اوکے ہو جائے گا“...... ڈاکٹر جبرالڈ نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اب میں سمجھ گیا۔ ویری گڈ۔ آپ واقعی ڈاکٹر

جوہن برنارڈ کے جانشین ہیں۔ میں جب بھی ولنگٹن آیا آپ سے ضرور ملاقات کروں گا۔ گڈ بائی۔ تھینکس“...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ مسرت سے کھلا جا رہا تھا۔

”کیا کوئی بڑی خوشخبری مل گئی ہے“...... بلیک زیرو نے عمران کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ایک عالم آدمی سے زبانی ملاقات ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہپناٹزم کے موضوع پر اس وقت ڈاکٹر جرالڈ اتھارٹی ہیں“...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن وہ تو تعریف آپ کی کر رہے تھے“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بڑے لوگ چھوٹوں کی اسی طرح حوصلہ افزائی کیا کرتے ہیں“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ واقعی شاہینہ لارا کا ذہن نہیں پڑھ سکتے تھے یا آپ نے صرف کنفرمیشن کی ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں نے کوشش کی تھی لیکن مجھے محسوس ہوا کہ میری اس کوشش کا نتیجہ شاہینہ لارا کی موت کی صورت میں بھی نکل سکتا ہے۔ اس کا ذہن ختم ہو جاتا اور وہ ہلاک ہو جاتی۔ لیکن اب میں اس پر ہپناٹزم کا اثر ختم کر کے اس کا ذہن پڑھنے میں کامیاب ہو جاؤں گا“۔ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ اس مشن کے سلسلے میں آپ کے پاس وقت بے حد کم ہے لیکن آپ اس بارے میں سست نظر آ رہے ہیں۔ اس کی کوئی خاص وجہ ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں اس مشن پر اندھا دھند کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے ماروتی کے بارے میں ناٹران کے ذریعے جو معلومات حاصل کی تھیں ان کے مطابق یہ ساندر کے خوفناک اور گھنے جنگل کا درمیانی علاقہ ہے جہاں خوفناک دلدلیں بھی ہیں اور ایسے قبیلے بھی وہاں رہ رہے ہیں جو ابھی تک قدیم دور کے وحشیوں جیسی حالت اور کیفیت میں رہتے ہیں اور آج لائبریری میں جو کچھ میں نے پڑھا ہے اور جو جانا ہے اس کے مطابق ہمیں کافرستان دارالحکومت سے سوجام جانا ہو گا اور سوجام تک سیاح جاتے ہیں۔ اس کے بعد ممنوعہ علاقہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ شاگل نے اس سوجام پر پورا کنٹرول کر رکھا ہو گا کیونکہ وہ بے حد شاطر آدمی ہے۔ اسے معلوم ہو گا کہ اگر ہم نے گھنے جنگل میں جانا ہے تو ہم لازماً سوجام پہنچیں گے اور میں نے سوجام کے راستے کے بارے میں جو کچھ معلوم کیا ہے اس کے مطابق وہاں سڑک کو دونوں اطراف اور اوپر سے لوہے کی تاروں کی مدد سے کور کیا گیا ہے تاکہ سیاح محفوظ رہ سکیں اور پہلے وہاں ہیلی کاپٹر سروس جاتی تھی لیکن اب اسے بھی بند کر دیا گیا ہے اور اس سڑک پر لامحالہ جگہ جگہ چیک پوسٹس ہوں گی اور شاگل کے آدمی ہماری تاڑ میں ہوں گے اس لئے مجھے بہت کچھ سوچ کر

آگے بڑھنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ لیکن اس بار آپ یقیناً جوزف کو ساتھ لے جائیں گے کیونکہ جنگل میں وہ بہترین رہنما ثابت ہوتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پہلے میرا خیال تھا کہ شاہینہ لارا کو بھی مجھے ساتھ لے جانا پڑے گا تاکہ وہاں پہنچ کر اس کی معلومات سے فائدہ اٹھایا جا سکے لیکن اب جبکہ میں اس کا ذہن پڑھ لوں گا تو اب اسے ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ البتہ جوزف اور جوانا کو ٹیم کے ساتھ رکھا جائے گا کیونکہ جنگل میں ان دونوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ اگر شاگل شاطر ہے تو پھر وہ یقیناً آپ کی بھی نگرانی کر رہا ہو گا اور اگر آپ کے بارے میں اسے حتمی اطلاع مل گئی تو وہ آپ کو اور ٹیم کو سوجام تک پہنچنے نہیں دے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ میری نگرانی ہو رہی ہے لیکن میں آسانی سے نگرانی کرنے والوں کو ڈاج دے سکتا ہوں۔ اس کے بعد ہوائی جہاز سے نہیں بلکہ لانچ کے ذریعے ہم کافرستان پہنچیں گے''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

صالحہ اپنے فلیٹ میں بیٹھی ٹی وی پر اپنا پسندیدہ پروگرام دیکھ رہی تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''صالحہ بول رہی ہوں''...... صالحہ نے بات کرتے ہوئے کہا۔

''نازیہ بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے نازیہ کی آواز سنائی دی۔

''کہاں سے فون کر رہی ہو۔ اب تو کافی عرصہ ہو جاتا ہے تم ملتی ہی نہیں ہو''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ نازیہ اس کی کلاس فیلو بھی تھی اور اس کی دوست بھی اور نازیہ فرصت ملتے ہی صالحہ کے پاس پہنچ جاتی تھی اور پھر وہ دونوں اکٹھی گھومتی پھرتی رہتی تھیں۔ نازیہ ایک معروف اخبار کے ساتھ بطور کرپشن رپورٹر منسلک تھی اور وہ تحقیقاتی رپورٹنگ کرتی تھی اس لئے وہ کئی کئی ماہ

کسی بڑے سکینڈل کا کھوج لگاتی رہتی تھی۔ اس کے لئے ثبوت حاصل کرتی رہتی تھی اور صالحہ بھی اکثر اس کی مدد کرتی رہتی تھی اس لئے ان دونوں کی خوب گہری چھنتی تھی۔ ویسے صالحہ کے بارے میں نازیہ یہ جانتی تھی کہ صالحہ کا تعلق پاکیشیا کی خفیہ ایجنسی سے ہے اور وہ صالحہ اور اس کے ساتھیوں کو اکثر ہوٹلوں میں دیکھ کر خود ہی اندازہ لگا لیتی تھی کہ یہ بھی اس خفیہ ایجنسی سے متعلق ہیں لیکن اس نے کبھی کھل کر صالحہ سے اس بارے میں اس لئے بات نہ کی تھی کیونکہ بحیثیت رپورٹر اسے معلوم تھا کہ خفیہ ایجنسی سے متعلق افراد کبھی کھل کر اپنے بارے میں بات نہیں کیا کرتے۔

"میں تمہارے فلیٹ پر آ رہی ہوں۔ پھر بات ہو گی"۔ دوسری طرف سے نازیہ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو صالحہ نے ڈور فون سے معلوم کیا اور جب اسے معلوم ہوا کہ کال بیل نازیہ نے دی ہے تو اس نے دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر نازیہ موجود تھی۔ اس نے جینز پر شرٹ اور جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ سر پر سرخ رنگ کی پی کیپ اور آنکھوں پر گاگل لگی ہوئی تھی۔

"واہ۔ آج تو خاص تیاری میں ہو۔ خیریت ہے"...... صالحہ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہاں۔ ایک اہم کام سرانجام دینا تھا اس لئے گٹ اپ میں گئی

تھی اور اب وہاں سے سیدھی تمہارے پاس آ رہی ہوں"...... نازیہ نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو۔ میں چائے لے آتی ہوں۔ میں نے بنا کر فلاسک میں رکھی ہوئی ہے"...... صالحہ نے کہا اور نازیہ کے سر ہلانے پر وہ کچن کی طرف بڑھ گئی اور نازیہ سٹنگ روم میں صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس نے پرس سائیڈ پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد صالحہ ٹرے اٹھائے کچن سے باہر آ گئی۔ ٹرے میں چائے کی دو پیالیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک پیالی نازیہ کے سامنے میز پر رکھی اور دوسری پیالی دوسرے صوفے کے سامنے میز پر رکھ کر وہ بھی صوفے پر بیٹھ گئی۔ ٹرے اس نے صوفے کی سائیڈ میں رکھ دی۔

"صالحہ۔ یہ بتاؤ کہ دو دیوہیکل حبشی جن میں ایک افریقی ہے اور دوسرا ایکریمین۔ تم نے کبھی دیکھے ہیں"...... نازیہ نے کہا تو صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔

"دیکھا کیا مطلب۔ میں جانتی ہوں کہ وہ کون ہیں۔ ایک کا نام جوزف اور دوسرے کا نام جوانا ہے۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو۔ کوئی خاص بات"...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

"میں نے انہیں شاہینہ لارا کے ساتھ ایک بڑی بلڈنگ کے جہازی سائز پھاٹک سے ایک بڑی سی لیکن جدید ماڈل کی کار میں نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔ افریقی حبشی کار چلا رہا تھا جبکہ ایکریمین حبشی سائیڈ سیٹ پر موجود تھا جبکہ شاہینہ لارا عقبی سیٹ پر آنکھیں بند کئے

اس طرح بیٹھی ہوئی تھی جیسے وہ بے حد تھکی ماندی ہو۔ میں نے کار ان کے پیچھے لگا دی۔ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ شاہینہ لارا کو یہ حبشی کہاں اور کیوں لے جا رہے ہیں۔ پھر وہ اسے لے کر ایک کوٹھی میں گئے۔ وہاں باقاعدہ سیکورٹی گارڈ موجود تھے اور وہاں مجھے دو ایمبولینس بھی کھڑی نظر آئی تھیں۔ میں نے ایک سیکورٹی گارڈ سے معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ یہ سپیشل ہسپتال ہے۔ اس میں داخلہ عام نہیں ہے''...... نازیہ نے چائے سپ کرتے ہوئے کہا۔

''تم اس معاملے میں کیوں پریشان ہو اور کیا تم شاہینہ لارا سے ملی ہوئی ہو جو تم نے اسے پہچان لیا''...... صالحہ نے کہا۔

''تمہارے ساتھ مل کر تو میں بھی اسے تلاش کرتی رہتی تھی۔ تم نے اتنی بار اس کا حلیہ دوہرایا تھا کہ میں ایک نظر میں اسے پہچان گئی اور مجھے رفیق حیات کی سیکرٹری نے بتایا تھا کہ شاہینہ لارا کئی گھنٹوں تک رفیق حیات کے ساتھ رہی تھی اور میں نے یہ بات ہوٹل میں تمہارے ساتھیوں تنویر اور چوہان کو بھی بتائی تھی''...... نازیہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن اب تمہیں اس میں کیا دلچسپی ہے''۔ صالحہ نے پوچھا۔

''تم بتاؤ کہ یہ دونوں حبشی کون ہیں''...... نازیہ نے کہا۔

''ہمارے ساتھی ہیں علی عمران۔ یہ دونوں ان کے ذاتی گارڈ ہیں اور جس عمارت سے تم نے انہیں نکلتے ہوئے دیکھا ہے اس

عمارت کو رانا ہاؤس کہا جاتا ہے اور یہ دونوں حبشی رانا ہاؤس میں ہی رہتے ہیں۔ یہ عمارت عمران کے کسی جاگیردار دوست کی ہے اور وہ ہسپتال واقعی سپیشل ہسپتال ہے جہاں خفیہ ایجنسیوں کے ارکان کا علاج ہوتا ہے''...... صالحہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ شاہینہ لارا تمہارے اس علی عمران کے پاس اس بلڈنگ میں تھی اور وہ بیمار ہو گئی تو اسے ہسپتال بھیجا گیا''...... نازیہ نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا۔ مجھے تو علم نہیں ہے۔ جو کچھ ہے وہ تم ہی بتا رہی ہو''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارے اس ساتھی علی عمران کا کردار کیسا ہے''...... نازیہ نے کہا تو صالحہ بے اختیار اچھل پڑی۔

''کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ اس عمارت میں کوئی عورت نہیں رہتی''۔ نازیہ نے کہا۔

''ہاں۔ وہاں صرف جوزف اور جوانا رہتے ہیں''...... صالحہ نے جواب دیا۔

''اسی لئے تو میں نے پوچھا ہے کہ عمران کا کردار کیسا ہے۔ ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی کا اتنی بڑی بلڈنگ میں اکیلے عمران کے ساتھ رہنا۔ پھر اس کا بیمار ہو جانا اور اسے سپیشل ہسپتال میں

داخل کرنا۔ یہ سب کچھ تو اور ہی کہانی سنا رہا ہے''...... نازیہ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''اس میں ہنسنے کی کون سی بات ہے''...... نازیہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس لئے ہنس رہی ہوں کہ تم عمران پر انگلی اٹھا رہی ہو۔ تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ عمران صاحب کس فطرت کے آدمی ہیں۔ بہرحال میں معلوم کرتی ہوں کہ یہ سب کیا ہے''...... صالحہ نے کہا اور فون کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دینا تاکہ میں بھی سنوں کہ تم کیا معلوم کرتی ہو''...... نازیہ نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''رانا ہاؤس''...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''صالحہ بول رہی ہوں جوزف۔ عمران صاحب موجود ہیں''۔ صالحہ نے کہا۔

''نہیں۔ باس یہاں موجود نہیں ہیں''...... دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا تو نازیہ کے چہرے پر قدرے غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

''یہ تو انتہائی بدتمیز آدمی ہے۔ ایسے جواب دیا کرتے ہیں اور

اس طرح رابطہ ختم کیا جاتا ہے''...... نازیہ نے قدرے بلند آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا مگر صالحہ نے کریڈل دبا کر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے عمران کی مخصوص خوشگواریت کی حامل آواز سنائی دی تو نازیہ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''صالحہ بول رہی ہوں عمران صاحب''...... صالحہ نے کہا۔

''کیا ہوا۔ کیا صفدر سے لڑائی ہو گئی ہے۔ وہ ہے بھی ایسا ہی آدمی۔ صفدر یار جنگ بہادر۔ تو جنگ بہادر جنگ نہ کرے گا تو اور کیا کرے گا۔ لیکن''...... عمران کی زبان حسب دستور رواں ہو گئی۔

''صفدر کا مسئلہ نہیں ہے عمران صاحب''...... صالحہ نے عمران کی بات کاٹتے ہوئے ہنس کر کہا۔

''ارے۔ پھر اور کوئی مسئلہ تو صالحین کو درپیش ہو ہی نہیں سکتا''...... عمران بھلا کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے شاہینہ لارا سے ایسا کیا سلوک کیا ہے کہ اس بے چاری کو سپیشل ہسپتال میں داخل ہونا پڑا ہے''۔ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کتنی فیس ہے تمہاری فی سوال''...... عمران نے کہا تو صالحہ کے ساتھ ساتھ نازیہ بھی چونک پڑی۔

"فیس۔ سوال۔ کیا مطلب"...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مقامی اخبارات پڑھیں تو اخبار میں خبریں کم اور نجومیوں کے اشتہارات زیادہ ہوتے ہیں اور ان کے ریٹس فی سوال مقرر ہوتے ہیں۔ جس طرح کی خبر تم نے سنائی ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ تم بھی اچھی معروف نجومی بن سکتی ہو اس لئے سوال کی فیس پوچھ رہا تھا کیونکہ میں تو مفلس و قلاش آدمی ہوں۔ البتہ آغا سلیمان پاشا کی منت سماجت کر کے ایک دو سوالوں کی فیس ادا کی جا سکتی ہے"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی جبکہ نازیہ کا چہرہ حیرت کی شدت سے قدرے بگڑ سا گیا تھا۔

"آپ کے پاس فیس کی رقم ہوتی تو آپ کون سا سوال پوچھتے"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے اس سوال کے بعد اب تمہیں فیس دینے کی بجائے لینی پڑے گی۔ کنواروں کا ایک ہی سوال ہوتا ہے اور وہ بھی تمہیں نہیں معلوم"...... عمران نے جواب دیا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ دانستہ بات گول کر گئے ہیں"۔ صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ اس میں گول یا چوکور کرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔ شاہینہ لارا کافرستان میں پاکیشیا کے خلاف ایک پراجیکٹ پر

کام کرتی رہی ہے اور پراجیکٹ کی تکمیل کے بعد ایکریمیا کے ایک ماہر ہپناٹسٹ نے اس کے ذہن کو لاک کر دیا تاکہ وہ اس پراجیکٹ کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتا سکے۔ چونکہ تمہارا چیف اس پراجیکٹ کے خلاف کام کر رہا ہے اس لئے اس کے کہنے پر میں نے ایکریمیا میں شاہینہ لارا سے رابطہ کیا۔ اسے وہاں فوری طور پر ہلاک کرانے کی کوشش کی گئی لیکن تمہارے چیف کے ایکریمیا میں ایجنٹ نے اسے مردہ قرار دلوا کر تابوت میں بند کر کے پاکیشیا بھجوا دیا کہ شاہینہ لارا کی وصیت یہی تھی کہ اسے اس کے آبائی ملک میں دفن کیا جائے۔ بہرحال شاہینہ لارا یہاں پہنچ گئی۔ میں نے جب اس کے ذہن کو ٹٹولنے کی کوشش کی تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کے ذہن کو لاک کر دیا گیا ہے اور مجھے اعتراف ہے کہ اس لاک کی مجھے بھی سمجھ نہ آئی تو میں نے اس ماہر ہپناٹسٹ سے رابطہ کیا جس نے شاہینہ لارا کا ذہن لاکڈ کیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس نے کیا کیا تھا۔ چنانچہ پھر میں نے کوشش کی لیکن پھر مجھے کوشش ترک کرنا پڑی کیونکہ شاہینہ لارا کا ذہن اس قدر طاقتور نہیں تھا کہ وہ سخت سچویشن برداشت کر سکتی۔ اس کوشش نے اس کے ذہن کو مزید کمزور کر دیا تھا۔ چنانچہ مجبوراً اس کی جان بچانے کے لئے مجھے اسے سپیشل ہسپتال بھجوانا پڑا۔ وہاں ڈاکٹر صدیقی اس کا علاج کر رہے ہیں اور امید ہے کہ ایک دو روز میں وہ اس قابل ہو جائے گی کہ اس کے ذہن کا لاک اوپن کر کے اس سے اس پراجیکٹ کے

بارے میں معلومات حاصل کر لی جائیں گی لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم ہسپتال گئی تھی''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں گئی تھی عمران صاحب بلکہ میری فرینڈ نازیہ نے اسے جوزف اور جوانا سمیت کار میں جاتے ہوئے دیکھا تو اس نے معلومات حاصل کیں۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میری فرینڈ نازیہ اور میں پہلے اسے تلاش کرتی رہی تھیں۔ پھر نازیہ نے ہی تنویر اور چوہان کو بتایا تھا کہ شاہینہ لارا رفیق حیات بزنس مین کے ساتھ رہی ہے۔ نازیہ مجھ سے پوچھنے آئی کہ عمران صاحب کا کردار کیسا ہے''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ کرپشن رپورٹر ہے اس لئے اسے تو ہر ایک پر شک کرنا چاہئے لیکن کہا جاتا ہے کہ انسان کی پہچان اس کے دوستوں سے ہوتی ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہوگئی کہ نازیہ کے بارے میں تم سے پوچھا جائے۔ بہرحال اس کا یہ پوچھنا بتا رہا ہے کہ نازیہ بذات خود اعلیٰ کردار کی مالکہ ہے۔ میرا اسے سلام دے دینا۔ اللہ حافظ''۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

''حیرت ہے۔ ایسے لوگ بھی ہیں دنیا میں''...... نازیہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیسے لوگ''...... صالحہ نے رسیور رکھتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

''جو بجائے اپنے کردار پر حرف گیری کرنے والوں کی مذمت کرنے کے الٹا ایسے پہلو نکال لیتے ہیں کہ ایسی حرف گیری کرنے والے کا اپنا کردار اچھا نہیں ہے اس لئے اس نے یہ حرف گیری کی ہے۔ یہ واقعی عظیم لوگ ہیں ورنہ عمران صاحب کی جگہ اگر میں ہوتی تو میں اپنے خلاف بات سنتے ہی چراغ پا ہو جاتی''...... نازیہ نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''اسی لئے تو مجھے اس وقت ہنسی آ گئی تھی جب تم نے عمران صاحب کے کردار پر انگلی اٹھائی تھی۔ عمران صاحب کا کردار ہمارے تصور سے بھی زیادہ مضبوط ہے''...... صالحہ نے جواب دیا۔

''لیکن ایک بات ہے صالحہ۔ میں نے اپنی زندگی میں دیکھا ہے کہ جو لوگ بہت باتیں کرتے ہیں وہ کام کے معاملے میں زیرو ہوتے ہیں۔ عمران صاحب بھی باتونی آدمی ہیں۔ کام کے معاملے میں کیسے ہیں''...... نازیہ نے پوچھا۔

''ایکریمیا سمیت پوری دنیا کی خفیہ ایجنسیوں کے لوگ، تمام بین الاقوامی مجرم تنظیمیں اور بڑے بڑے مجرم عمران صاحب کا نام سنتے ہی کانپ اٹھتے ہیں۔ انہیں دنیا کا خطرناک ترین آدمی سمجھا جاتا ہے حالانکہ وہ معصوم دل اور خوبصورت ذہن کے مالک ہیں''...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایک بات بتاؤ۔ دیکھو صاف صاف بتانا۔ کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں ہے''...... نازیہ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''کون سی بات۔ پوچھو''...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

''عمران اس شاہینہ لارا میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لے رہا ہے۔ کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے''...... نازیہ نے بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا تو صالحہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''تم پھر ہنس رہی ہو''...... نازیہ نے ایک بار پھر برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب اور کسی خاتون میں دلچسپی لیں یہ ناممکن ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''کیا مطلب۔ عمران آزاد منش آدمی ہے۔ نوجوان اور وجیہہ بھی یقیناً ہو گا۔ اس کا کسی لڑکی میں دلچسپی لینا عین فطری بات ہے''...... نازیہ نے جواب دیا تو صالحہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''تم میرا مذاق اڑا رہی ہو صالحہ''...... نازیہ نے اس بار خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس لئے ہنس رہی ہوں نازیہ کہ تم نے عمران صاحب کو ایک عام نوجوان سمجھ رکھا ہے۔ تم یقین کر سکتی ہو کہ جس سے دنیا بھر کے بڑے بڑے بین الاقوامی مجرم کانپتے ہیں، سپر پاورز کی باوسائل ایجنسیاں عمران کا نام سنتے ہی ہاتھ پیر چھوڑ بیٹھتی ہیں وہ آدمی محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اپنی ماں سے جوتیاں کھاتا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''کیا تم مجھے بے وقوف سمجھتی ہو''...... نازیہ نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں درست کہہ رہی ہوں۔ عمران کی اماں بی پرانے خیالات

کی خاتون ہیں۔ اگر ان کے کانوں میں یہ بھنک بھی پڑ جائے کہ عمران کسی لڑکی میں دلچسپی لینے لگا ہے تو وہ محاورتاً نہیں حقیقتاً جوتیوں سے اس کا سر توڑ دیں اور کئی بار عمران نے باقاعدہ جوتیاں کھائی بھی ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اس لڑکی کو جولیا گولی مار دے گی''۔ صالحہ نے کہا تو نازیہ اچھل پڑی۔

''جولیا۔ وہ کون ہے۔ کیا عمران کی منگیتر ہے''...... نازیہ نے حیران ہو کر کہا۔

''جولیا ہماری ساتھی ہی ہے اور ہمارے گروپ کی باس بھی ہے۔ اس کا پورا نام جولیانا فٹنر واٹر ہے۔ سوئس نژاد ہے اور طویل عرصہ سے پاکیشیا میں رہتی ہے اور اب وہ مکمل پاکیشیائی بن چکی ہے۔ انتہائی باصلاحیت اور تربیت یافتہ ہے اور عمران میں اس حد تک دلچسپی لیتی ہے کہ کوئی دوسری عورت اس کے سامنے عمران سے معمولی سی دلچسپی کا اظہار بھی کر دے تو جولیا اسے حقیقتاً گولی مار دینے سے بھی گریز نہیں کرے گی''...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو وہی روایتی لیلیٰ مجنوں کی کہانی ہے''...... نازیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ صرف لیلیٰ کی بات کرو۔ مجنوں کی نہیں''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا عمران صاحب جولیا میں دلچسپی نہیں لیتے۔

کیوں۔ کیا جولیا بدصورت ہے یا کوئی خامی ہے اس میں''...... نازیہ نے کہا۔

''جولیا ہم دونوں تو کیا لاکھوں لڑکیوں سے زیادہ خوبصورت اور انتہائی متناسب فگر کی مالک ہے۔ کوئی مرد اسے ایک بار دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا''...... صالحہ نے جواب دیا۔

''تو پھر کیا مسئلہ ہے''...... نازیہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ عمران صاحب بظاہر جولیا میں بے حد دلچسپی لیتے ہیں۔ ہر وقت اس سے شادی کی باتیں کرتے رہتے ہیں لیکن یہ بات ہم سب بھی جانتے ہیں اور جولیا بھی جانتی ہے کہ عمران صرف باتیں کرتا ہے اور بس۔ البتہ ہمارا ایک ساتھی تنویر جس سے تم ہوٹل میں ملی تھی وہ جولیا کا مجنوں ہے لیکن جولیا اس میں دلچسپی نہیں لیتی اور تنویر کو بھی معلوم ہے کہ جولیا اس میں دلچسپی نہیں لیتی لیکن وہ اپنی وکٹ پر ڈٹا ہوا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''اوہ۔ تنویر تو خاصا وجیہہ نوجوان ہے''...... نازیہ نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن جولیا اس میں دلچسپی نہیں لیتی۔ یہ ایک فطری بات ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''حیرت ہے۔ عجیب سی تکونیں بنی ہوئی ہیں تمہارے ساتھیوں میں۔ تمہارا اپنا کیا حال ہے''...... نازیہ نے کہا تو صالحہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''یہ تمہیں میری باتوں پر بار بار ہنسنے کی کیا بیماری لاحق ہو گئی ہے''...... نازیہ نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''اس لئے ہنس رہی ہوں کہ تم پھر اسے عجیب سی بات کہہ دو گی۔ عمران صاحب بے حد تیز آدمی ہیں۔ انہوں نے شروع ہی میں زبردستی مجھے صفدر کے ساتھ اور صفدر کو میرے ساتھ اٹیچ کر دیا۔ صرف یہ کہہ کر کہ دونوں کے نام ایس سے شروع ہوتے ہیں۔ میں نے بھی عمران صاحب سے احتجاج کیا اور صفدر نے بھی لیکن عمران صاحب اپنی بات پر ڈٹے رہے اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب مجھے بھی صفدر میں دلچسپی محسوس ہونے لگی ہے اور جہاں تک میری ریڈنگ ہے کہ صفدر بھی اب مجھ میں دلچسپی لینے لگ گیا ہے اور یہ ساری کارگزاری عمران صاحب کی ہے''...... صالحہ نے جواب دیا۔

''کمال ہے۔ یعنی صرف عمران کی باتوں میں آ کر تم دونوں ایک دوسرے میں دلچسپی لینے لگ گئے ہو۔ حیرت ہے۔ حالانکہ یہ بات فطری تو ہو سکتی ہے زبردستی کسی پر ٹھونسی نہیں جا سکتی''...... نازیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب سب کچھ کر سکتے ہیں اگر وہ چاہیں تو''۔ صالحہ نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صالحہ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''صالحہ بول رہی ہوں''...... صالحہ نے کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں صالحہ''...... دوسری طرف سے جولیا کی

آواز سنائی دی تو صالحہ نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

’’اوہ مس جولیا۔ آپ نے کیسے یاد کر لیا۔ ہم آپ کی ہی باتیں کچھ دیر پہلے کر رہی تھیں‘‘...... صالحہ نے کہا۔

’’ہم سے کیا مطلب ہے تمہارا‘‘...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

’’میری دوست نازیہ جو کرپشن رپورٹر ہے وہ میرے فلیٹ میں موجود ہے۔ نازیہ ایک ہوٹل میں تنویر اور چوہان سے مل چکی ہے اور نازیہ نے ہی شاہینہ لارا کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ بزنس مین رفیق حیات سے ملی ہے۔ نازیہ میری کلاس فیلو بھی ہے اور گہری دوست بھی۔ اسے معلوم ہے کہ میں پاکیشیا کی خفیہ ایجنسی کے لئے کام کرتی ہوں‘‘...... صالحہ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں نے بھی تمہیں شاہینہ لارا کے لئے ہی فون کیا ہے۔ وہ سپیشل ہسپتال میں داخل ہے۔ اس کے ذہن کو ایک ماہر ہپناٹسٹ نے کافرستان کے پراجیکٹ کے سلسلے میں لاک کر رکھا ہے۔ گو عمران اس لاک کو کھول سکتا ہے لیکن عمران کا کہنا ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو شاہینہ لارا کا ذہن ختم ہو جائے گا اس لئے اس نے چیف سے درخواست کی ہے کہ میں جا کر اس سے ہسپتال میں ملوں اور اس کا ذہنی لاک کھولنے کی کوشش کروں اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے کہ تم میرے ساتھ چلو تو بہتر ہے‘‘۔ جولیا نے کہا۔

’’آپ کو ہپناٹزم کے بارے میں علم ہے‘‘...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’نہیں۔ مجھے تو کوئی علم نہیں ہے لیکن چیف نے کہا ہے کہ عمران نے شاہینہ لارا کو ذہنی طور پر اس سطح تک پہنچا دیا ہے کہ اگر اس سے براہ راست سوال نہ کئے جائیں اور بالواسطہ بات چیت کی جائے تو اس کا ذہنی لاک کھل سکتا ہے اور چیف نے اس کام کے لئے مجھے حکم دیا ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’اور اگر پھر بھی ناکامی ہوئی تو پھر کیا ہو گا‘‘...... صالحہ نے کہا۔

’’پھر ایک ہی صورت رہ جاتی ہے کہ ہم شاہینہ لارا کو ساتھ لے جائیں اور میں ایسا نہیں چاہتی‘‘...... جولیا نے کہا تو صالحہ مسکرا دی۔

’’کیوں۔ آپ کیوں ایسا نہیں چاہتیں۔ کیا عمران صاحب کی وجہ سے‘‘...... صالحہ نے نازیہ کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’عمران کی وجہ سے۔ کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتی ہو تم‘‘۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میرے خیال میں عمران صاحب اس شاہینہ لارا میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں‘‘...... صالحہ نے کہا۔

’’اچھا۔ تمہیں کیسے یہ خیال آیا‘‘...... جولیا نے پوچھا۔

’’بس میرا خیال ہے مس جولیا‘‘...... صالحہ نے گول مول سا

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم عمران کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ وہ مطلب کے لئے گدھے کو بھی آقا تسلیم کر سکتا ہے اور جہاں پاکیشیا کا مفاد ہو وہاں تم خود سوچو کہ وہ کیا کر سکتا ہے۔ عمران کے پیش نظر پاکیشیا کا مفاد ہے اور اس مفاد کے لئے وہ کافرستان کے اس پراجیکٹ کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے اور شاہینہ لارا کو اس پراجیکٹ کے بارے میں حتمی معلومات حاصل ہیں اور جب تک وہ شاہینہ لارا سے یہ معلومات حاصل نہیں کر لیتا تب تک وہ ایسی ہی حرکتیں کرتا رہے گا۔ جب اس کا مطلب پورا ہو جائے گا تو پھر کیسی شاہینہ اور کیسی لارا“...... جولیا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ بہرحال مجھ سے بہتر جانتی ہیں عمران صاحب کے بارے میں“...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں اور عمران کو جانوں۔ وہ تو اس قدر گہرا ہے کہ شاید سمندر بھی اتنا گہرا نہیں ہو گا۔ بہرحال تم اسپیشل ہسپتال پہنچ جاؤ۔ میں بھی پہنچ رہی ہوں۔ باقی باتیں پھر ہوں گی“...... جولیا نے کہا۔

”آپ اجازت دیں تو نازیہ کو بھی ساتھ لیتی آؤں۔ وہ بھی اس معاملے میں ہماری مدد کر سکتی ہے“...... صالحہ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لے آؤ۔ اس سے بھی ملاقات ہو جائے گی“۔ جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صالحہ نے ایک

طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”اب تو میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں بھی عمران سے ملوں“۔ نازیہ نے کہا۔

”جلد ملاقات ہو جائے گی۔ فکر مت کرو۔ پھر تمہاری رائے بھی بدل جائے گی۔ آؤ چلیں“...... صالحہ نے اٹھتے ہوئے کہا تو نازیہ بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

‘‘بیٹھو’’...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے بلیک زیرو سے کہا ور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

‘‘عمران صاحب۔ آپ بے حد سست ہو رہے ہیں اس مشن کے سلسلے میں حالانکہ آپ کے پاس وقت بے حد کم ہے’’...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

‘‘تمہاری بات درست ہے۔ مجھے خود بھی وقت کے تیزی سے گزرنے کا احساس ہے لیکن میں اس معاملے میں پیشگی حتمی معلومات چاہتا تھا اور الحمدللہ اب یہ مسئلہ تقریباً حل ہو گیا ہے’’۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

‘‘ناٹران بول رہا ہوں’’...... چند لمحوں بعد ناٹران کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو چونک پڑا۔ شاید اس کے خیال میں بھی نہیں تھا کہ عمران ناٹران کو کال کر رہا ہے۔

‘‘ایکسٹو’’...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

‘‘یس سر۔ حکم سر’’...... دوسری طرف سے ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

‘‘دریائے سیالی کافرستان دارالحکومت کے قریب سے گزرتا ہے اور مختلف شہروں سے گزرتا ہوا ساندر جنگل کے قریب سے ہوتا ہوا آگے چلا جاتا ہے اور آخرکار سمندر میں جا گرتا ہے’’...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

‘‘یس سر’’...... ناٹران نے جواب دیا۔

‘‘دارالحکومت کے قریب اس دریا کے کنارے پر ایک سرکاری لانچ ہاؤس ہے جہاں سے لانچیں سرکاری افسران مختلف سرکاری معاملات کے لئے حاصل کر کے دریا میں ان کے ذریعے سفر کرتے ہیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے’’...... عمران نے کہا۔

‘‘نو سر۔ کبھی اس کی ضرورت ہی نہیں پڑی’’...... ناٹران نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

‘‘اس لانچ ہاؤس میں ایک بند لانچ موجود ہے۔ اس لانچ میں ایسے لوگوں کو سرکاری طور پر لے جایا جاتا ہے جنہیں عام لوگوں سے خفیہ لے جانا ہو۔ اس کی چیکنگ صرف اتنی ہوتی ہے کہ لانچ

پائلٹ چیک پوسٹوں پر جا کر خصوصی سرکاری لیٹر دکھاتا ہے اور اس پر مہر لگا کر اسے آگے روانہ کر دیا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیں سر''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''کافرستان میں مشن کے لئے ٹیم کو یہ لانچ اور اس کا سرکاری لیٹر چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''کب سر''...... ناٹران نے پوچھا۔

''جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ تم کب تک اس کا انتظام اس انداز میں کر سکتے ہو کہ لانچ ہمیں راگور نامی شہر کے دریائی گھاٹ پر مل جائے۔ راگور سے آگے سوجام تک ٹیم نے اس لانچ میں سفر کرنا ہے تا کہ کافرستان سیکرٹ سروس اور ملٹری انٹیلی جنس کی چیکنگ سے بچ کر سوجام تک پہنچا جا سکے۔ لانچ کا پائلٹ اپنا آدمی ہو جسے راستے کی چیک پوسٹوں کا بھی علم ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہ کام کل تک ہو جائے گا سر۔ لیکن ٹیم میں کتنے افراد شامل ہوں گے سر''...... ناٹران نے پوچھا۔

''پانچ مرد اور چار عورتیں''...... عمران نے جواب دیا تو میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''ٹھیک ہے سر۔ کام ہو جائے گا سر''...... ناٹران نے کہا۔

''جیسے ہی کام ہو تم نے فوری اطلاع دینی ہے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''چار عورتیں کون ہوں گی عمران صاحب۔ اور کیوں''...... بلیک

زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس بار مجبوری ہے کہ چار مردوں کے ساتھ چار عورتیں بھی لازماً ہوں کیونکہ سانڈر جنگل کے ایک علاقے میں شانگو قبیلہ رہتا ہے اور شانگو قبیلے کی قدیم روایت ہے کہ اگر انہیں اکیلا مرد ہاتھ لگ جائے تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے اور اگر اس کی بیوی ساتھ ہو تو پھر اسے کچھ نہیں کہا جاتا اور اگر کوئی اکیلی عورت ہو تو اس کے ساتھ قبیلے کا سردار اپنے قبیلے کے کسی مرد کی شادی کر دیتا ہے اور پھر اس عورت کو موت ہی وہاں سے واپس لا سکتی ہے۔ البتہ شادی شدہ عورت کی بے حد عزت کی جاتی ہے اور اس قبیلے سے اجازت لئے بغیر ہم کسی صورت بھی جسمانی طور پر جنگل میں آگے نہیں بڑھ سکتے اس لئے مجبوراً چار عورتوں کو ساتھ لے جانا ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''مگر کون سی چار عورتیں۔ ٹیم میں تو صرف دو عورتیں ہیں۔ جولیا اور صالحہ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ان کا بندوبست ہو چکا ہے۔ صالحہ کی دوست کرپشن رپورٹر نازیہ اور شاہینہ لارا۔ یہ دونوں بھی ساتھ جائیں گی''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن کیا یہ دونوں وہاں کام کر سکیں گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نازیہ اور شاہینہ لارا دونوں کو جولیا اور صالحہ ساتھ لیں گی۔ اب

یہ مجبوری ہے اس لئے''...... عمران نے کہا۔

''تو ٹیم میں کون کون جا رہا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''جولیا اور اس کا نام نہاد شوہر عمران۔ صالحہ اور اس کا نام نہاد شوہر صفدر۔ نازیہ اور اس کا نام نہاد شوہر تنویر اور شاہینہ لارا اور اس کا نام نہاد شوہر کیپٹن شکیل''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ نے پانچ مردوں کی بات کی تھی۔ پانچواں کون ہو گا''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پانچواں جوزف ہو گا اور جوزف کو کسی بیوی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ واقعی افریقی جنگلات کا شہزادہ ہے اور شہزادوں کے لئے پابندی نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ساتھ رکھیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا نازیہ اور شاہینہ لارا اس پر تیار ہو جائیں گی''...... بلیک زیرو نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جولیا، نازیہ اور صالحہ تینوں ہسپتال میں جا کر شاہینہ لارا سے ملی ہیں اور جولیا نے تمہاری ہدایت پر بہترین انداز میں عمل کر کے نہ صرف شاہینہ لارا سے معلومات حاصل کر لی ہیں بلکہ لانچ والا سلسلہ بھی اسی سے معلوم ہوا ہے۔ انہیں اس بند لانچ کے ذریعے ہی سوجام تک لے جایا جاتا تھا اور سوجام سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے آگے لے جایا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ چاروں خواتین آپس میں خاصی فری ہو چکی ہیں۔ شاہینہ لارا اور نازیہ دونوں نے ازخود ضد کی

کہ انہیں اس مہم میں ضرور شامل کیا جائے تو انہیں بتا دیا گیا کہ اگر وہ شامل ہونا چاہتی ہیں تو انہیں یہ سیٹ اپ قبول کرنا ہو گا اور دونوں نے اسے قبول کر لیا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ مشن سے زیادہ ایڈونچر مہم بن گئی ہے عمران صاحب۔ نقلی بیویاں اور نقلی شوہر''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا کیا جائے۔ ملک کے تحفظ کے لئے سو سو بھیس بدلنے پڑتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ویسے آپ نے جوڑے غلط بنائے ہیں''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''غلط۔ وہ کیسے''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''شاہینہ لارا کے ساتھ آپ کا جوڑا اور تنویر کا جولیا کے ساتھ جوڑا بننا چاہئے تھا''...... بلیک زیرو نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو عمران اپنی عادت کے برخلاف کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''میں نے یہ تجویز دی تھی لیکن جولیا مرنے مارنے پر اتر آئی اس لئے مجبوراً مجھے کان دبا کر اس کا ہی نام نہاد شوہر بننا پڑا''۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو اس بار بلیک زیرو ہنس پڑا۔

''تنویر کیسے مان گیا''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

''تنویر اور نازیہ کی پہلے ملاقات ہو چکی ہے اور نازیہ نے نجانے

اس ملاقات میں اس پر کیا جادو کیا ہے کہ وہ بغیر کسی احتجاج کے نازیہ کا شوہر بننے کے لئے تیار ہو گیا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اس نام نہاد کو حقیقت میں نہ بدل دیا جائے۔ بڑا سنہرا موقع ملا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہارے لئے ساندر سے کوئی محترمہ لانی پڑے گی۔ تم ایکسٹو اور وہ ایکس وائی اور شادی کے بعد ظاہر ہے تم ہو جاؤ گے ایکس وائی زیڈ“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میری فکر مت کریں۔ آپ کے بعد میں خود ہی ڈھونڈ لوں گا“...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کیا سڑکوں پر اعلان کرتے پھرو گے“...... عمران نے پوچھا۔

”چاروں خواتین سے کہہ دوں گا اور وہ تلاش کر ہی لیں گی“۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پہلے انہیں اس مشن سے صحیح سلامت واپس تو آنے دو“۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب ہوا اس بات کا۔ کیا آپ اس مشن کو خطرناک سمجھ رہے ہیں“...... بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مشن تو مشن ہی ہوتا ہے۔ پکنک تو نہیں ہوتی۔ لیکن یہ مشن خاص طور پر انتہائی خطرناک ہے۔ ساندر جنگل نہ صرف انتہائی گھنا

ہے بلکہ وہاں درندوں کے ساتھ ساتھ مقامی قبائل بھی موجود ہیں جو ابھی تک قدیم دور کی روایات کے حامل ہیں۔ اس کے علاوہ درختوں پر سائنسی حفاظتی انتظامات بھی ہیں اور یہ سب اس سپیشل اسٹیشن کے تحفظ کے قدرتی اور انسانی انتظامات ہیں۔ یہ سب کچھ کراس کرنے کے بعد واپسی“...... عمران نے کہا۔

”ایسا تو ہر مشن میں ہوتا ہے۔ آپ نے پہلے تو کبھی یہ بات نہیں کہی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”پہلے کبھی چار خواتین اور چار ان کے شوہر نام نہاد ہی سہی، بھی تو کبھی مشن کے لئے نہیں گئے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے تو بلیک زیرو ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

”منوہر سنگھ بول رہا ہوں“...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

”پاکیشیا سے پرنس بول رہا ہوں“...... عمران نے اپنی اصل آواز تبدیل کر کے بولتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یس پرنس۔ میں آپ کو کال کرنا چاہتا تھا لیکن آپ کا کوئی نمبر میرے پاس نہ تھا“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں خود تمہیں فون کروں گا۔ کیا رپورٹ ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”بڑے قبیلے کا سردار بیتال کل یہاں موجود تھا۔ اس سے بات

ہو گئی ہے۔ وہ آپ کا استقبال کرنے کے لئے تیار ہے لیکن اس کا کہنا ہے کہ اب ساندر جانے والے ہر راستے پر ملٹری انٹیلی جنس کی چیک پوسٹیں بھی موجود ہیں اور ملٹری انٹیلی جنس کے دستے دونوں راستوں کے درمیان باقاعدگی سے گشت کرتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سوجام میں سیکرٹ سروس کا کیپٹن راجندر اپنے ساتھیوں سمیت موجود ہے اس لئے وہ ان کا ذمہ نہیں لے سکتا"۔ منوہر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ہم بھگت لیں گے۔ تم یہ بتاؤ کہ بیتال تک رسائی کیسے ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"جنگل میں جو قبائلی آپ کو سب سے پہلے ملے اس سے کہیں کہ بیتال اور منوہر کی ملاقات طے ہے۔ یہ کوڈ سنتے ہی آپ کو بحفاظت بیتال تک پہنچا دیا جائے گا۔ بیتال واپس چلا گیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ جاتے ہی تمام قبائلیوں کو اس کوڈ سے آگاہ کر دیا جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"مسٹر پرنس۔ جو بات آپ کو پہلے بتائی گئی ہے اس کا خیال ضرور رکھیں۔ اس معاملے میں بیتال بھی بے بس ہو جائے گا کیونکہ یہ یہاں کی ایسی مضبوط روایت ہے کہ اسے توڑنے کا کوئی قبائلی تصور بھی نہیں کر سکتا"...... منوہر سنگھ نے کہا۔

"وہی شادیوں والی۔ اس کی فکر مت کرو۔ چار جوڑے آ رہے

ہیں۔ البتہ ایک افریقی شہزادہ ہے اور شہزادوں اور سرداروں پر یہ روایت لاگو نہیں ہوتی"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ کوئی اور حکم"...... منوہر سنگھ نے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ منوہر سنگھ کون ہے جس کے کہنے پر آپ یہ سب کچھ کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"منوہر سنگھ ساندر جنگل میں بڑے قبیلے کے سردار بیتال کا بھائی ہے۔ یہ بچپن سے ہی وہاں سے بھاگ کر شہر آ گیا تھا اور پھر مختلف علاقوں میں گھومتا ہوا دارالحکومت پہنچ گیا۔ جرائم کی دنیا میں اس نے اپنا ایک علیحدہ مقام اور شناخت بنا لی ہے۔ کافرستان میں ڈرگ بزنس کا کنگ کہلاتا ہے۔ اس کا نام تو ساتال تھا لیکن اس نے شہر آ کر منوہر سنگھ رکھ لیا۔ انڈر ورلڈ میں سیٹ ہونے کے بعد وہ دوبارہ ساندر جنگل میں گیا اور اپنے بھائی بیتال سے ملا۔ بیتال بے حد خوش ہوا۔ پھر بیتال کافرستان کے دارالحکومت آیا اور اب یہ دونوں بھائی ایک دوسرے سے ملتے رہتے ہیں۔ ایک مشن کے دوران میں کافرستان کے دارالحکومت میں تھا کہ ایک ویران علاقے سے رات کو گزرتے ہوئے مجھے سائیڈ پر گھنے درختوں میں سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کچھ افراد لڑ رہے ہوں۔ میں کار سے اتر کر وہاں گیا تو لوہے کے راڈز سے مسلح چار افراد ایک آدمی کو بری طرح مار

رہے تھے۔ اس کی ہڈیاں ٹوٹ چکی تھیں لیکن وہ بڑی بہادری سے ان چاروں کا حتی الوسع مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ ہٹ ہو جائے گا۔ اسے اکیلا دیکھ کر میں نے اس کی مدد کی تو وہ چاروں فرار ہو گئے اور میں اس زخمی کو کار میں ڈال کر ہسپتال لے گیا۔ اس کا علاج ہوتا رہا اور فرصت ملنے پر میں وہاں جاتا رہا۔ ہوش میں آنے کے بعد پتہ چلا کہ وہ منوہر سنگھ ہے اور ڈرگ مافیا کافرستان میں اس کا بڑا نام ہے اور ایک سازش کے تحت اسے اس کے دشمنوں نے گھیر لیا تھا لیکن وہ اسے گولی سے نہ مارنا چاہتے تھے کیونکہ اس طرح شک براہ راست ان پر جا سکتا تھا جبکہ راڈز سے زدوکوب کر کے اس کی ساری ہڈیاں توڑ کر وہ نکل جاتے اور منوہر سنگھ وہیں ویرانے میں پڑا سسک سسک کر دم توڑ دیتا۔ اس طرح ان پر شک نہ پڑتا۔ بہرحال اس کے گروپ نے اس کی حفاظت کی۔ میں اپنے مشن میں مصروف ہو گیا۔ مشن سے فارغ ہو کر میں اس سے ملا تو وہ تندرست ہو چکا تھا۔ پھر اس نے مجھے اپنے گھر پر دعوت دی۔ اپنی بیوی اور بچی سے ملوایا اور پھر منوہر سنگھ نے مجھے اپنی حقیقت بتائی تو میں نے اسے منع کیا کہ وہ ڈرگ کا کاروبار پاکیشیا کے ساتھ نہیں کرے گا۔ اس نے نہ صرف تسلیم کر لیا بلکہ آج تک اس پر قائم ہے۔ جب ساندر جنگل کا نام سامنے آیا تو مجھے منوہر سنگھ کی ساری کہانی یاد آ گئی اور میں نے اسے فون کیا تو اتفاق سے اس کا بھائی بیتال اس سے ملنے آیا ہوا

تھا اور اس طرح ساری بات ہوئی اور یہ شادی شدہ جوڑوں کی شرط بھی سامنے آ گئی جس پر مجبوراً یہ کام کرنا پڑا‘‘...... عمران نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب۔ دو جوڑیاں فٹ نظر نہیں آ رہیں۔ ایک تنویر اور نازیہ کی اور دوسری کیپٹن شکیل اور شاہینہ لارا کی۔ یہ گڑبڑ ہو گی‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’اچھا۔ میں سمجھا کہ تم کہو گے کہ میری جوڑی جولیا کے ساتھ فٹ نہیں ہے۔ بہرحال ابھی تک تو میں نے یہی پلاننگ کی ہے۔ آگے جا کر دیکھو کیا ہوتا ہے‘‘...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’جولیا بول رہی ہوں‘‘...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

’’ایکسٹو‘‘...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’یس سر‘‘...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’عمران نے کافرستان مشن میں اپنی ٹیم کے علاوہ شاہینہ لارا اور نازیہ کو بھی شامل کرنے کی درخواست کی ہے اور عمران کے مطابق صالحہ کے ذریعے ان دونوں سے بات چیت ہو چکی ہے اور وہ دونوں اس مشن پر کام کرنے کے لئے رضامند اور تیار ہیں۔ کیا

تمہیں اس بارے میں عمران نے کوئی اطلاع دی ہے“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ عمران نے میرے فلیٹ پر صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور صالحہ کو کال کر کے ہمارے سامنے ساندر جنگل میں رہنے والے قدیم قبائل کے اس رواج کے بارے میں بتایا کہ وہاں شادی شدہ جوڑے کو نہیں روکا جاتا اس لئے اس نے کہا کہ ہمیں اس مشن کی کامیابی کے لئے باقاعدہ جوڑوں کی صورت میں وہاں جانا ہو گا اور ان پر یہی ظاہر کرنا ہو گا کہ وہ شادی شدہ جوڑے ہیں اور اس سلسلے میں طویل بحث و مباحثہ کے بعد جوڑے بھی بنا لئے گئے۔ شاہینہ لارا اور نازیہ سے فون پر بات کی گئی تو وہ دونوں پہلے سے ہی اس مشن پر کام کرنے کے لئے تیار تھیں“...... جولیا نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے۔ میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”جب آپ کی بات ہو چکی تھی تو پھر فون کرنے کی کیا ضرورت تھی“...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تھی کیونکہ بے چارے عمران کی کون سنتا ہے اس لئے ایکسٹو کی طرف سے اس کی منظوری ضروری تھی“...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”بہتر ہوتا کہ آپ جوزف کے لئے بھی کوئی نہ کوئی لڑکی تلاش کر لیتے۔ اس طرح جوڑے درست طور پر مکمل ہو جاتے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ ساندر جنگل میں کوئی شہزادی اس کی منتظر ہو“۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

شاگل کافرستان سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں اپنے دفتر میں بیٹھا بار بار بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ اس نے پاکیشیا سے کافرستان داخل ہونے والے تمام ممکنہ راستوں پر اپنے خاص آدمی تعینات کئے ہوئے تھے جو پاکیشیا سے آنے والے ہر مشکوک آدمی کی سختی سے نگرانی کر رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے کافرستان میں بھی ایک گروپ کے ذمے عمران کی نگرانی کا کام لگا رکھا تھا کیونکہ وہ اس بار ہر صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو سوجام پہنچنے سے پہلے راستے میں ہی ہلاک کر دینا چاہتا تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس اس مشن کے لئے زیادہ وقت نہیں ہے۔ تین بار ریز اٹیک کے بعد پاکیشیائی خلائی سیارے کی مخصوص مشینری ہمیشہ کے لئے جام ہو جائے گی اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس صرف دو

ہفتوں کا وقت موجود ہے لیکن پاکیشیا سے مسلسل اسے یہی اطلاعات مل رہی تھیں کہ عمران ابھی پاکیشیائی دارالحکومت میں گھومتا پھرتا نظر آ رہا ہے اس لئے وہ ایک نامعلوم سی بے چینی کا شکار ہو رہا تھا اور حقیقتاً اسے عمران پر غصہ بھی آ رہا تھا کہ وہ کیوں کافرستان کا رخ نہیں کر رہا۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس سلسلے میں مزید وہ کیا کر سکتا ہے کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''سر۔ کیپٹن مایا دیوی ملاقات چاہتی ہیں''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''مایا دیوی۔ مگر وہ تو دو ماہ کے لئے گریٹ لینڈ گئی ہوئی تھی''...... شاگل نے چونک کر کہا۔

''وہ یہاں آفس میں اس وقت موجود ہیں سر''...... دوسری طرف سے قدرے ہچکچاتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''بھیج دو''...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کیپٹن مایا دیوی کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے تھا اور ملٹری انٹیلی جنس کے موجودہ چیف سے پہلے ملٹری انٹیلی جنس کا چیف مایا دیوی کا قریبی رشتہ دار تھا اس لئے اس نے ملٹری انٹیلی جنس کے ایک فعال سیکشن کی انچارج مایا دیوی کو بنا دیا تھا اور مایا دیوی نے اس سیکشن کے تحت خاصے اہم کارنامے سرانجام دیئے تھے لیکن سابقہ ملٹری انٹیلی جنس

کے چیف کی اچانک موت کے بعد نئے مقرر ہونے والے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے مایا دیوی کو سیکشن کی سربراہی سے ہٹا کر غیر فعال کر دیا تھا کیونکہ موجودہ چیف اور سابقہ چیف کی آپس میں نہ بنتی تھی اور مایا دیوی سابقہ ملٹری انٹیلی جنس چیف کی قریبی رشتہ دار تھی لیکن چونکہ مایا دیوی کا ایک قریبی رشتہ دار کافرستان کے صدر کے سٹاف میں ایک اہم عہدے پر فائز تھا اس لئے اس نے صدر سے سفارش کر کے مایا دیوی کو ملٹری انٹیلی جنس سے سیکرٹ سروس میں ٹرانسفر کرا دیا تھا۔ مایا دیوی ایک سمارٹ اور خوبصورت لڑکی تھی اور ایسی سروسز میں کام کرنے والی دوسری عورتوں کی طرح وہ شکل و صورت سے خرانٹ نظر نہ آتی تھی بلکہ اس کے چہرے پر ہر وقت معصوم سی مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی اور وہ چونکہ ذہنی طور پر بھی بے حد تیز تھی اس لئے اسے شاگل کے مزاج کے بارے میں بھی خاصی معلومات حاصل تھیں اور انہی معلومات کی بناء پر وہ شاگل کو اس انداز میں ٹریٹ کرتی تھی کہ شاگل اس سے بات کر کے خوش ہو جایا کرتا تھا۔ گو شاگل کردار کے لحاظ سے غلط آدمی نہیں تھا لیکن مایا دیوی اپنی معصومیت اور مخصوص خوشامدانہ انداز کی وجہ سے شاگل کو بے حد پسند آئی تھی اور اسی لئے اسے سیکرٹ سروس کے ایک سیکشن کا انچارج مقرر کر دیا تھا اور شاگل کو معلوم تھا کہ مایا دیوی اور اس کے سیکشن نے چند ماہ کے دوران خاصے اہم امور نمٹائے تھے جن سے سیکرٹ سروس کے وقار میں اضافہ ہوا تھا۔ مایا دیوی کو مزید ٹریننگ کے لئے شاگل نے گریٹ لینڈ بھجوایا تھا اور اس کی واپسی میں ابھی ایک ڈیڑھ ماہ باقی تھا۔ اس لئے شاگل پرسنل سیکرٹری کی بات سن کر چونک پڑا تھا کہ مایا دیوی آفس میں موجود ہے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اور خوبصورت سمارٹ لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور شرٹ کے اوپر لیڈیز جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سر کے بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے اور معصوم چہرے پر معصوم سی مسکراہٹ موجود تھی۔ بحیثیت مجموعی وہ سمارٹ اور خوبصورت لڑکی تھی۔

”نمستے چیف“...... اس نے اندر داخل ہوتے ہی دونوں ہاتھ جوڑ کر باقاعدہ پرنام کرتے ہوئے کہا۔

”تم بغیر اجازت اور بغیر اطلاع کیوں واپس آ گئی ہو“۔ شاگل نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”سر۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ٹریننگ پروگرام مختصر کر دیا گیا تھا اور وہ ختم ہو گیا۔ دوسری بات یہ کہ جس طرح مچھلی پانی کے بغیر نہیں رہ سکتی اسی طرح میں بھی آپ سے علیحدہ رہ کر اپنے آپ کو بنا پانی کے مچھلی محسوس کرتی رہی ہوں اور جہاں تک اطلاع کا تعلق ہے وہ میں نے آفس میں دے دی تھی“...... مایا دیوی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”کچھ سیکھا بھی ہے یا جس طرح منہ اٹھائے گئی تھی اسی طرح واپس آ گئی ہو“...... شاگل نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''سر۔ وہ تو ایک رسمی سی ٹریننگ تھی۔ اصل ٹریننگ تو میں نے آپ سے حاصل کی ہے اور کر رہی ہوں اور باقی ساری عمر کرتی رہوں گی''...... مایا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاگل کا چہرہ بھی بے اختیار کھل اٹھا۔

''تم واقعی سمجھ دار خاتون ہو''...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سر۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آ رہی ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے''...... مایا دیوی نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

''کس نے بتایا ہے''...... شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں بھی سیکرٹ سروس کی رکن ہوں اور آپ کی شاگرد ہوں اس لئے ایسی باتیں تو معلوم ہو ہی جاتی ہیں''...... مایا دیوی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہیں جو اطلاع ملی ہے وہ درست ہے اور میں اس بارے میں سخت تشویش میں مبتلا ہوں لیکن کیا تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں علم ہے کہ وہ کس ٹائپ کے لوگ ہیں''۔ شاگل نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔

''یس سر۔ میں نے آفس لائبریری میں فائلیں دیکھی ہیں۔ ان کی اب تک کامیابی کی وجہ محض اتفاقات تھے ورنہ وہ بہت پہلے آپ کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہوتے اور اس بار تو مجھے یقین ہے

کہ ان کی موت آپ کے ہاتھوں لکھی جا چکی ہے''...... مایا دیوی نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے لیکن نجانے اتفاقات بھی ان شیطانوں کے حق میں ہی کیوں جاتے ہیں۔ بہرحال اس بار واقعی ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ ہم نے انہیں ہر صورت میں ہلاک کرنا ہے''۔ شاگل نے جواب دیا۔

''سر۔ میری ایک مؤدبانہ درخواست ہے''...... مایا دیوی نے کہا۔

''کیا''...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

''جناب۔ مجھے اور میرے سیکشن کو کھل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کی اجازت دی جائے''...... مایا دیوی نے کہا۔

''تم کیا کر لو گی۔ تمہارا اس سے کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا۔ وہ انسان نہیں ہیں شیطان ہیں''...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ کی رہنمائی میں اس بار ہم انہیں گھیرنے اور پھر ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے''...... مایا دیوی نے بڑے امید بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن وہ تمہیں کہاں ملیں گے کہ تم ان کے خلاف کارروائی کرو گی۔ ہماری رینج سوجام تک فکس ہے اور میں نے ان کے پاکیشیا سے کافرستان میں داخل ہونے کے تمام ممکنہ راستوں پر سخت چیکنگ کرا رکھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکیشیا میں بھی ایک گروپ

عمران کی نگرانی کر رہا ہے اور وہ اطمینان سے وہاں گھومتا پھرتا نظر آ رہا ہے۔ ان حالات میں تم بتاؤ کہ کیا کرو گی''...... شاگل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مایا دیوی کوئی جواب دیتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیں''...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ جلدی کراؤ بات۔ جلد۔ فوراً''...... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو مایا دیوی بے اختیار چونک پڑی۔

''رام لال بول رہا ہوں سر۔ پاکیشیا سے''...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم بول رہے ہو۔ کیا رپورٹ ہے۔ وہ بتاؤ نانسنس''...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سر۔ عمران اچانک غائب ہو گیا ہے۔ وہ فلیٹ میں نہیں ہے۔ اس کے باورچی سلیمان نے بتایا ہے کہ وہ یورپ گیا ہوا ہے جبکہ پاکیشیا ایئر پورٹ پر بھی وہ چیک نہیں ہوا''...... رام لال نے کہا۔

''تو پھر کیا وہ جن بھوت ہیں کہ اچانک غائب ہو گئے ہیں۔ معلوم کرو کہ وہ کہاں گئے ہیں اور کس راستے اور ذریعے سے گئے ہیں''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''جناب۔ اتنا معلوم ہوا ہے کہ پانچ مردوں اور چار عورتوں کا ایک گروپ ایک بحری اسمگلر کے ذریعے کافرستان گیا ہے''...... رام لال نے کہا۔

''کب گئے ہیں یہ لوگ اور کس لانچ میں گئے ہیں اور کافرستان میں وہ کس گھاٹ پر اتریں گے''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا میں بحری اسمگلر ہے جس کا نام ہاشم خان ہے۔ اس کے ذریعے گروپ کافرستان گیا ہے اور میں نے بڑی مشکل سے اس بات کا کھوج لگایا ہے سر کہ ہاشم خان کے کافرستان میں شیر سنگھ سے رابطے ہیں۔ شیر سنگھ بھی ہاشم خان کی طرح کافرستان کا معروف بحری اسمگلر ہے''...... رام لال نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں اس شیر سنگھ کے حلق سے سب کچھ اگلوا لوں گا''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رشی بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک اطمینان بھری آواز سنائی دی۔ بولنے والا اس انداز میں بول رہا تھا جیسے وہ بڑے سکون میں ہو۔

''شاگل بول رہا ہوں''...... شاگل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ لیں سر۔ لیں سر۔ حکم سر''...... رشی نے اس بار انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز سے ظاہر ہونے والا تمام

سکون جیسے ہوا ہو گیا تھا۔

''یہ بحری اسمگلر شیر سنگھ کون ہے۔ بولو''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''بحری اسمگلر ہے جناب''...... رشی نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ تو مجھے بھی معلوم ہے نانسنس کہ وہ بحری اسمگلر ہے لیکن یہ کون ہے اور اس وقت کہاں ملے گا۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا یہاں استقبال کر رہا ہے اور میں اس کی ایک ایک ہڈی تڑوا دوں گا۔ کہاں ملے گا وہ۔ بولو۔ جلدی بولو۔ فوراً۔ ابھی اسی وقت''۔ شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''جناب۔ شیر سنگھ دارالحکومت کے سب سے بڑے ہوٹل میٹرو کا مالک اور جنرل مینجر ہے اور جناب۔ قومی اسمبلی کا ممبر بھی ہے اور جناب، شیر سنگھ پرائم منسٹر کافرستان اور صدر کافرستان کی گڈ بک میں ہے''...... اس بار رشی نے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''صدر اور پرائم منسٹر ایک اسمگلر کے ساتھ کیسے تعلقات رکھ سکتے ہیں۔ نانسنس''...... شاگل نے کہا لیکن اس بار اس کا لہجہ نرم تھا۔ اس میں پہلے جیسی سختی غائب ہو چکی تھی۔

''جناب۔ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ وہ اسمگلر ہے ورنہ بظاہر تو وہ انتہائی معزز آدمی ہے جناب''...... رشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم معلوم کرو کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور میں اس کا تمام

معزز پن اس کی ناک کے راستے نکال دوں گا۔ تم بتاؤ کہ وہ کہاں ہے''...... شاگل نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں ابھی معلوم کر کے آپ کو کال کرتا ہوں''۔ رشی نے کہا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ لوگ بظاہر کتنے معزز بنے ہوتے ہیں لیکن دراصل یہ لوگ ملک کے بدترین دشمن ہوتے ہیں۔ اب یہ شیر سنگھ کافرستان کے مفادات کے خلاف پاکیشیائی ایجنٹوں کو مدد دے رہا ہے''۔ خاموش بیٹھی ہوئی مایا دیوی نے کہا۔

''ابھی دیکھنا کہ میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں''...... شاگل نے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا تو کرسی پر بیٹھی ہوئی مایا دیوی بے اختیار سمٹ سی گئی۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''رشی کی کال ہے سر''...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''بات کراؤ۔ جلدی''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''رشی بول رہا ہوں سر''...... چند لمحوں بعد رشی کی آواز سنائی دی۔

''جلدی بولو۔ نام بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا نام ہے تمہارا مجھے معلوم نہیں۔ بولو۔ کہاں ہے شیر سنگھ''...... شاگل نے چیختے ہوئے

لہجے میں کہا۔

''شیر سنگھ تو گزشتہ ایک ہفتے سے ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ البتہ اس کا نمبر ٹو ارجن موجود ہے جناب''...... رشی نے جواب دیا۔

''کہاں موجود ہے یہ ارجن۔ کیا سڑک پر یا چوک پر کھڑا ہے۔ بکو کہاں ہے یہ''...... شاگل نے ایک بار پھر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''بلیو ایریا کلب کا مالک اور جنرل مینجر ہے۔ رانسن روڈ پر یہ مشہور کلب ہے جناب''...... رشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم وہاں پہنچو۔ میں آ رہا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ارجن کون ہے''...... شاگل نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا اور پھر رسیور پٹخ دیا۔

''تمہارے سیکشن کے آدمی کہاں ہیں۔ انہیں کہو کہ وہ بلیو ایریا کلب پہنچیں۔ ہم نے وہاں ارجن سے سب کچھ اگلوانا ہے''۔ شاگل نے رسیور کریڈل پر پٹخ کر سامنے بیٹھی ہوئی مایا دیوی سے کہا۔

''یس سر۔ میں یہاں سے فون کر دوں''...... مایا دیوی نے جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا تو شاگل کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے آگے بڑھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''شام لال بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز

سنائی دی۔

''مایا دیوی بول رہی ہوں''...... مایا دیوی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس میڈم''...... شام لال نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اپنے سیکشن کو ساتھ لے کر بلیو ایریا کلب کے باہر پہنچو۔ میں چیف شاگل کے ساتھ وہاں پہنچ رہی ہوں۔ وہاں ہمیں آپریشن کرنا ہے''...... مایا دیوی نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس میڈم''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو مایا دیوی نے رسیور رکھ دیا۔

''چلیں سر''...... مایا دیوی نے کہا تو شاگل سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مایا دیوی اس کے پیچھے تھی۔ تھوڑی دیر بعد دو کاریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئی رانسن روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ پہلی کار میں شاگل اور دوسری کار میں مایا دیوی تھی۔ رانسن روڈ تک پہنچتے پہنچتے انہیں چالیس پینتالیس منٹ لگ گئے۔ رانسن روڈ پر بلیو ایریا کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں دونوں کاریں یکے بعد دیگرے مڑیں اور پھر بجائے پارکنگ کی طرف جانے کے دونوں کاریں سیدھی کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ کاریں رکتے ہی دونوں کاروں کے ڈرائیور نیچے اترے اور انہوں نے جلدی سے عقبی دروازے کھول دیئے۔ شاگل

اور مایا دیوی دونوں نیچے اترے آئے۔ اسی لمحے ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی تیزی سے آگے بڑھا۔ یہ رشی تھا جو سیکرٹ سروس سے متعلق تھا۔ اس نے شاگل کو سلام کیا۔

''آیئے جناب''...... رشی نے مین گیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جبکہ اسی لمحے سائیڈوں سے تقریباً دس افراد جنہوں نے سوٹ پہنے ہوئے تھے آگے بڑھے اور انہوں نے مایا دیوی کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''تم لوگ یہیں ٹھہرو۔ ضرورت پڑنے پر تمہیں کال کر لیا جائے گا''...... مایا دیوی نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''لیس میڈم''...... ان میں سے ایک نے کہا اور مایا دیوی رشی کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ شاگل مین گیٹ کے قریب پہنچا تو شیشے کا دروازہ کھول دیا گیا اور وہاں موجود دونوں دربان سر جھکائے مؤدبانہ انداز میں کھڑے تھے۔ ظاہر ہے شاگل کی کار جس پر چیف آف سیکرٹ سروس کی پلیٹ لگی ہوئی تھی، انہوں نے دیکھ لی تھی۔ شاگل، مایا دیوی اور رشی تینوں جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے ایک طرف سے ایک چھوٹے قد لیکن بھاری جسم کا آدمی جو سر سے گنجا تھا، سوٹ پہنے تقریباً دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا اور شاگل کے سامنے رکوع کے بل جھک گیا۔

''میرا نام ارجن ہے جناب۔ آپ نے مجھے کال کر لیا ہوتا۔ میں سر کے بل چل کر آتا جناب''...... اس آدمی نے انتہائی مؤدبانہ

لہجے میں کہا۔

''یہ ارجن ہے جناب۔ اس کلب کا مالک اور مینجر''...... رشی نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تو تم ہو ارجن۔ چلو آفس میں''...... شاگل نے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیس سر۔ یہ میری خوش بختی ہے سر کہ آپ یہاں تشریف لائے ہیں۔ آیئے سر''...... ارجن نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا تو شاگل کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس کا سینہ مزید دو انچ پھول گیا تھا لیکن مایا دیوی کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ ارجن کے انداز سے ہی سمجھ گئی تھی کہ وہ خوشامد کا ہتھیار استعمال کر کے اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک خاصے بڑے اور خوبصورت انداز میں سجائے گئے آفس میں پہنچ گئے۔ شاگل اور مایا دیوی ایک سائیڈ پر صوفے پر بیٹھ گئے جبکہ رشی سامنے کے صوفے پر بیٹھ گیا۔

''سر۔ آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے''...... ارجن نے اسی طرح انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں۔ سمجھے۔ اس لئے بیٹھ جاؤ اور میرے سوالوں کے جواب دو۔ لیکن ساتھ یہ بھی سن لو کہ میرا نام شاگل ہے۔ اگر تم نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو نہ صرف تمہاری لاش گٹر میں تیرتی نظر آئے گی بلکہ تمہارا یہ کلب بھی میزائلوں سے

اڑا دیا جائے گا''...... شاگل نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ کے سامنے میں تو کیا دنیا کا کوئی شخص جھوٹ نہیں بول سکتا۔ آپ حکم کریں سر۔ میں ایشور کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے جو کچھ معلوم ہے میں سچ سچ بتا دوں گا سر۔ مجھے آپ کے اختیارات کا بھی علم ہے اور یہ بھی علم ہے کہ آپ سچ بولنے والے کی قدر شناسی بھی کرتے ہیں''...... ارجن نے سامنے والے صوفے پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ کر انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ پاکیشیا کے بحری اسمگلر ہاشم خان کی مدد سے یہاں کافرستان پہنچ رہا ہے تاکہ یہاں وہ کافرستان کے ایک سپیشل اسٹیشن کو تباہ کر سکے اور تمہارا چیف شیر سنگھ یہاں ان کی مدد کر رہا ہے۔ مجھے وہ گروپ چاہئے۔ اسی وقت اور ہر قیمت پر''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''جناب۔ ایک گروپ پاکیشیا سے کافرستان آیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون لوگ ہیں۔ ہاشم خان سے ہمارے بے حد اچھے تعلقات ہیں۔ ہاشم خان نے فون کیا تھا کہ اس کے چند دوست یہاں کسی کام سے آ رہے ہیں۔ ان کی مدد کی جائے اور چونکہ ہمارے آدمیوں کی ہاشم خان بھی پاکیشیا میں مدد کرتا ہے اس لئے ہم نے وعدہ کر لیا۔ یہ گروپ پانچ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل ہے۔ وہ آج صبح یہاں پہنچا اور پھر اس گروپ کے سربراہ نے جسے پرنس کہا جا رہا تھا، ہمیں کہا کہ وہ راگور شہر جانا چاہتے ہیں تو ہم

نے انہیں ایک اسٹیشن ویگن دے دی اور وہ چلے گئے اور اب تک تو انہیں راگور پہنچے ہوئے بھی دو گھنٹے گزر چکے ہوں گے جناب''۔ ارجن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم خود ان سے ملے ہو''...... شاگل نے کہا۔

''نہیں جناب۔ میرے آدمیوں نے یہ سارا کام کیا ہے۔ پھر مجھے رپورٹ دی ہے''...... ارجن نے جواب دیا۔

''تمہارا آدمی ساتھ گیا ہو گا''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ اسٹیشن ویگن کا ڈرائیور میرا آدمی ہے۔ اس کا نام رتن لال ہے جناب''...... ارجن نے جواب دیا۔

''اس سے میری بات کراؤ۔ ابھی اور اسی وقت''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر''...... ارجن نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ اس کا مطلب تھا کہ ارجن نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا۔

''یس۔ راگور کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ارجن بول رہا ہوں دارالحکومت سے''...... ارجن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں

جواب دیا گیا۔

''رتن لال یہاں موجود ہو گا۔ اس سے میری بات کراؤ''۔ ارجن نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ رتن لال بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

''ارجن بول رہا ہوں''...... ارجن نے پہلے کی طرح سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''پاکیشیا سے آنے والا گروپ اس وقت کہاں ہے''...... ارجن نے کہا۔

''وہ تو چلا گیا ہے جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کہاں چلا گیا ہے۔ بولو''...... ارجن نے تیز اور چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ آپ کے حکم پر میں انہیں گھاٹ سے اسٹیشن ویگن پر راگور لے گیا اور راگور شہر کے آغاز میں ہی وہ سب ویگن سے اتر گئے اور میں یہاں کلب آ گیا۔ مجھے یہاں آئے ہوئے بھی ایک گھنٹہ ہو گیا ہے جناب''...... رتن لال نے جواب دیا۔

''اس کی مجھ سے بات کراؤ''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''سنو رتن لال۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس جناب

شاگل اس وقت میرے دفتر میں تشریف فرما ہو کر مجھے شرف بخش رہے ہیں۔ تمہیں اس پر فخر کرنا چاہئے کہ عالی جناب تم سے مخاطب ہو رہے ہیں۔ ان کے سوالوں کے جواب میں جو سچ ہے وہ بتا دینا۔ سمجھے''...... ارجن نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں جناب کہ وہ اس ملک کے بہت بڑے افسر ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ارجن نے رسیور شاگل کی طرف بڑھا دیا اور خود فون سیٹ اٹھا کر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

''رتن لال۔ تم نے اس گروپ کو دیکھا ہے۔ اس میں کتنے مرد تھے''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''پانچ مرد جناب اور چار عورتیں تھیں''...... رتن لال نے جواب دیا۔

''ان مردوں کے قدوقامت بتاؤ''...... شاگل نے حلیوں کی بجائے قدوقامت کے بارے میں پوچھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی میک اپ میں ہوں گے۔

''حلیئے جناب''...... رتن لال نے کہا۔

''میں قدوقامت کہہ رہا ہوں نانسنس۔ کیا تم بہرے ہو یا احمق ہو''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''سر۔ سر۔ میں بتاتا ہوں سر''...... رتن لال نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے قدوقامت کے بارے میں بتانا

شروع کر دیا۔ لیکن جب اس نے بتایا کہ اس گروپ میں ایک دیوقامت افریقی حبشی بھی شامل ہے تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران کے ساتھیوں میں دو حبشی بھی ہیں۔ ایک ایکریمین اور دوسرا افریقی۔

''کیا اس دیوقامت حبشی کا نام راستے میں لیا گیا تھا اور سوچ کر بتاؤ کہ راستے میں کسی نے عمرن کا نام بھی لیا تھا''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''نو سر۔ عمران کا نام تو نہیں لیا گیا البتہ اس دیوقامت حبشی کا نام جوزف لیا گیا تھا''...... رتن لال نے جواب دیا۔

''یہ لوگ اب کہاں ہیں۔ کیا تم انہیں تلاش کر سکتے ہو۔ تمہیں بھاری انعام دیا جائے گا''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''سر۔ میرا خیال ہے کہ وہ دریائے ساپلی کی طرف گئے ہیں کیونکہ راستے میں انہوں نے اس دریا کا اور کسی بند لانچ کا بار بار ذکر کیا تھا''...... رتن لال نے جواب دیتے ہوئے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ مایا دیوی اور رشی بھی اس کے پیچھے بھاگے۔ شاگل اس قدر تیز چل رہا تھا کہ جیسے دوڑ رہا ہو۔ اسی لئے رشی اور مایا دیوی کو بھی اس کے پیچھے تقریباً دوڑنا پڑ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اسی طرح تیز تیز چلتے ہوئے کلب سے باہر آ گئے تو مایا دیوی کے ماتحت ایک بار پھر مایا دیوی کی طرف بڑھنے

لگے۔

''ساپلی دریا کی لانچ ورکشاپ چلو۔ جلدی''...... شاگل نے مایا دیوی اور رشی سے مخاطب ہو کر کہا اور خود تیزی سے اپنی کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے چونکہ اس کی بات سن لی تھی اس لئے وہ تیزی سے کار چلاتا ہوا کلب کمپاؤنڈ سے باہر آیا اور پھر تیز رفتاری سے دائیں طرف کو بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے کاروں کا ایک جلوس سا چل رہا تھا۔ مایا دیوی کی کار، اس کے ساتھیوں کی تین کاریں اور رشی کی کار شاگل کی کار کے پیچھے تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل اور تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد کاریں دریا کے کنارے پر بنی ہوئی ایک وسیع و عریض ورکشاپ کے بند گیٹ کے سامنے رک گئیں اور شاگل سمیت اس کے عقب میں آنے والے سب لوگ نیچے اترے ہی تھے کہ ورکشاپ کا پھاٹک کھلا اور ایک باوردی دربان باہر آ گیا۔ اس کی نظریں جیسے ہی شاگل کی کار پر پڑیں جس پر واضح طور پر بڑا سا سرکاری نشان موجود تھا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اسی لمحے شاگل تیزی سے آگے بڑھا تو دربان نے باقاعدہ سیلوٹ کیا۔

''کون ہے یہاں کا انچارج''...... شاگل نے چیختے ہوئے پوچھا۔

''موہن رام جناب۔ موہن رام''...... دربان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بلاؤ اسے۔ فوراً۔ کہاں ہے وہ۔ جلدی کرو''...... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دربان نے کہا اور مڑ کر دوڑتا ہوا ایک سائیڈ پر بنی ہوئی چھوٹی سی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ شاگل آگے بڑھا تو اس کے پیچھے مایا دیوی اور رشی بھی آگے بڑھے۔ چونکہ مایا دیوی نے اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کر دیا تھا اس لئے وہ سب وہیں گیٹ پر ہی رک گئے تھے۔ شاگل ابھی عمارت کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے باہر آیا۔ اس نے شاگل کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''حکم جناب۔ میرا نام موہن رام ہے جناب اور میں اس ورکشاپ کا انچارج ہوں''...... آنے والے نے تقریباً رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

''تمہاری ورکشاپ میں بند لانچ ہوتی ہے۔ وہ کہاں ہے''۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''وہ سرکاری ٹور پر راگور گئی ہے جناب''...... موہن رام نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ کس کے حکم پر اسے بھیجا ہے تم نے اور کون گئے ہیں اس میں''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''جناب۔ سرکاری لیٹر آیا تھا حکومت کی طرف سے اور لانچ کا

کیپٹن راہول لے کر گیا ہے جناب''...... موہن رام نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کب گئی ہے۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ اس وقت وہ کہاں ہے''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ آیئے سر۔ میرے آفس میں آیئے میں معلوم کرتا ہوں جناب''...... موہن رام نے کہا تو شاگل اس کے ساتھ اس کے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔ دفتر میں شاگل کے ساتھ صرف مایا دیوی گئی تھی۔ موہن رام نے آفس ٹیبل کی دراز کھول کر ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر تیزی سے فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ موہن رام کالنگ۔ اوور''...... موہن رام نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ کیپٹن راہول اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''تم کہاں موجود ہو اس وقت۔ اوور''...... موہن رام نے کہا۔

''جناب میری لانچ گھارگ شہر کے قریب پہنچنے والی ہے اور ہم سوجام جا رہے ہیں جناب۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اس سے پوچھو کہ کتنے افراد سوار ہیں اس پر''...... شاگل نے کہا۔

''تمہاری لانچ میں کتنے افراد سوار ہیں۔ اوور''...... موہن رام

نے پوچھا۔

”نو افراد ہیں جناب۔ پانچ مرد اور چار عورتیں۔ اوور“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”مطمئن ہو کر اسے او کے کہہ دو“...... شاگل نے کہا تو موہن رام نے اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مطمئن لہجے میں اوور اینڈ کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ شاگل نے تیزی سے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور اسی تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”سیکرٹ سروس ہیڈکوارٹر“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”شاگل بول رہا ہوں، دریائے ساپی پر موجود لانچ ورکشاپ سے۔ فوراً میرا ہیلی کاپٹر یہاں بھجواؤ۔ اس کے ساتھ ہی ایک گن شپ ہیلی کاپٹر بھی بھجواؤ۔ ہم نے دریائے ساپی پر آپریشن کرنا ہے“...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ابھی پہنچ جاتے ہیں سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا اور تیزی سے باہر کی طرف مڑا۔ اس کے پیچھے مایا دیوی بھی باہر آ گئی۔

”تم میرے ساتھ جاؤ گی مایا دیوی۔ اپنے آدمیوں کو واپس بھجوا دو اور رشی۔ تم بھی واپس جاؤ۔ اب ان شیطانوں کی نشاندہی ہو گئی ہے۔ اب میں انہیں فضا سے میزائل مار کر ہلاک کر دوں گا“۔ شاگل نے کہا تو مایا دیوی اور رشی نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ایک خاصی بڑی لانچ خاصی تیز رفتاری سے ایک بہت بڑے اور پر زور دریا کے تقریباً درمیان میں آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پوری لانچ اوپر سے ڈھکی ہوئی تھی۔ البتہ پائلٹ سیٹ کے سامنے شفاف شیشہ تھا۔ پیچھے اس کا علیحدہ کیبن بنا ہوا تھا۔ لانچ کا کپتان ایک تنومند نوجوان تھا جس کا نام راہول تھا۔ لانچ کے اوپر حکومت کافرستان کا خصوصی سرکاری جھنڈا تیز ہوا میں پھڑپھڑا رہا تھا۔ یہ دریائے ساپی تھا جو کافرستان کا سب سے بڑا اور سب سے پرشور دریا گردانا جاتا تھا۔ یہ دریا کافرستان کی مقبوضہ وادی مشکبار سے نکل کر پورے کافرستان کے تقریباً درمیان سے گزرتا ہوا سمندر میں جا گرتا تھا۔ پائلٹ کیبن کے عقب میں کرسیوں پر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران کے ساتھ اس وقت وہاں جوزف، کیپٹن شکیل، تنویر اور صفدر موجود تھے جبکہ چاروں خواتین جن میں

جولیا بھی شامل تھی لانچ کے نچلے حصے میں بنے ہوئے کیبن میں تھیں۔ ان چاروں کی اب آپس میں خوب بن رہی تھی۔

''عمران صاحب۔ جس آسانی سے ہم آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اس پر مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ ہم خطرے میں ہیں''۔ اچانک صفدر نے کہا۔

''اب خطرے والی کوئی بات نہیں۔ بیگمات چاہے نام نہاد ہی سہی ہمارے ساتھ ہیں اور کہا جاتا ہے کہ بیگمات سے بڑا خطرہ اور کوئی نہیں ہوتا''...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ یہ سرکاری لانچ ہے۔ یہ آپ نے کس طرح حاصل کر لی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ کام تمہارے چیف کے مقامی ایجنٹ کا ہے۔ اس نے باقاعدہ سرکاری لیٹر وزارت سے جاری کرایا ہے جس کی وجہ سے اس وقت ہم سرکاری افراد کی صورت میں لانچ میں موجود ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ہم اس وقت کہاں پہنچ چکے ہیں اور کہاں جا کر اور کب اتریں گے''...... صفدر نے پوچھا۔

''میرا اندازہ ہے کہ ہم اس وقت گھارگ شہر کے قریب پہنچنے والے ہیں اور گھارگ اور سوجام کے قریب ایک گھاٹ ہے۔ اس کا نام پالکی گھاٹ ہے۔ وہاں ہم لانچ چھوڑ دیں گے۔ وہاں تک پہنچنے میں ہمیں مزید دو اڑھائی گھنٹے لگ سکتے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ شاگل اور اس کے آدمی پاگلوں کے سے انداز میں ہمیں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔ کیا ان کی توجہ اس لانچ کی طرف نہ گئی ہو گی''...... صفدر نے کہا۔

''اچھا تو یہ تھا وہ خطرہ۔ جو تمہیں صالحہ کے ساتھ ہونے کے باوجود محسوس ہو رہا تھا۔ شاگل کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا ہے کہ ہم لانچ کے ذریعے پالکی گھاٹ پہنچ کر جنگل میں داخل ہو سکتے ہیں۔ وہ سڑکوں پر چیک پوسٹیں لگائے ہمیں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے اور اسی لئے تو یہ راستہ تلاش کیا گیا ہے۔ اس کی طرف ان کی توجہ نہیں جا سکتی''...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں لانچ کیپٹن پر بھی توجہ رکھنی چاہئے۔ یہ بہرحال ہمارا آدمی نہیں ہے اور ہم تقریباً اس کے رحم و کرم پر ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اس کے لحاظ سے یہ سرکاری وزٹ ہے اس لئے اس کی طرف سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا''...... عمران نے جواب دیا لیکن اسی لمحے صفدر تیزی سے اٹھ کر اس طرف کو بڑھ گیا جدھر پائلٹ کیبن کی پشت تھی۔ دیوار کسی دھات کی چادر سے بنی ہوئی تھی اور اس میں جگہ جگہ بہت چھوٹے چھوٹے سوراخ بھی موجود

تھے۔ صفدر ان سوراخوں کے ساتھ کان لگا کر کھڑا ہو گیا تو عمران، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ صفدر کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر تیزی سے واپس مڑا اور ساتھیوں کے قریب آ کر وہ کرسی پر بیٹھا اور ان کی طرف جھک گیا۔

‘‘ٹرانسمیٹر کال کی مخصوص آواز میرے کانوں میں پڑی تھی تو میں اٹھ کر گیا تھا۔ کسی موہن رام سے لانچ کپتان کی ٹرانسمیٹر پر بات ہو رہی تھی۔ وہ موہن رام پوچھ رہا تھا کہ تم اس وقت کہاں موجود ہو اور لانچ میں کتنے افراد موجود ہیں اور کہاں جا رہے ہو تو لانچ کپتان راہول نے انہیں ہماری تعداد بتائی اور یہ بھی بتایا کہ پانچ مرد اور چار عورتیں ہیں اور لانچ اس وقت گھارگ شہر پہنچنے والی ہے اور اس کے مطابق ہم سوجام جا رہے ہیں اور پھر کال بند ہو گئی’’...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

‘‘یہ سرکاری کال بھی ہو سکتی ہے تاکہ اندراجات کئے جا سکیں’’...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

‘‘معلوم کرنا ہو گا۔ صفدر تم میرے ساتھ آؤ’’...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر صفدر سمیت وہ اندرونی دروازہ کھول کر کپتان کیبن میں داخل ہو گیا۔

‘‘یس سر۔ کوئی حکم سر’’...... لانچ کپتان نے چونک کر عمران اور

صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

‘‘موہن رام کون ہے جس کی کال تھی’’...... عمران نے پوچھا۔

‘‘جناب۔ وہ ہمارے انچارج ہیں۔ ورکشاپ انچارج’’۔ راہول نے جواب دیا۔

‘‘ان سے ٹرانسمیٹر پر میری بات کراؤ’’...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

‘‘مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے جناب’’...... راہول نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

‘‘اوہ نہیں۔ ان سے ایک سرکاری معاملے پر بات کرنی ہے’’۔ عمران نے کہا۔

‘‘یس سر۔ میں بات کراتا ہوں جناب’’...... راہول نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر پر اس نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

‘‘ہیلو۔ ہیلو۔ راہول لانچ پائلٹ بول رہا ہوں۔ اوور’’۔ راہول نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

‘‘یس۔ موہن رام اٹنڈنگ یو۔ اوور’’...... تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

‘‘جناب پرنس جو لانچ پر موجود افراد کے سربراہ ہیں وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اوور’’...... راہول نے کہا اور ٹرانسمیٹر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''موہن رام جی۔ آپ نے کس کے کہنے پر راہول سے لانچ کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ اوور''...... عمران نے ٹرانسمیٹر لے کر اس کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

''سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کے حکم پر جناب۔ وہ خود یہاں ورکشاپ میں تشریف لائے تھے۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا آپ چیف شاگل کو جانتے ہیں۔ اوور''...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

''لیس سر۔ میں یہاں ورکشاپ آنے سے پہلے ملٹری انٹیلی جنس کی سپیشل ورکشاپ میں کام کرتا رہا ہوں اور مجھے ان کے بارے میں تمام معلومات حاصل ہیں۔ اوور''...... موہن رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر کال کے بعد ان کے کیا تاثرات تھے۔ کیا وہ پریشان تو نہیں تھے۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''سر۔ مجھ سے تو انہوں نے کچھ نہیں کہا البتہ میرے آفس سے انہوں نے فون کر کے اپنا ہیلی کاپٹر اور دو گن شپ ہیلی کاپٹر یہاں ورکشاپ میں طلب کئے ہیں جو میرے خیال میں اب پہنچنے ہی والے ہوں گے۔ اوور''...... موہن رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر

کے اس نے راہول کی طرف بڑھا دیا۔ راہول نے ٹرانسمیٹر سائیڈ پر رکھ دیا۔

''یہاں سے گھارگ شہر کتنے فاصلے پر رہ گیا ہے''...... عمران نے راہول سے پوچھا۔

''جناب۔ دس منٹ کا فاصلہ ہو گا''...... راہول نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ لانچ فوراً کنارے پر لے جاؤ اور اسے جس قدر تیز چلا سکتے ہو چلاؤ''...... عمران نے کہا۔

''سوری پرنس۔ سرکاری لیٹر میں راستے میں رکنے کا حکم نہیں ہے''...... راہول نے جواب دیا ہی تھا کہ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور راہول چیختا ہوا اچھل کر کرسی سے نیچے آ گرا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر کی لات گھومی اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا راہول ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس کی سیٹ سنبھال لی اور اس کے ساتھ ہی نہ صرف لانچ کی رفتار تیز ہو گئی بلکہ اس کا رخ بھی بدل گیا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں انہیں ڈاج دینا ہو گا ورنہ وہ سیدھے گھارگ شہر پر ہلہ بول دیں گے اور شہر ہمارے لئے اجنبی ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''وہ فوراً پہنچ جائیں گے اس لئے ہمارے پاس غوطہ خوری کے لباس پہننے کا وقت نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور پھر تقریباً دس منٹ کی انتہائی تیز رفتاری کے بعد عمران نے لانچ کی رفتار آہستہ کی

اور پھر اسے کنارے پر لے جا کر روک دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہک کو جھٹکے سے کھینچا تو لانچ سے باہر نکلنے کا راستہ بن گیا۔

’’جلدی چلو کنارے پر۔ میں آ رہا ہوں۔ جلدی کرو‘‘...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے واپس مڑ گئے۔ عمران نے ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے بڑے سے لنگر اور اس کے ساتھ موجود رسی کو کھینچا اور پھر اس نے رسی کو کرسی کے ساتھ ایک خاص انداز میں باندھنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ رسی باندھ چکا تو وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے بھاری لنگر کو کھینچا تو کرسی کی وجہ سے اس کے ساتھ منسلک رسی میں کھچاؤ پیدا ہو گیا اور کھچاؤ پیدا ہوتے ہی لانچ کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کی نہ صرف رفتار بڑھ گئی بلکہ اس کا رخ بھی بدل گیا۔ عمران نے لنگر کو مزید کھینچا تو رخ مزید بدل گیا اور رفتار بھی مزید تیز ہو گئی۔ عمران اب اسی طرح لنگر کو کھینچے کھڑا تھا۔ لانچ اب تیزی سے نہ صرف آگے بڑھی چلی جا رہی تھی بلکہ اس کی رفتار بھی خاصی تیز ہو گئی تھی اور پھر دس منٹ بعد عمران نے لنگر کو تھوڑا سا پیچھے کیا تو رخ ایک بار پھر بدل گیا اور اس کے ساتھ ہی لانچ کی رفتار بھی قدرے مناسب ہو گئی۔ چند لمحوں بعد جب لانچ کا رخ سیدھا ہو گیا اور رفتار بھی نارمل ہو گئی تو عمران نے ایک ہک سے بندھی ہوئی رسی کو ایک اور بل دے دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے لانچ سے باہر نکلا جا سکتا تھا۔ یہ دروازہ اس نے اپنے ساتھیوں کے باہر جانے کے لئے کھولا تھا اور پھر بند نہ کیا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے دروازے کے باہر ایک لمبی چھلانگ لگائی اور کسی مچھلی کی طرح پانی کے اندر تیرتا چلا گیا جبکہ لانچ اسی رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ عمران کے جسم پر عام سا لباس تھا۔ اس کے باوجود وہ کسی مچھلی کی طرح تیزی سے پانی کے اندر تیر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا رخ اوپر کی طرف ہوا اور پھر اس نے سر پانی سے باہر نکال کر زور سے سانس لیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے اپنے سے خاصے فاصلے پر جاتی ہوئی بند لانچ نظر آ گئی۔ اسی لمحے دور سے تین ہیلی کاپٹرز بھی تیزی سے آتے دکھائی دیے۔ گو وہ ابھی خاصے دور تھے لیکن عمران نے انہیں واضح طور پر پہچان لیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک بار پھر غوطہ لگایا اور پھر پانی کے اندر تیزی سے تیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کا رخ کنارے کی طرف تھا لیکن دریا کی روانی انتہائی تیز تھی اس لئے عمران کو آگے بڑھنے کے لئے شدید جدوجہد کرنا پڑ رہی تھی۔

اپنے خصوصی ہیلی کاپٹر میں شاگل آنکھوں سے دوربین لگائے بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے ہی ہیلی کاپٹر میں دوسری سائیڈ پر پیچھے ہٹ کر مایا دیوی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھوں سے بھی دوربین لگی ہوئی تھی جو اس نے سر کے ساتھ ایک تسمے کی مدد سے باندھ رکھی تھی اس لئے اس کے دونوں ہاتھ فارغ تھے اور اس نے ہاتھوں میں ایک مشین گن پکڑی ہوئی تھی۔ اس کی نظریں بھی دریا پر جمی ہوئی تھیں۔ شاگل کے اس خصوصی ہیلی کاپٹر کی دونوں سائیڈوں میں گن شپ ہیلی کاپٹر بھی اڑ رہے تھے لیکن دریا میں دور دور تک کوئی بند یا کھلی لانچ نظر نہ آ رہی تھی لیکن شاگل اس لئے خاموش تھا کہ اسے معلوم تھا کہ اس کی دارالحکومت سے روانگی کے وقت لانچ گھارگ شہر سے پہلے بتائی گئی تھی اس لئے اب تک وہ انہیں نظر نہ آئی تھی۔ گھارگ شہر دارالحکومت سے کافی فاصلے پر تھا۔ ہیلی

کاپٹر مسلسل تیز رفتاری سے اڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ شاگل کی جیب میں ایک خصوصی ساخت کا ایس وی ایس ٹرانسمیٹر موجود تھا جس کے ذریعے وہ کسی فون کے سے انداز میں گن شپ ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس کے ساتھ بات کر سکتا تھا۔

’’سر۔ وہ دریا میں ایک دھبہ سا نظر آ رہا ہے‘‘...... مایا دیوی کی آواز سنائی دی۔

’’ہاں۔ میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ تم خاموش رہو۔ تم کیا مجھے اندھا سمجھتی ہو‘‘...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ اوہ سوری سر۔ نو سر‘‘...... مایا دیوی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’خاموش بیٹھی رہو۔ سمجھی۔ ورنہ اٹھا کر نیچے دریا میں پھینکوا دوں گا‘‘...... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو مایا دیوی نے اس انداز میں ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس نے ہمیشہ کے لئے نہ بولنے کی قسم اٹھا لی ہو۔

’’اوہ۔ یہ لانچ جا رہی ہے۔ واقعی جا رہی ہے۔ کیوں مایا دیوی۔ یہ دریا کے درمیان میں ہے نا‘‘...... شاگل نے کچھ دیر بعد یکلخت بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے کہا۔

’’کیا مطلب۔ کیا تم بہری ہو۔ تم نے میری بات کا جواب کیوں نہیں دیا۔ کیوں۔ بولو‘‘...... شاگل نے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ نے خود ہی تو بولنے سے منع کیا تھا''...... مایا دیوی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''میں نے بولنے سے منع کیا تھا۔ یہ تو نہیں کہا تھا کہ تم میری بات کا جواب ہی نہ دو۔ تمہیں معلوم ہے کہ تم نے چیف آف سیکرٹ سروس کی بات کا جواب نہ دے کر اس عہدے کی کتنی توہین کی ہے۔ بولو''...... شاگل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

''سوری سر۔ سوری سر''...... مایا دیوی نے زچ ہو جانے والے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ لانچ ہے جس میں وہ شیطان سوار ہیں۔ اب انہیں ہلاک ہو جانا چاہئے''...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایس وی ایس ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

''شاگل کالنگ۔ شاگل کالنگ یو''...... شاگل نے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ پائلٹ شرمانند بول رہا ہوں سر۔ حکم سر''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ پائلٹ کاشی رام بول رہا ہوں سر۔ حکم سر''...... ایک دوسری آواز سنائی دی۔

''صرف شرمانند جواب دے۔ وہ سینئر ہے''...... شاگل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... شرمانند کی آواز سنائی دی۔

''بند لانچ تمہیں نظر آ رہی ہے یا نہیں''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ واضح طور پر نظر آ رہی ہے''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''اس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ موجود ہے۔ سمجھے''۔ شاگل نے کہا۔

''یس سر''...... شرمانند نے جواب دیا۔

''اب تم دونوں نے میزائلوں سے اسے اس انداز میں تباہ کرنا ہے کہ ان میں سے کوئی بچ کر نہ جا سکے اور سنو۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ یہ نیچے سے تمہیں ہی ہٹ کر دیں۔ ہر طرح سے محتاط رہنا ہے''...... شاگل نے چیخ چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... شرمانند کی آواز سنائی دی۔

''چلو کرو فائر۔ اڑا دو اسے۔ فائر''...... شاگل نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''تم سائیڈ پر لے جاؤ ہیلی کاپٹر اور خیال رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ تم گپ شپ ہیلی کاپٹروں کی زد میں آ جاؤ''...... شاگل نے تیز لہجے میں اپنے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سے کہا۔

''آپ حکم دیں تو ہم دریا سے ہٹ کر کنارے پر ہو جائیں''۔ پائلٹ نے کہا۔

''نہیں۔ ہم نے لاشیں دیکھنی ہیں اس لئے دریا پر ہی رہو''۔

شاگل نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد دونوں گپ شپ ہیلی کاپٹر ان سے آگے نکل کر دریا میں تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی بند لانچ کے اوپر پہنچ کر وہ پہلے دائیں بائیں ہٹے اور پھر تیزی سے ایک دوسرے کی مخالف سمت میں آگے بڑھے۔ اس کے ساتھ ہی دونوں گن شپ ہیلی کاپٹروں سے بند لانچ پر جیسے میزائلوں کی بارش سی ہوگئی اور خوفناک دھماکوں سے بند لانچ کے لاکھوں ٹکڑے فضا میں اڑ کر پورے دریا میں گرے اور پھر پھیلتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی دونوں گن شپ ہیلی کاپٹر ایک بار پھر ایک دوسرے کی مخالف سمت میں بڑھے اور پھر جیسے ہی دونوں نے ایک دوسرے کو کراس کیا دریا میں گولیوں کی جیسے بارش سی ہوگئی۔ دونوں گن شپ ہیلی کاپٹر اب ایک سرکل میں گھوم کر مسلسل دریا میں مشین گنوں سے فائرنگ کرتے ہوئے دائرے کو کلوز کرتے جا رہے تھے اور پھر دونوں اوپر کو اٹھ کر واپس پلٹنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز سنائی دی تو شاگل نے جلدی سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

”شرمانند پائلٹ بول رہا ہوں سر۔ حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے سر۔ اب ہمیں واپس جانے کی اجازت ہے سر“...... شرمانند کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ اب تم دونوں جا سکتے ہو“...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس جیب میں رکھ لیا تو دونوں گپ شپ ہیلی کاپٹر تیزی سے مڑے اور واپس چلے گئے۔

”دیکھو مایا دیوی۔ ہمیں اب ان کی لاشیں تلاش کرنی ہیں“۔ شاگل نے مایا دیوی سے کہا۔

”یس سر“...... مایا دیوی نے جواب دیا اور پھر ان کا ہیلی کاپٹر اس جگہ پہنچ گیا جہاں گن شپ ہیلی کاپٹروں نے بند لانچ کو میزائلوں سے مکمل طور پر تباہ کر کے وہاں ایک دائرے کی صورت میں فائرنگ کی تھی اور شاگل کے حکم پر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو نیچے لے جا کر فضا میں معلق کر دیا۔

”لاش تو لاش سر یہاں تو گوشت کا ایک ٹکڑا تک نظر نہیں آ رہا۔ صرف لانچ کے ٹکڑے تیرتے پھر رہے ہیں“...... تھوڑی دیر بعد مایا دیوی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا وہ جن بھوت تھے جو دریا کے درمیان میں چلتی ہوئی لانچ سے غائب ہو جائیں“...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سر۔ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ تو کیا کوئی آدمی بھی لانچ میں موجود نہ تھا۔ لانچ خودکار انداز میں چل رہی تھی ورنہ کوئی نہ کوئی گوشت کا لوتھڑا نظر آ جاتا“...... تھوڑی دیر بعد مایا دیوی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”خودکار انداز میں۔ وہ کیسے“...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سر۔ جدید لانچوں میں خودکار انجن آج کل عام استعمال کیے

جاتے ہیں جیسے ہوائی جہازوں میں خودکار انجن ہوتے ہیں جو خودبخود چلتے رہتے ہیں''...... مایا دیوی نے کہا۔

''اوہ۔ تو ہمیں باقاعدہ ڈاج دیا گیا ہے۔ ہمیں ادھر مصروف رکھ کر وہ شیطان سڑک کے راستے سوجام جا رہے ہوں گے لیکن اس پائلٹ کیا نام تھا اس کا۔ ہاں۔ راہول۔ اس نے میرے سامنے بتایا تھا کہ لانچ میں اس سمیت دس افراد موجود ہیں۔ پھر وہ خود یا اس کی لاش کہاں ہے۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے''...... شاگل نے ایسے انداز میں کہا جیسے وہ اپنا سر پیٹ رہا ہو۔

''سر۔ کوئی خاص چکر چلایا جا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے انہوں نے ہیلی کاپٹرز کو آتے دیکھ کر غوطہ خوری کے لباس میں دریا میں چھلانگیں لگا دی ہوں اور ہمارے پہنچنے سے پہلے کنارے پر پہنچ گئے ہوں''...... مایا دیوی نے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہاری بات سمجھ میں آتی ہے۔ یہ ایسے ہی شیطان ہیں۔ ایسی ہی حرکتیں کرتے ہیں''...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا رخ پائلٹ کی طرف کر لیا۔

''سنو پائلٹ۔ کھارگ شہر میں ہمارا سب آفس ہے۔ تم نے دیکھا ہوا ہے۔ وہاں ہیلی کاپٹر لے چلو''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر''...... پائلٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا جبکہ شاگل کے چہرے پر مایوسی کے واضح تاثرات ابھر آئے تھے۔

دریا کے کنارے موجود درختوں کی اوٹ میں صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور جوزف کے ساتھ ساتھ جولیا، صالحہ، شاہینہ لارا اور نازیہ سب موجود تھیں۔ ان سب کی نظریں دریا پر جمی ہوئی تھیں جہاں بند لانچ تیزی سے تیرتی ہوئی نظر آ رہی تھی اور قریب ہی ایک جھاڑی کی اوٹ میں کپتان راہول بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ صفدر آتے ہوئے اسے اٹھا کر ساتھ لے آیا تھا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ بند لانچ کو شاگل فضا سے ہی میزائل فائر کر کے تباہ کر دے گا۔

''عمران کیوں نہیں ہمارے ساتھ اترا۔ کہاں ہے وہ''۔ اچانک شاہینہ لارا کی قدرے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''وہ آ جائے گا۔ شور مچانے کی ضرورت نہیں ہے''...... ساتھ ہی موجود جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ وہ لانچ کے اندر ہے۔ وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اسے

واپس بلاؤ۔ اسے واپس بلاؤ''...... شاہینہ لارا نے اور زیادہ چیختے ہوئے کہا۔

''تم خاموش نہیں رہ سکتی۔ خبردار اب اگر تم نے آواز نکالی تو گولی مار دوں گی''...... جولیا نے اس بار غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مس شاہینہ لارا آپ خاموش رہیں۔ عمران صاحب تر نوالہ نہیں ہیں''...... صفدر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''لیکن۔ لیکن وہ ہلاک ہو جائے گا۔ وہ لانچ سے نہیں اترا۔ اس نے اپنی جان دے کر ہماری جانیں بچائی ہیں لیکن میں اسے اس طرح نہیں مرنے دوں گی۔ میں نہیں مرنے دوں گی''۔ شاہینہ لارا نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔

''شاہینہ لارا۔ یہ کیا حماقت ہے۔ یہ مشن ہے۔ یہاں موت زندگی میں کوئی فرق نہیں ہوتا اور مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ عمران کے لئے یہ سب کوئی مسئلہ نہیں ہے''...... صالحہ نے آگے بڑھ کر شاہینہ لارا کے کاندھے پر ہاتھ سے تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے خود عمران کو دریا میں چھلانگ لگاتے دیکھا ہے''۔ اچانک تنویر نے کہا تو شاہینہ لارا تیزی سے تنویر کی طرف مڑ گئی۔

''کیا تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی۔ کیا تم ٹھیک کہہ رہے ہو''...... شاہینہ لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں جھوٹ نہیں بولا کرتا مس شاہینہ لارا۔ آئندہ ایسا فقرہ میرے ساتھ مت بولنا''...... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ۔ وہ ہیلی کاپٹرز آ گئے۔ وہ سامنے''...... اچانک نازیہ نے چیخ کر کہا تو ان سب کی نظریں تیزی سے اس طرف کو مڑ گئیں جس طرف نازیہ دیکھ رہی تھی اور پھر ان سب کی نظریں ان کی طرف ایسے چپک سی گئیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔ یہ تین ہیلی کاپٹرز جن میں سے ایک عام سا اور دو گن شپ ہیلی کاپٹرز تھے۔ ان تینوں کا رخ اس بند لانچ کی طرف تھا جو اب سیدھی دریا میں آگے کی طرف تیرتی چلی جا رہی تھی اور پھر سادہ ہیلی کاپٹر جس پر واضح طور پر سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان نظر آ رہا تھا وہ پیچھے رہ گیا اور دونوں گن شپ ہیلی کاپٹرز تیزی سے آگے بڑھے اور چند لمحوں بعد فضا خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ اس کے ساتھ ہی دریا پر تیرتی ہوئی بند لانچ ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر دریا میں پھیل گئی اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے دونوں گن شپ ہیلی کاپٹرز نے پورے دائرے سے خوفناک فائرنگ شروع کر دی اور کافی دیر تک فائرنگ کرنے کے بعد وہ دونوں گن شپ ہیلی کاپٹرز تیزی سے مڑے اور پھر جدھر سے آئے تھے ادھر ہی چلے گئے لیکن سیکرٹ سروس کا ہیلی کاپٹر وہیں موجود تھا۔

''وہ مر گیا۔ عمران مر گیا۔ وہ نہیں بچ سکتا۔ میں کہتی ہوں اسے بچاؤ۔ اوہ گاڈ۔ وہ مر گیا''...... یکلخت شاہینہ لارا نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر روتے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔

’’خاموش رہو۔ مت بدشگونی کرو‘‘...... جولیا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

’’تم سب اس کے دشمن ہو۔ تم اس کے دشمن ہو‘‘...... شاہینہ لارا نے اور زیادہ چیختے ہوئے کہا۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے اچانک کوئی دورہ سا پڑ گیا ہو۔

’’خدا کے لئے خاموش ہو جاؤ۔ پلیز‘‘...... یکلخت صالحہ نے آگے بڑھ کر شاہینہ لارا کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’ہیلی کاپٹر ہماری طرف مڑ رہا ہے۔ اوٹ میں ہو جاؤ‘‘۔ جولیا نے چیختے ہوئے کہا اور وہ سب تیزی سے جھاڑیوں کی اوٹ میں لیٹ گئے اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ان کے اوپر سے گزر کر شہر کی طرف اڑتا چلا گیا اور پھر جیسے وہ سب اٹھے شاہینہ لارا پھر چیخ اٹھی۔

’’کیا واقعی عمران بچ جائے گا‘‘...... ایک بار پھر شاہینہ لارا پر عمران کی ہمدردی کا دورہ پڑنے لگا۔

’’اگر تم نے میرے بارے میں یہی امیدیں رکھیں تو پھر میرا بچنا محال ہے‘‘...... اچانک ایک اونچی جھاڑی کے پیچھے سے عمران نے باہر آتے ہوئے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ اس کا لباس گیلا ہو رہا تھا۔

’’یہ تمہارے لئے مری جا رہی تھی۔ کیوں‘‘...... جولیا نے آگے

بڑھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’پرائمری سکول میں خالی جگہ پر کریں لکھا جاتا ہے۔ یہ بھی خالی جگہ پر کرنے کی کوشش کر رہی تھی‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں‘‘...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

’’شکریہ عمران۔ میں واقعی تمہارے لئے بے حد پریشان تھی‘‘۔ شاہینہ لارا نے عمران کی اس بات کو اپنے لئے تعریف سمجھتے ہوئے کہا۔

’’میرے لئے نہیں بلکہ تمہیں کیپٹن شکیل کے لئے پریشان ہونا چاہئے کیونکہ نام نہاد ہی سہی بہرحال تم اس کی بیوی ہو‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب۔ شاگل کا ہیلی کاپٹر ادھر گھارگ شہر کی طرف کیوں گیا ہے‘‘...... صفدر نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

’’اس کی وجہ تم بنے ہو‘‘...... عمران نے جواب دیا تو صفدر سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

’’میں بنا ہوں۔ کیا مطلب‘‘...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’تم اس لانچ کپتان راہول کو ساتھ اٹھا لائے ہو اس لئے‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو۔ یہ کیا پہیلیاں بجھوا رہے ہو‘‘...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''راہول اگر لانچ کے اندر ہوتا تو لانچ کے پرخچے اڑنے کے ساتھ اس راہول کے بھی ٹکڑے اڑ جاتے اور تم نے دیکھا کہ شاگل گن شپ ہیلی کاپٹروں کی واپسی کے باوجود اس جگہ موجود رہا جہاں لانچ کو اڑایا گیا ہے۔ وہ لاشیں چیک کرنا چاہتا تھا لیکن ظاہر ہے لانچ میں کوئی انسان موجود ہی نہ تھا اس لئے اسے لاش یا انسانی جسم کے ٹکڑے اور خون نظر نہیں آیا ہوگا اس لئے وہ سمجھ گیا ہوگا کہ لانچ جس وقت تباہ ہوئی ہے اس وقت اس میں کوئی انسان موجود نہ ہوگا اور اب وہ اس لئے گھارگ شہر گیا ہے تاکہ ہمارے آگے بڑھنے کو روک کر ہمیں ہلاک کر سکے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ واقعی میری وجہ سے آپ کا تمام منصوبہ ناکام ہو گیا ہے۔ لیکن یہ راہول ہمارا دشمن ایجنٹ نہیں تھا۔ یہ عام آدمی ہے جو نوکری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا رزق کما رہا ہے۔ اس کی موت پر ہمیں یقیناً دکھ ہوتا''...... صفدر نے کہا۔

''تمہاری ہمدردی اپنی جگہ لیکن اس قدر زبردست منصوبہ تو ناکام ہو گیا''...... جولیا نے عمران کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔

''وہ کیا کہتے ہیں کہ جب تک اینٹ بنانے کا سانچا موجود ہے۔ اس وقت تک اینٹیں بنتی ہی رہیں گی اور جب تک میں موجود ہوں تب تک منصوبے بنتے ہی رہیں گے۔ ایک منصوبہ ناکام ہو گیا ہے تو کیا ہوا۔ دوسرا کامیاب ہو جائے گا اور صفدر کی بات درست

ہے۔ ہمارا یہ منصوبہ ناکام نہیں ہوا بلکہ ایک انسان کی جان بچ گئی ہے۔ ہم سب کی جانیں بچ گئی ہیں۔ اگر صفدر اٹھ کر کپتان کیبن سے آنے والی ٹرانسمیٹر کی آواز سن کر ہمیں نہ بتاتا تو ہم تو اطمینان سے لانچ میں بیٹھے رہ جاتے اور ایسی صورت میں جب اس انداز میں میزائل لانچ پر پڑتے تب اس منصوبے کا درست معنوں میں حشر ہوتا''...... عمران نے صفدر کے لٹکے ہوئے چہرے کو دیکھ کر کہا تو صفدر کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

''شکریہ عمران صاحب۔ آپ نے واقعی مجھے حوصلہ دے دیا ہے لیکن اب نیا منصوبہ کیا ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''یہاں سے کچھ فاصلے پر دریا پر گھاٹ ہے جہاں لانچیں مچھلی کے شکار اور دریا کی سیر کے لئے کرائے پر ملتی ہیں۔ اب شاگل کے ذہن میں یہ بات نہ آئے گی کہ ہم دوبارہ لانچ حاصل کر سکتے ہیں اس لئے اب وہ زمینی راستوں پر ہمیں ٹریس کر کے ہلاک کرنے کی کوشش کرتا رہے گا جبکہ ہم لانچ کے ذریعے جلدی اور آسانی سے سوجام پہنچ جائیں گے اور پھر وہاں سے ساندر جنگل میں داخل ہو جائیں گے کیونکہ ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے اور ایک ایک لمحہ ہمارے لئے قیمتی ہے اس لئے آؤ۔ کنارے کنارے چلیں اور ہم آسانی سے گھاٹ پر پہنچ جائیں گے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب عمران کی رہنمائی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔

’’حیرت ہے عمران صاحب کہ آپ کا ذہن کیسا ہے کہ آپ نے اتنی آسانی سے دوسرا شاندار منصوبہ بنا لیا۔ انتہائی سادہ لیکن کامیاب‘‘...... شاہینہ لارا نے آگے بڑھ کر عمران کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

’’کیپٹن شکیل میرا بھائی ہے اور اس لحاظ سے آپ میری بھابھی ہیں لہٰذا آپ میری بجائے کیپٹن شکیل کے ساتھ مل کر چلیں اور کچھ نہیں تو ریہرسل تو ہو جائے گی‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’سوری۔ کیپٹن شکیل بڑا بور سا آدمی ہے۔ وہ بات ہی مشکل سے کرتا ہے اور اس کا چہرہ اس قدر غیر جذباتی ہے کہ مجھے الجھن ہونے لگتی ہے‘‘...... شاہینہ لارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تو پھر ساندر جنگل میں کسی قبائلی سردار کی بیوی بن کر رہنے کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ وہ قبائلی لوگ فطرت کے کس قدر قریب ہوتے ہیں۔ پھر ان کی مخصوص حس انہیں فوراً بتا دیتی ہے کہ دونوں آدمیوں کے درمیان کس طرح کے تعلقات ہیں اس لئے تمہاری معمولی سی بیزاری اور بے رخی کا انہیں فوراً علم ہو جائے گا‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تو پھر مجھے کیا کرنا چاہئے۔ میں واقعی ایسا نہیں چاہتی جیسا تم کہہ رہے ہو‘‘...... شاہینہ لارا نے کہا۔

’’تو پھر کیپٹن شکیل سے ایسے ٹریٹ کرو جیسے تم واقعی اس کی بیوی ہو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے شاہینہ لارا۔ تمہیں میں نے پہلے ہی سمجھایا ہے کہ میں اب برداشت نہیں کر سکتی اور اگر تم بضد رہی تو تمہاری لاش یہاں پڑی رہ جائے گی‘‘...... جولیا نے آگے بڑھ کر خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’دیکھو جولیا کیسی شاندار اداکاری کر رہی ہے۔ تم بھی ایسی ہی اداکاری کرو کیپٹن شکیل کے ساتھ‘‘...... عمران نے آہستہ سے کہا تو شاہینہ لارا بے اختیار چونک پڑی۔

’’اوہ۔ تو جولیا اداکاری کر رہی ہے‘‘...... شاہینہ لارا نے چونک کر کہا۔

’’ہاں۔ تاکہ جنگل سے صحیح سلامت واپس آ جائے اور کسی قبائلی کی بیوی بن کر اسے جنگل میں نہ رہنا پڑے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ اب تمہیں مجھ سے کوئی شکایت نہ ہو گی‘‘...... شاہینہ لارا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑی اور سب سے آخر میں جوزف کے ساتھ آتے ہوئے کیپٹن شکیل کے قریب پہنچ کر اس کے کاندھے سے کاندھا ملا کر چلنے لگی۔

’’کوئی خاص بات۔ جو تم اس انداز میں چل رہی ہو‘‘...... کیپٹن شکیل نے خاصے کھردرے لہجے میں کہا۔

’’مجھے عمران صاحب نے بتا دیا ہے کہ میں نے ہر صورت میں تمہاری بیوی کا کردار ادا کرنا ہے ورنہ قبائلی مجھے جنگل میں اپنے پاس رکھ لیں گے اور میں ایسا برداشت نہیں کر سکتی اس لئے اب تم

چاہے جو رویہ بھی اختیار کرو مجھے بہرحال تمہاری بیوی کی اداکاری کرنا ہو گی''۔۔۔۔۔ شاہینہ لارا نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

''عمران صاحب نے جولیا کے ہاتھوں تمہاری زندگی بچانے کے لئے یہ مشورہ دیا ہے۔ تم نے بہرحال جنگل میں جا کر بیوی کی اداکاری کرنی ہے لیکن تم نے تو یہیں سے آغاز کر دیا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم جو مرضی آئے کہو۔ میں اب تمہارے ساتھ ہوں''۔ شاہینہ لارا نے کہا تو اس بار کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا جوزف بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

شاگل کمرے میں بڑی بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ گھارگ میں اس کا چھوٹا سا سنٹر تھا جس کا انچارج مہادیو تھا۔ مہادیو کا کام اب تک مقامی افراد میں سے ایسے لوگوں کو ٹریس کرنا تھا جو ملک و قوم کے خلاف کسی غیر ملکی کی مدد کر رہے ہوں۔ مہادیو کی تربیت ایسی نہ تھی کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابل کھڑا ہو سکے اور یہ بات شاگل بھی جانتا تھا اس لئے اس نے مہادیو کو مایا دیوی کے ماتحت کر کے ان دونوں کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی تلاش پر لگا دیا تھا اور مایا دیوی نے چیکنگ کے لئے ہیلی کاپٹر لے جانے کی درخواست کی تھی جو شاگل نے اس لئے منظور کر لی تھی کہ اس طرح آسانی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کیا جا سکتا ہے اور انہیں گئے ہوئے تقریباً دو گھنٹے گزر چکے تھے لیکن ابھی تک ان کی واپسی نہ ہوئی تھی اس لئے شاگل بے چینی کے عالم میں کمرے میں

مسلسل ٹہل رہا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور مایا دیوی اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے مہادیو تھا۔

"کہاں رہ گئے تھے تم دونوں۔ بولو۔ کیا رپورٹ ہے۔ بولو"۔ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ ہم نے پورے گھارگ اور اس کے ارد گرد کے تمام نواحی علاقوں کا اچھی طرح جائزہ لے لیا ہے لیکن یہ گروپ کہیں نظر نہیں آیا۔ ہم نے یہاں کی چیک پوسٹ کے انچارج سے بھی بات کی ہے۔ اس نے بھی یہی بتایا ہے کہ اس چیک پوسٹ کو ابھی تک کسی غیر ملکی یا مقامی آدمی یا کسی گروپ نے کراس نہیں کیا۔ ہم نے اس سڑک پر بھی دور تک چیکنگ کی ہے۔ خاص طور پر دو بسوں کو روک کر ان کی خاص چیکنگ کی ہے جو سڑک گھارگ سے سوجام کی طرف جاتی ہے لیکن کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ"...... مایا دیوی بات کرتے کرتے البتہ کہہ کر رک گئی۔

"البتہ کیا۔ بولو۔ رک کیوں گئی ہو"...... شاگل نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں نے دریائے ساپی میں ایک لانچ کو سوجام کی طرف جاتے دیکھا ہے۔ میں ہیلی کاپٹر اس لانچ کے اوپر لے گئی لیکن وہاں مقامی پائلٹ کے ساتھ ایک مقامی آدمی موجود تھا اور کوئی آدمی موجود نہ تھا"...... مایا دیوی نے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ پورا گروپ باہر کھڑے ہو کر تمہیں

ہاتھ لہرا کر اپنی گنتی پوری کراتا۔ نانسنس۔ لیکن ان کی لانچ تو تباہ ہو گئی تھی۔ پھر لانچ وہ کہاں سے لے سکتے ہیں"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ یہاں ایک گھاٹ ہے جہاں سے لانچیں کرائے پر اور مچھلی کے شکار کے لئے ملتی ہیں"...... مایا دیوی کے ساتھ کھڑے ہوئے مہادیو نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا اور چونکہ شاگل بھی کھڑا تھا اس لئے مایا دیوی اور مہادیو دونوں بھی شاگل کے سامنے کھڑے رہنے پر مجبور تھے۔

"پھر تم نے گھاٹ سے معلوم کیا"...... شاگل نے چیخ کر کہا۔

"یس سر۔ لیکن وہاں کوئی گروپ نہیں تھا۔ ایک مقامی آدمی نے لانچ دریا کی سیر کے لئے کرائے پر لی ہے۔ لانچ کا کیپٹن شرما ان کا اپنا خاص آدمی ہے"...... مہادیو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس آدمی نے لانچ سیر کے لئے لی ہے۔ یہ کیا بات ہوئی۔ دریا میں سیر کا کیا مطلب ہوا"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہاں کے لوگ لانچیں کرائے پر لے کر دریا کی سیر کے لئے جاتے رہتے ہیں سر"...... مہادیو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ لانچ کس نے دی ہے کرائے پر"...... شاگل نے آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے مایا دیوی اور مہادیو کو بھی اشارے سے کرسیوں پر بیٹھنے کے لئے کہا۔

"سر۔ گھاٹ کا ٹھیکیدار ہے رام گردیو۔ خاصا امیر آدمی ہے۔

اس کی ملکیت میں دس لانچیں ہیں جو کرائے پر دیتا رہتا ہے۔ یہ لانچ بھی اس نے کرائے پر دی ہے‘‘...... مہادیو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

’’جاؤ اور رام گردیو کو یہاں لے آؤ۔ جلدی۔ فوراً اور پھر اسے بڑے کمرے میں زنجیروں سے جکڑ دو۔ پھر مجھے اطلاع کرو‘‘۔ شاگل نے کہا۔

’’لیس سر‘‘...... مہادیو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

’’سر۔ اس طرح رام گردیو کے آنے میں کافی وقت لگ جائے گا اس لئے کیوں نہ وہاں جا کر اس سے پوچھ گچھ کر لی جائے‘‘۔ مایا دیوی نے کہا۔

’’تم مجھے احمق سمجھتی ہو۔ بے وقوف سمجھتی ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں چیف آف سیکرٹ سروس تم سے بھی کم سمجھ دار ہوں۔ کیوں‘‘...... شاگل نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

’’سوری سر۔ میرا یہ مطلب نہ تھا‘‘...... مایا دیوی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’آئندہ خیال رکھنا ورنہ گولی مار دوں گا۔ یہ مقامی لوگ آسانی سے سچ نہیں بولتے۔ ان پر تشدد کرنا پڑتا ہے اور وہاں گھاٹ پر جب ہم اس پر تشدد کریں گے تو یہ دیہاتی علاقہ ہے۔ لوگ ہمارے گلے پڑ جائیں گے جبکہ یہاں وہ سب کچھ چندلمحوں میں اگل دے

گا‘‘...... شاگل نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

’’لیس سر۔ آپ بہتر سمجھتے ہیں سر۔ آپ تجربہ کار ہیں سر‘‘۔ مایا دیوی نے گڑگڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’تمہیں بھی سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے‘‘...... شاگل نے اس بار خاصے نرم لہجے میں کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد مہادیو اندر داخل ہوا۔

’’رام گردیو کو بے ہوش کر کے زنجیروں مین جکڑ دیا گیا ہے جناب‘‘...... مہادیو نے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

’’اسے کیا کہہ کر لے آئے ہو یہاں‘‘...... شاگل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی مایا دیوی بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

’’میں نے اسے کہا ہے کہ آپ اس سے ملنا چاہتے ہیں تو وہ فوراً میرے ساتھ چل پڑا۔ یہاں پہنچ کر میں نے اس کی ناک پر گیس فائر کر کے اسے بے ہوش کر دیا اور پھر میرے آدمیوں نے اسے زنجیروں میں جکڑ دیا‘‘...... مہادیو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’چلو میں دیکھتا ہوں کہ یہ کیا کہتا ہے۔ تم بھی آؤ مایا دیوی‘‘۔ شاگل نے کہا اور پھر چندلمحوں بعد وہ قریبی بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں دیوار کے ساتھ منسلک زنجیروں میں ایک لمبے قد اور بھاری لیکن ورزشی جسم کا مالک آدمی بے ہوشی کے عالم میں جکڑا ہوا تھا۔ مہادیو کے آدمیوں نے سامنے تین کرسیاں رکھ دیں۔

’’کوڑا ہے تمہارے پاس‘‘...... شاگل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے

مہادیو سے پوچھا۔

''یس سر''...... مہادیو نے جواب دیا۔

''کوڑا منگواؤ اور اسے مارنے والا آدمی بھی بلاؤ۔ یہ مجھے موٹے دماغ کا آدمی نظر آ رہا ہے۔ یہ آسانی سے سچ نہیں بولے گا''۔ شاگل نے کہا تو مہادیو نے اپنا ایک آدمی بلانے اور ساتھ ہی کوڑا لے آنے کا حکم دے دیا۔ مایا دیوی شاگل کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی تھی جبکہ مہادیو اس کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد ایک آدمی ہاتھ میں خاردار کوڑا اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے شاگل کو سلام کیا۔

''اسے ہوش میں لے آؤ''...... شاگل نے مہادیو سے کہا تو مہادیو نے جیب سے ایک لمبی گردن والی بوتل نکالی اور رام گردیو کے قریب جا کر اس نے بوتل کا ڈھکنا ہٹایا اور بوتل کا دہانہ اس کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد جب گردیو کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے بوتل ہٹائی اور اس ک ڈھکن لگا کر اس نے بوتل کو واپس جیب میں ڈالا اور واپس آ کر پہلے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تمہارا کیا نام ہے''...... شاگل نے کوڑا بردار سے پوچھا۔

''سرن جناب''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''جب میں کہوں تو تم نے اس وقت تک مسلسل اس پر کوڑے برسانے ہیں جب تک میں اشارے سے بند نہ کراؤں۔ اگر تم

ڈھیلے پڑے تو تمہارا بھی یہی حشر کیا جائے گا''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہم نے تو آپ کے حکم کی تعمیل کرنی ہے''...... سرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس دوران رام گردیو کو ہوش آ گیا اور وہ اب اپنے قدموں پر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

''یہ سب کیا ہے۔ یہ کیا ہے۔ مجھے کیوں زنجیروں میں جکڑا گیا ہے مہادیو۔ یہ کیا ہے''...... گردیو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے جانتے ہو۔ میرا نام شاگل ہے اور میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہوں''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ لیکن مجھے باندھا کیوں گیا ہے۔ میں نے کیا جرم کیا ہے''...... گردیو نے کہا۔

''سنو۔ یہ کوڑا بردار دیکھ رہے ہو۔ یہ میرے اشارے پر تمہاری بوٹیاں اڑا دے گا اور یہاں تمہاری چیخیں سننے والا بھی کوئی نہیں ہے اس لئے جو سچ ہے وہ بتا دو ورنہ''...... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا بتاؤں جناب۔ آپ پوچھیں۔ جو سچ ہو گا میں بتا دوں گا۔ آپ جیسے بڑے افسر کے سامنے میں نے جھوٹ بول کر اپنی ہی موت کو آواز دینی ہے''...... گردیو نے کہا۔

''تم نے لانچ کرائے پر دی ہے۔ کتنے آدمی آئے تھے تمہارے پاس''...... شاگل نے کہا۔

’’ایک آدمی جناب۔ اس نے کہا کہ میں نے دریا کی سیر کرنی ہے اور اس نے دو گھنٹوں کا کرایہ پیشگی دے دیا تو میں نے لانچ اسے دے دی‘‘...... گردیو نے جواب دیا۔

’’سرن۔ اس کی بوٹیاں اڑا دو۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے‘‘۔ شاگل نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور گردیو کے ساتھ کھڑے ہوئے سرن کا بازو تیزی سے گھوما اور کمرہ گردیو کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ ابھی اس کی چیخ مکمل نہ ہوئی تھی کہ سرن کا بازو دوسری بار گھوما۔

’’رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ‘‘...... یکلخت گردیو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو شاگل نے ہاتھ اٹھا کر سرن کو کوڑا مارنے سے روک دیا جبکہ گردیو کی حالت دو کوڑے کھا کر بے حد خراب ہو رہی تھی۔ کوڑے نے اس کا لباس نہ صرف پھاڑ دیا تھا بلکہ اس کے جسم پر بھی زخم ڈال دیئے تھے۔ گردیو کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

’’سب کچھ سچ بتا دو۔ ورنہ‘‘...... شاگل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’وہ۔ وہ میرے پاس اکیلا آدمی آیا تھا لیکن مجھے کیپٹن شونی نے ٹرانسمیٹر پر کوڈ میں بتایا تھا کہ لانچ میں نو افراد سوار ہیں جن میں پانچ مرد اور چار عورتیں ہیں اور یہ سب گھاٹ سے کافی آگے جا کر لانچ میں سوار ہوئے ہیں۔ میں نے اسے ہوشیار رہنے کے لئے کہا

اور اس کے بعد کوئی رابطہ نہیں ہوا‘‘...... گردیو نے رک رک کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’ٹرانسمیٹر پر کوڈ رابطہ۔ اس کا کیا مطلب ہوا‘‘...... شاگل نے حیران ہو کر کہا۔

’’یہ ہمارا آپس میں تیار کردہ کوڈ ہے جس کا مسافروں کو پتہ نہیں چلتا‘‘...... گردیو نے جواب دیا۔

’’یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مثال دو‘‘...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

’’میں کال کرتا ہوں تو اگر کوڈ میں بات کرنی ہوتی ہے تو میں ہیلو ہیلو کہنے کی بجائے ہالو ہالو کہتا ہوں۔ اس سے لانچ کپتان سمجھ جاتا ہے کہ بات کوڈ میں ہو گی۔ میں پوچھتا ہوں کہ موسم کیسا ہے تو وہ کہتا ہے کہ موسم اوکے ہے یا اچھا نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ لانچ میں سوار افراد لانچ کو چوری کرنے کے بارے میں بات چیت نہیں کر رہے یا کر رہے ہیں کیونکہ کئی بار ایسا ہو چکا ہے کہ لانچ کرائے پر لے جا کر لوگ کپتان کو مار دیتے ہیں یا اتار دیتے ہیں اور لانچ چوری کر لی جاتی ہے‘‘...... گردیو نے رک رک کر جواب دیا لیکن اس کی آواز آہستہ آہستہ ڈوبتی جا رہی تھی۔ زخموں کی وجہ سے اس پر نیم بے ہوشی سی طاری ہو رہی تھی۔

’’اسے اٹھا کر باہر پھینکو اور مہادیو اور مایا دیوی تم میزائل گن لے کر میرے ساتھ چلو۔ ہم نے اس لانچ کو تباہ کرنا ہے۔ اس میں

وہ شیطان جا رہے ہیں''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور پھر ایک لحاظ سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ تھوڑی دیر بعد شاگل، مہادیو اور مایا دیوی تینوں شاگل کے خصوصی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر فضا میں اڑتے چلے جا رہے تھے۔ شاگل کے حکم پر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو دریائے ساپی کے اوپر رکھا تھا اور اس کا رخ سوجام کی طرف تھا۔ شاگل اور مایا دیوی دونوں کھڑکیوں سے منہ نکالے آنکھوں سے دوربینیں لگائے ہوئے تھے تاکہ گردیو کی لانچ کو دور سے ہی چیک کر سکیں۔ گردیو نے انہیں بتایا تھا کہ اس کی لانچوں کی مخصوص نشانی سرخ رنگ کا جھنڈا ہے جس کے اندر کنڈلی مارے کوبرا سانپ کی تصویر بنی ہوئی ہے اور پھر تقریباً چالیس منٹ کی تیز رفتاری کے بعد اچانک مایا دیوی کو دریا کے درمیان ایک دھبہ سا دکھائی دینے لگا تھا لیکن وہ دانستہ خاموش رہی تھی کیونکہ پہلے بھی وہ شاگل سے پہلی لانچ کے بارے میں بتانے پر اس سے جھاڑ کھا چکی تھی۔

''یہ لانچ ہے یقیناً۔ پائلٹ رفتار کم کرو اور بلندی پر رہنا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ شیطان نیچے سے فائر کھول دیں''...... شاگل نے کہا تو پائلٹ نے نہ صرف ہیلی کاپٹر کی رفتار کم کر دی بلکہ اس کی بلندی میں بھی اضافہ کر دیا۔

''سر۔ یہ لانچ تو واپس آ رہی ہے''...... اچانک مایا دیوی نے کہا۔

''واپس آ رہی ہے۔ کیوں۔ کیا مطلب۔ کیوں واپس آ رہی ہے۔ بولو۔ کیوں واپس آ رہی ہے''...... شاگل نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ شاید اسے خود بھی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ اس بات پر کیا کہے۔

''یہ شاید ہمارے دشمنوں کو سوجام پہنچا کر واپس آ رہی ہے جناب''۔ مایا دیوی نے کہا۔

''دریائے ساپی سوجام سے تقریباً بیس کلومیٹر دور بہتا ہے۔ اس لئے اگر یہ لوگ اتر گئے ہیں تو پھر یہ ابھی تک سوجام نہیں پہنچے ہوں گے''...... شاگل نے کہا۔

''سر۔ یہ لوگ بے حد شاطر لوگ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہمیں دور سے دیکھ کر لانچ گھما کر اس کا رخ بدل دیا ہو تاکہ ہم یہی سمجھیں کہ یہ لانچ خالی ہے''...... مایا دیوی نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ یہ واقعی شاطر ترین لوگ ہیں لیکن اب اس بات کی چیکنگ کیسے کی جائے''...... شاگل نے کہا۔

''جناب۔ ہر لانچ میں ٹرانسمیٹر موجود ہوتا ہے اور ان سب کی فریکونسی بھی ایک ہی رکھی گئی ہے تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں ان سے بات ہو سکے۔ اگر آپ حکم دیں تو میں رابطہ کروں''...... مہادیو نے کہا تو شاگل اور مایا دیوی دونوں چونک پڑے۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جنرل فریکونسی پر خاص لانچ سے رابطہ کیا

جا سکے''...... مایا دیوی نے کہا۔

''جناب۔ لانچ پر اس کا مخصوص نمبر ہوتا ہے اور مجھے گردیو نے بتایا تھا کہ جو لانچ کرائے پر دی گئی ہے اس کا نمبر الیون ہے۔ یہ نمبر جب جنرل فریکوئنسی کے ساتھ شامل کر دیا جائے تو پھر الیون نمبر لانچ سے ہی رابطہ ہو گا''...... مہادیو نے جواب دیا۔

''اوہ۔ کرو بات اس سے۔ فوراً۔ اور جب رابطہ ہو جائے تو پھر مجھ سے اس کی بات کراؤ''...... شاگل نے کہا تو مہادیو نے اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ کیپٹن لانچ جواب دو۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور''...... مہادیو نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''کیپٹن لانچ الیون اٹنڈنگ یو۔ کون بول رہا ہے۔ اوور''۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''میں ہیلی کاپٹر سے تمہیں کال کر رہا ہوں۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس بذات خود ہیلی کاپٹر میں تشریف فرما ہیں۔ ان سے بات کرو اور سنو۔ ان کے سوالوں کا درست جواب دینا ورنہ تم اپنے بال بچوں سمیت عبرتناک انجام سے دوچار ہو جاؤ گے۔ اوور''...... مہادیو نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

''کرائیں بات جناب۔ اوور''...... اس بار دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

''ہیلو۔ چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ اوور''۔ شاگل نے ٹرانسمیٹر لے کر تحکمانہ لہجے میں کہا جبکہ اس دوران پائلٹ دریا میں تیرتی ہوئی لانچ نمبر الیون کے اوپر لیکن خاصی بلندی پر ہیلی کاپٹر اڑائے چلا جا رہا تھا۔

''یس سر۔ حکم سر۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا نام ہے تمہارا۔ اوور''...... شاگل نے کہا کیونکہ گردیو نے اسے اس لانچ کے کیپٹن کا نام شونی بتایا تھا۔ شاگل نے کنفرم کرنے کے لئے کہ دریا میں تیرنے والی وہی لانچ ہے یا کوئی اور ہے، اس سے نام پوچھا تھا۔

''میرا نام کیپٹن شونی ہے اور یہ لانچ نمبر الیون ہے۔ اوور''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تمہاری لانچ کہاں ہے اس وقت۔ اوور''...... شاگل نے پوچھا۔

''دریا میں سر اور میں آپ کا ہیلی کاپٹر آسمان پر اڑتا ہوا دیکھ رہا ہوں سر۔ اوور''...... کیپٹن شونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مالک رام گردیو اس وقت ہماری تحویل میں ہے اور اس نے بتایا ہے کہ تم نے اسے ٹرانسمیٹر پر کوڈ میں بتایا تھا کہ لانچ پر نو افراد سوار ہیں۔ کیا یہ درست ہے۔ اوور''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ لانچ ایک آدمی نے کرائے پر لی ہے لیکن کچھ فاصلے پر دریا کے کنارے مزید چار عورتیں اور چار مرد موجود تھے۔ وہ بھی

لانچ میں سوار ہو گئے۔ اوور''...... کیپٹن شونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس وقت لانچ میں کتنے افراد سوار ہیں۔ اوور''...... شاگل نے پوچھا۔

''جناب۔ اس وقت لانچ میں میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ وہ سب کانگری گھاٹ پر اتر گئے ہیں اور انہوں نے مجھے لانچ واپس لے جانے کا کہا ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''کہاں ہے یہ کانگری گھاٹ۔ اوور''...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

''سوجام کے قریب ہے جناب۔ سوجام شہر سے تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر۔ اوور''...... کیپٹن شونی نے جواب دیا۔

''کیا یہ لوگ بیس کلومیٹر پیدل چلیں گے۔ اوور''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''نہیں سر۔ کانگری گھاٹ سے انہیں سوجام تک بڑی جیپ سروس مل جائے گی۔ یہ سروس کانگری گھاٹ سے سوجام اور سوجام سے کانگری گھاٹ کے درمیان چلتی ہے۔ اوور''...... کیپٹن شونی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ او کے۔ اوور اینڈ آل''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے واپس مہادیو کے حوالے کر دیا اور اپنی جیب سے ایک اور ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے

تیزی سے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی اور پھر وہ پائلٹ سے مخاطب ہوا اور اسے سوجام چلنے کا حکم دے کر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑنا شروع کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ شاگل کالنگ۔ اوور''...... شاگل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ کیپٹن راجندر اٹنڈنگ یو سر۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''سنو۔ ہم ہیلی کاپٹر پر سوجام پہنچ رہے ہیں۔ پاکیشیائی ایجنٹ جن کی تعداد نو ہے۔ پانچ مرد اور چار عورتیں دریائے ساپی پر سفر کرتے ہوئے کانگری گھاٹ پر اترے ہیں اور انہوں نے کانگری سے سوجام پہنچنا ہے اور لانچ کیپٹن کے مطابق کانگری گھاٹ سے سوجام تک بڑی جیپ سروس چلتی ہے۔ یہ لوگ یقیناً کوئی بڑی جیپ ہائر کر کے سوجام پہنچیں گے۔ تم فوراً اپنے آدمیوں سمیت کانگری گھاٹ سے سوجام جانے والے راستے پر چیکنگ کرو اور انہیں دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دو۔ اوور''...... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں پہلے ہی اس راستے کی باقاعدہ چیکنگ کر رہا ہوں۔ اوور''...... کیپٹن راجندر نے کہا۔

''ہم آ رہے ہیں اور ہمارے آنے سے پہلے تمہیں ان کا خاتمہ

کرنا ہے۔ میں ان کی لاشیں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اوور"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر سوجام شہر میں واقع سیکرٹ سروس کے سنٹر کے کھلے احاطے میں اتر گیا۔ شاگل، مایا دیوی اور مہادیو تینوں نیچے اترے تو عمارت کی طرف سے دو آدمی تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے شاگل کو باقاعدہ سیلوٹ کیا۔

"کہاں ہے لاشیں"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"لاشیں۔ جناب کس کی لاشیں"...... ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیپٹن راجندر کو میں نے ٹرانسمیٹر کال میں حکم دیا تھا کہ میرے یہاں پہنچنے سے پہلے وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں یہاں پہنچا دے۔ اس نے اب تک کیوں نہیں پہنچائیں"...... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوا۔

"جناب۔ جناب۔ کیپٹن راجندر کو گولی مار دی گئی ہے۔ وہ شدید زخمی ہیں"...... اس آدمی نے چیخ کر کہا تو شاگل سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"کہاں ہے کیپٹن راجندر۔ کس نے ماری ہے گولی۔ بولو"۔

شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"باس نے ایک جیپ کو روکا تو اس میں نو افراد سوار تھے۔ باس نے یکلخت اسلحہ نکال کر انہیں ہینڈز اپ کر کے جیپ سے باہر آنے کا کہا تو ان میں سے ایک حبشی نے اچانک فائر کھول دیا اور کیپٹن صاحب نیچے گر پڑے اور جیپ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ ہم نے اس پر فائرنگ کی لیکن وہ اس قدر تیز رفتار تھی کہ ہماری گولیاں اس تک نہ پہنچ سکیں"...... آنے والے نے کہا۔ اسی لمحے پھاٹک سے ایک جیپ اندر داخل ہوئی اور شاگل کے قریب آ کر رک گئی۔ اس میں سے چار افراد باہر آئے۔

"جناب۔ کیپٹن راجندر ہلاک ہو گئے ہیں اور مجرم نکل گئے ہیں۔ وہ جنگل میں داخل ہو گئے ہیں"...... ایک آدمی نے شاگل کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ وہ لوگ ہماری ساری کوششوں کے باوجود ہمارے ہاتھوں سے نکل کر ملٹری انٹیلی جنس کے ایریئے میں چلے گئے ہیں۔ ویری سیڈ۔ ریئلی ویری سیڈ"...... شاگل نے ایسے افسوس بھرے لہجے میں کہا جیسے جواری اپنی آخری پونجی جوئے میں ہار کر جوئے کو برا بھلا کہتا ہے۔

"باس۔ ہم ان کے پیچھے بھی تو جا سکتے ہیں"...... مایا دیوی نے کہا۔

"یہی تو مصیبت ہے۔ صدر صاحب نے مجھے یہاں تک پابند

کر دیا ہے ورنہ میں قبر تک ان کا پیچھا نہ چھوڑتا۔ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل رمیش اور قومی سلامتی کے مشیر کرنل کرشن دونوں دوست ہیں اور دونوں نے مل کر صدر صاحب کو پٹی پڑھائی ہے''...... شاگل نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''سر۔ ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل ناتھ تو کاروش علاقے میں آج کل پہرہ دے رہے ہیں جبکہ حملہ آوروں کی جیپ کو میں نے سرام کی طرف جاتے دیکھا ہے اور سرام کے راستے سے یہ آسانی سے جنگل میں داخل ہو سکتے ہیں''...... ایک اور آدمی نے کہا۔

''کیا تم کبھی اس راستے پر گئے ہو''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ کئی بار میں تو جنگل کے اندر تک گیا ہوں۔ سردار بیتال سے بھی میری کئی بار ملاقات ہو چکی ہے''...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو شاگل کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... شاگل نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''گوپال چند۔ میں کیپٹن راجندر کا نمبر ٹو ہوں سر''...... گوپال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو سنو۔ آج سے تم یہاں کے انچارج ہو۔ تمہارا عہدہ بھی اب کیپٹن کا ہو گا۔ تم اب کیپٹن گوپال ہو۔ چلو ہمارے ساتھ۔ ہم اب بھی جنگل میں جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر سکتے ہیں''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ملٹری انٹیلی جنس تو اس راستے پر موجود ہی نہیں ہے سر۔ جس راستے سے میں آپ کو لے جاؤں گا''...... کیپٹن گوپال نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چلو فوراً۔ ہم نے ہیلی کاپٹر لے جانا ہے''۔ شاگل نے کہا تو کیپٹن گوپال نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ سب ایک کونے میں کھڑے ہیلی کاپٹر کی طرف تیزی سے بڑھتے چلے گئے۔

جیپ خاصی تیز رفتاری سے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران گھاٹ سے لانچ کرائے پر لے کر سوار ہوا تھا اور پھر اپنے ساتھیوں کو آگے سے سوار کر کے وہ سیدھے کانگری گھاٹ پہنچے تھے۔ اس لانچ کا کپتان شونی تھا جسے ایک بھاری رقم دے کر عمران نے اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ وہ انہیں ایسے گھاٹ پر اتار دے جہاں سے انہیں جنگل میں جانے کے لئے کوئی ٹرانسپورٹ مل سکے اور شونی نے انہیں بتایا کہ کانگری گھاٹ سے سوجام اور سوجام سے آگے جنگل میں جانے کے لئے انہیں جیپ مل سکتی ہے تو عمران نے اسے مزید رقم دے کر رضامند کر لیا کہ وہ ایک جیپ کا انہیں بندوبست کر دے۔ اس کے بعد واپس چلا جائے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ شونی نے کانگری گھاٹ پر ایک جیپ

اپنی ضمانت پر اور نقد رقم دے کر لے دی۔ عمران نے جیپ ڈرائیور سے کافی دیر تک ڈسکشن کر کے جنگل میں جانے والے اس راستے کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں جس راستے سے وہ بغیر کسی رکاوٹ کے جنگل میں داخل ہو سکتا تھا کیونکہ جیپ کے ڈرائیور نے اسے بتایا کہ دوسرے راستوں پر ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل ناتھ نے باقاعدہ ناکہ بندی کر رکھی ہے اور وہ کسی قسم کی کسی سواری کو آگے نہیں جانے دیتا۔ اس سے ان کا کاروبار بھی تقریباً تباہ ہو کر رہ گیا تھا اس لئے انہوں نے اپنے کاروبار کے تحفظ کے لئے یہ خصوصی راستہ تلاش کیا ہے جو اصل راستے سرام کے قریب سے ہو کر آگے چلا جاتا ہے اور چونکہ یہ انتہائی دشوار گزار راستہ تھا اس لئے اس راستے سے جیپیں نہیں جاتی تھیں لیکن اب اس راستے سے جنگل کے اندر تک ٹورسٹ کو لے جایا جاتا تھا۔ گو جیپ کے ڈرائیور نے ساتھ جانے پر کافی اصرار کیا لیکن عمران نے اسے بھاری رقم دے کر خاموش کر دیا تھا۔ اس نے ڈرائیور کو صرف یہ کہا تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی بغیر کسی مداخلت کے جنگل کے اندر جنگل لائف کو انجوائے کرنا چاہتے ہیں۔ البتہ ڈرائیور نے انہیں منع کیا تھا کہ وہ جنگل کے صرف اس حصے تک جائیں جہاں قبائلی نہیں رہتے۔ ان کی نشانی اس نے کالے درختوں کی حد بندی بتائی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ سیاہ رنگ کے درخت دور سے بھوتوں کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ اس سے آگے جانے والا سوائے مقامی قبائلیوں کے

ہلاک کر دیا جاتا ہے اور عمران نے اس سے کہا کہ وہ اس کی باتوں کا خیال رکھے گا۔ چنانچہ جیپ لے کر وہ سب کانگری سے روانہ ہوئے۔ تقریباً بیس کلومیٹر پر شہر سوجام تھا جس کے بعد جنگل کی حدود شروع ہو جاتی تھی اور ابھی وہ سوجام کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ان کے سروں پر سے ایک ہیلی کاپٹر گزرا تو عمران اس ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے ہیلی کاپٹر پر سیکرٹ سروس کا خصوصی نشان چیک کر لیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ شاگل کا ہیلی کاپٹر ہے اور گو انہوں نے شاگل کو ڈاج دینے کے لئے لانچوں کے سارے چکر چلائے تھے لیکن لگتا تھا کہ شاگل بھوت کی طرح ان کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اب وہ ان سے پہلے سوجام پہنچ کر یقیناً ان کا راستہ روکنے کی کوشش کرے گا۔

''جوزف''...... عمران نے سب سے عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوزف کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے جواب دیا۔

''شاگل اور اس کا ہیلی کاپٹر ہمارے ساتھ ساتھ ہے۔ وہ سوجام پہنچ کر ہمیں روکنے کی کوشش کرے گا اس لئے تم نے خیال رکھنا ہے اور تیار رہنا ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے مختصر سا جواب دیا تو عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''ابھی جو ہیلی کاپٹر گزرا ہے کیا وہ شاگل کا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ اصل میں یہاں کریڈٹ لینے کی لڑائی ہے اور ہمیشہ رہی ہے۔ یہاں بھی اور اسرائیل میں بھی اور ہم نے اس لڑائی سے ہمیشہ فائدہ اٹھایا ہے۔ اب جو صورت حال بتائی جا رہی ہے کہ سوجام تک سیکرٹ سروس کی حدود ہے۔ اس کے بعد جنگل کے اندرونی حصے تک ملٹری انٹیلی جنس کی حدود ہے۔ اس کے بعد آگے جنگل کے اپنے خطرات ہیں اور پھر اس سپیشل اسٹیشن کی اپنی سیکورٹی ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پھر تو وہاں تک پہنچنا ناممکن ہے''...... اس بار نازیہ نے کہا۔

''کوئی چیز ناممکن نہیں ہوتی۔ صرف حوصلے اور ہمت کی ضرورت ہوتی ہے''...... کسی اور کے بولنے سے پہلے تنویر نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''اور تم فکر مت کرو نازیہ۔ تنویر میں وہ ہمت اور حوصلہ ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''میں کیوں فکر کروں۔ کیا مطلب ہوا اس کا''...... نازیہ نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''قدیم دور میں شادیاں ایسے نہیں ہوا کرتی تھیں کہ دو خاندان ملے اور رشتہ طے کر لیا۔ پھر بارات آئی اور نکاح ہوا اور رخصتی ہو گئی بلکہ لڑکی کو قبیلے میں سے اٹھا کر لے جانا پڑتا تھا اور قبیلے والے ظاہر ہے خطرناک حد تک مزاحمت کرتے تھے اور اس مزاحمت کے

باوجود یہ صرف ہمت اور حوصلہ ہی ہوتا تھا جو کامیابی ملتی تھی اس لئے میں نے کہا کہ فکر مت کرو۔ تنویر میں ہمت اور حوصلہ موجود ہے۔ وہ باوجود مزاحمت کے تمہیں لے جا سکتا ہے“...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”آپ نے تو صرف اداکاری کی بات کی تھی۔ اب لگتا ہے کہ آپ سیرئس ہوتے جا رہے ہیں“...... نازیہ نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ اسے فضول بولنے کی عادت ہے۔ ویسے مجھے کوئی ضرورت نہیں تمہیں اٹھا کر لے جانے کی“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ میری توہین کر رہے ہیں۔ کسی خاتون کو اس انداز میں جواب نہیں دیا جاتا“...... نازیہ الٹا تنویر پر ناراض ہو گئی۔

”بس۔ بس۔ ابھی نہیں۔ ان باتوں کا فیصلہ جنگل میں ہو گا۔ قبائلی چیک کریں گے کہ کس کی اداکاری اچھی ہے اور کس کی نہیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ تفصیل بتا رہے تھے۔ اب ہم کس کی حدود میں ہیں۔ کیا ابھی تک ہم شاگل کی حدود میں ہیں“...... صفدر نے شاید موضوع تبدیل کرنے کے لئے کہا۔

”سوجام تک شاگل کی حدود ہے اور لامحالہ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ ہم یہاں پہنچ چکے ہیں یا پہنچنے والے ہیں اس لئے یہاں

لازماً چیکنگ ہو گی اور اسی چیکنگ کے لئے میں نے جوزف کو کہہ دیا ہے۔ وہ یہ رکاوٹ دور کر دے گا۔ اس کے بعد ہم جس راستے سے جنگل میں داخل ہو رہے ہیں اس راستے پر ملٹری انٹیلی جنس کی چیکنگ نہیں ہے کیونکہ تمہارے چیف کے مقامی ایجنٹ نے جو معلومات پہنچائی ہیں ان کے مطابق سوجام سے آگے ماروتی علاقے میں داخل ہونے کے لئے دو راستے ہیں۔ ایک مغرب کی طرف سے ہے جسے کاروش کہا جاتا ہے اور دوسرا راستہ شمال کی طرف ہے۔ اس علاقے کو سرام کہتے ہیں۔ ملٹری انٹیلی جنس کا انچارج وہاں کرنل ناتھ ہے۔ ان دونوں راستوں پر ملٹری انٹیلی جنس کی چیک پوسٹیں ہیں اور درمیان میں ان کی پارٹیاں گشت کرتی رہتی ہیں لیکن ان لوگوں نے سرام سے ہٹ کر ایک اور دشوار گزار راستہ تلاش کر لیا ہے جس پر ہم جا رہے ہیں۔ البتہ راستے میں سوجام چیک پوسٹ بہرحال آئے گی جہاں شاگل کے آدمی موجود ہوں گے“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جیپ نے ایک موڑ مڑا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ کی رفتار آہستہ کر دی۔

”چیک پوسٹ آ گئی ہے جوزف“...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”یس باس۔ آپ بے فکر رہیں“...... جوزف نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ آپ بار بار جوزف کو کیوں مخاطب کر رہے ہیں“...... صفدر

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا جیپ ایک چیک پوسٹ پر پہنچ گئی۔ وہاں چار مسلح افراد موجود تھے۔ انہوں نے جیپ کو رکنے کا اشارہ کیا تو عمران نے جیپ کو آہستہ کر کے روک دیا۔ ایک باوردی کیپٹن تیزی سے آگے بڑھا۔

''اپنے ہاتھ سروں پر رکھ کر نیچے اتر آؤ''...... کیپٹن نے جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا خاصے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا جبکہ باقی تین افراد ویسے ہی کھڑے تھے۔ ان کی مشین گنیں ان کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں۔

''تمہارا تعلق کس سے ہے۔ سیکرٹ سروس سے یا ملٹری انٹیلی جنس سے''...... عمران نے کہا تو وہ کیپٹن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم پاکیشیائی ایجنٹ۔ میں تمہیں''...... کیپٹن نے یکلخت چیختے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنا فقرہ مکمل کرتا سٹک سٹک کی آوازیں سنائی دیں اور کیپٹن چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران نے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی اور پھر جیپ اس قدر تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی کہ مشین گن کی فائرنگ رینج سے بھی آؤٹ ہو گئی تھی۔ سائیلنسر لگے مشین پسٹل سے کیپٹن پر فائرنگ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوزف نے کی تھی۔ طاقتور انجن کی جیپ انتہائی رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سائیڈ پر سوجام شہر کی عمارتیں دور سے نظر آ رہی تھیں۔

''اب آگے کیا ہو گا عمران صاحب''...... صفدر نے پوچھا۔

''بس زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے بعد ہم جنگل کے اس علاقے میں داخل ہو جائیں گے جسے ماروتی کہا جاتا ہے۔ پھر وحشی قبائل ہوں گے اور ہم ہوں گے۔ وہ کیا خوبصورت گیت ہے کہ ہم تم ہوں گے بادل ہو گا، رقص میں سارا جنگل ہو گا''...... عمران نے مزے لے لے کر کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

سوجام اور ماروتی جنگل کے درمیان ملٹری انٹیلی جنس کے تربیت یافتہ افراد تقریباً ہر جگہ موجود تھے۔ ماروتی علاقے میں داخل ہونے کے دونوں راستوں کاروش اور سرام پر ملٹری انٹیلی جنس کی چیک پوسٹیں بنی ہوئی تھیں۔ دونوں راستوں کے درمیان ملٹری انٹیلی جنس کے افراد جیپوں میں گشت بھی لگاتے رہتے تھے تاکہ اگر پاکیشیائی ایجنٹ وہاں پہنچیں اور وہ کسی بھی راستے سے ماروتی جنگل میں داخل ہونے کی کوشش کریں تو انہیں ہلاک کیا جا سکے۔ درمیانی علاقے میں باقاعدہ ایک بڑا سا احاطہ بنایا گیا تھا جس میں لکڑی کے چند کمرے بھی بنائے گئے تھے۔ یہ اس علاقے میں ملٹری انٹیلی جنس کا ہیڈکوارٹر تھا اور کرنل ناتھ جو اس سارے علاقے میں ملٹری انٹیلی جنس کا انچارج تھا اس ہیڈکوارٹر کے ایک کمرے میں باقاعدہ آفس بنا کر اس میں بیٹھا ہوا تھا۔ احاطے کے اندر ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر

RAFFREXO@HOTMAIL.COM

بھی ہر وقت موجود رہتا تھا اور کرنل ناتھ اس ہیلی کاپٹر پر اکثر فضائی راؤنڈ بھی کرتا رہتا تھا۔ کرنل ناتھ کے آفس میں سیٹلائٹ سے منسلک خصوصی فون بھی موجود تھا۔ ایسے ہی فون دونوں چیک پوسٹوں پر بھی موجود تھے جہاں سے کرنل ناتھ کو باقاعدگی سے رپورٹیں ملتی رہتی تھیں۔ اس وقت بھی کرنل ناتھ جو لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا مالک تھا، مکمل یونیفارم میں ملبوس آفس میں بیٹھا تحریری رپورٹ پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’کرنل ناتھ بول رہا ہوں‘‘...... کرنل ناتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

’’گورو دیو بول رہا ہوں جناب۔ سیکرٹ سروس سوجام سیکشن سے‘‘...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا اور کرنل ناتھ گورو دیو کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ گورو دیو سیکرٹ سروس کے سوجام سنٹر میں ملٹری انٹیلی جنس کا خصوصی مخبر تھا۔

’’کوئی خاص بات‘‘...... کرنل ناتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

’’سر۔ یہاں سیکشن ہیڈکوارٹر پر ہیلی کاپٹر کے ذریعے سیکرٹ سروس کے چیف شاگل ایک عورت اور ایک مرد کے ساتھ پہنچے۔ ادھر سوجام چیک پوسٹ پر ایک جیپ کو روکا گیا تو اس میں موجود ایک افریقی نژاد آدمی نے کیپٹن راجندر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا اور جیپ کو تیز رفتاری سے دوڑا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

بقول اطلاع دہندہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ تھے جن کے تعاقب میں چیف شاگل خود یہاں آیا تھا۔ اس جیپ کا رخ سرام کے علاقے سے گزر کر ماروتی کی طرف ہے۔ یہ اطلاع ملتے ہی چیف شاگل ہیلی کاپٹر لے کر ان کے پیچھے گئے ہیں تاکہ انہیں ہلاک کر کے اس کا کریڈٹ وہ خود لے سکیں“...... گورو دیو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن سوجام سے آگے تو ہماری عمل داری ہے۔ چیف شاگل کیسے اس میں مداخلت کر سکتے ہیں“...... کرنل ناتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

”وہ ان باتوں کی پرواہ نہیں کیا کرتے جناب۔ وہ اس جیپ پر میزائل فائر کر کے انہیں ہلاک کریں گے اور پھر ان کی لاشیں اپنے ہیلی کاپٹر میں ڈال کر وہ صدر کے سامنے رکھ دیں گے۔ اس طرح وہ کریڈٹ حاصل کر لیں گے“...... گورو دیو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ۔ میں ابھی سب بندوبست کرتا ہوں“...... کرنل ناتھ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ اپر چیک پوسٹ انچارج گوندا اٹنڈنگ یو“...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل ناتھ بول رہا ہوں۔ تمہیں کوئی ہیلی کاپٹر سوجام کی طرف سے سرام یا ماروتی کی طرف آتا دکھائی دیا ہے“...... کرنل ناتھ نے کہا۔

”یس سر۔ ایک ہیلی کاپٹر جس پر سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان ہے آتا دکھائی دے رہا ہے۔ کیا اسے ہٹ کرنا ہے یا چھوڑ دینا ہے جناب“...... گوندا نے کہا۔

”یہ ایک جیپ کا پیچھا کر رہا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ یہ جیپ پر میزائل فائر کرے۔ گو اس جیپ میں دشمن ایجنٹ ہیں لیکن سیکرٹ سروس ان کی ہلاکت کا کریڈٹ لینا چاہتی ہے۔ تم اس ہیلی کاپٹر پر اس انداز میں فائر کرو کہ وہ ہٹ نہ ہو سکے اور آگے بھی نہ بڑھ سکے اور خود ہی واپس چلا جائے۔ سنا تم نے۔ یہ میرا حکم ہے“۔ کرنل ناتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ناتھ نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”مین چیک پوسٹ سرام سے کرشن بول رہا ہوں“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل ناتھ بول رہا ہوں“...... کرنل ناتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ حکم سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا سرام سے ہٹ کر کوئی اور راستہ بھی ہے ماروتی جانے

کا''...... کرنل ناتھ نے پوچھا۔

''یس سر۔ سرام سے چار کلومیٹر کے فاصلے پر ایک قدیم راستہ ہے لیکن وہ انتہائی خطرناک اور دشوار گزار جنگلی راستہ ہے اور طویل عرصے سے متروک ہے''...... کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس راستے پر کوئی چیک پوسٹ بنائی ہوئی ہے تم نے یا نہیں''۔ کرنل ناتھ نے کہا۔

''نہیں جناب۔ یہ تو متروک راستہ ہے۔ اسے کون استعمال کرے گا''...... کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ راستہ ماروتی میں کہاں پہنچتا ہے جس کے آگے جیپ نہ جا سکتی ہو''...... کرنل ناتھ نے کہا۔

''ماروتی میں ایک کالا جنگل نامی علاقہ ہے۔ انتہائی سخت گھنا جنگل۔ اس کے بعد جیپ تو جیپ ایک آدمی بمشکل وہاں سے گزر سکتا ہے اور اگر گزر بھی جائے تو آگے سب سے پہلے وحشی قبیلہ کراک کالے جنگل میں رہتا ہے۔ وہ وہاں آنے والے کو فوراً ہلاک کر دیتے ہیں''...... کرشن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم پوری طرح ہوشیار رہو۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایک جیپ میں سوار نو افراد کا گروپ سرام کے قریب سے ماروتی میں داخل ہو رہا ہے۔ ہم نے اسے نہ صرف کور کرنا ہے بلکہ انہیں ہلاک بھی کرنا ہے''...... کرنل ناتھ نے کہا۔

''لیکن باس۔ یہ کیسے ہو گا۔ ہم تو سرام کی چیک پوسٹ پر موجود ہیں''...... کرشن نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کا بندوبست میں خود کروں گا۔ میں خود بھی وہیں جا رہا ہوں''...... کرنل ناتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''چیک پوسٹ نمبر تھری''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ کرنل ناتھ نے ہر اہم چیک پوسٹ پر سیٹلائٹ فون نصب کرا رکھے تھے تاکہ وہ سب سے براہ راست رابطے میں مستقل طور پر رہ سکے۔

''کرنل ناتھ بول رہا ہوں''...... کرنل ناتھ نے کہا۔

''یس سر۔ حکم سر۔ شنکر بول رہا ہوں سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں''...... کرنل ناتھ نے پوچھا۔

''دس ہیں جناب''...... شنکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے ماروتی میں کالا جنگل دیکھا ہوا ہے''...... کرنل ناتھ نے پوچھا۔

''یس سر۔ ہم سب نے دیکھا ہوا ہے۔ وہاں تک تو ہم جا سکتے ہیں۔ اس کے بعد وحشی قبائل کی آبادیاں ہیں''...... شنکر نے جواب دیا۔

''تم اپنے تمام آدمیوں سمیت وہاں پہنچ جاؤ۔ میں بھی وہیں پہنچ رہا ہوں۔ تم سب کو پوری طرح مسلح ہونا چاہئے۔ دشمن ایجنٹ کسی بھی لمحے وہاں پہنچ سکتے ہیں اور ہم نے انہیں پکڑ کر ہلاک کرنا ہے''...... کرنل ناتھ نے کہا۔

''یس سر۔ ہم پہنچ رہے ہیں سر''...... شنکر نے جواب دیا تو کرنل ناتھ نے رسیور کھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ناتھ نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل ناتھ سپیکنگ''...... کرنل ناتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

''اپر چیک پوسٹ سے گوندا بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے گوندا کی آواز سنائی دی تو کرنل ناتھ بے اختیار چونک پڑا۔

''کوئی خاص بات''...... کرنل ناتھ نے کہا۔

''یس سر۔ سیکرٹ سروس کا ہیلی کاپٹر ہماری رینج میں آ گیا تھا۔ ہم نے اس پر اس انداز میں فائرنگ کی کہ وہ آگے بھی نہ جا سکے اور ہٹ بھی نہ ہو سکے۔ پھر وہ ہیلی کاپٹر تیزی سے گھوم کر واپس سوجام کی طرف چلا گیا''...... گوندا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آئندہ بھی تم نے محتاط رہنا ہے اور اگر ہیلی کاپٹر دوبارہ آئے تو تم نے ایک بار پھر یہی ایکشن دوہرانا ہے۔ سمجھ گئے''...... کرنل ناتھ نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ناتھ نے ایک

بار پھر رسیور رکھا ہی تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ناتھ نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل ناتھ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے خاموشی کی وجہ سے کرنل ناتھ نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں''۔ شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''جی سر۔ فرمائیے۔ کیا حکم ہے''...... کرنل ناتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ شاگل کے ہیلی کاپٹر پر ہونے والی فائرنگ کی وجہ سے اسے واپس جانے پر مجبور ہونا پڑا ہے اس لئے وہ اب اس لہجے میں بات کر رہا ہے۔

''تمہاری چیک پوسٹ سے، جو سرام میں ہے، میرے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کی گئی ہے جبکہ اندھوں کو بھی ہیلی کاپٹر پر سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان نظر آ جاتا ہے''...... شاگل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ کی حدود سوجام تک ہے جناب۔ اس کے بعد کی حدود ملٹری انٹیلی جنس کی ہے اور آپ اس حدود میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ ہمیں صدر کافرستان نے خصوصی طور پر حکم دے رکھا ہے کہ ایک تو ہم اپنی حدود تک محدود رہیں دوسرا یہ کہ جو بھی ہماری حدود میں مداخلت کرے چاہے وہ سیکرٹ سروس ہی کیوں نہ ہو اسے ایسا

کرنے سے سختی سے روک دیا جائے اس لئے آپ کو صرف وارننگ دی گئی ہے۔ دوبارہ ایسا ہوا تو فائرنگ سے آپ کا ہیلی کاپٹر تباہ بھی ہو سکتا ہے''...... کرنل ناتھ نے مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''تمہاری حدود تو سرام ہے جبکہ میرا ہیلی کاپٹر اس سے چار کلومیٹر دور گزر رہا تھا۔ اور سنو۔ آئندہ میرے ساتھ اس لہجے میں بات نہ کرنا ورنہ تمہارا وہ حشر کروں گا کہ تم قبر میں پڑے بھی چیختے رہو گے''...... دوسری طرف سے شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ناتھ کے چہرے پر کھچاؤ کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''گوندا بول رہا ہوں مین اپر چیک پوسٹ سے''...... رابطہ ہوتے ہی گوندا کی آواز سنائی دی۔

''کرنل ناتھ بول رہا ہوں''...... کرنل ناتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اس بار اگر سیکرٹ سروس کا ہیلی کاپٹر تمہاری رینج میں داخل ہو تو بلاتکلف اسے فضا میں ہی تباہ کر دینا۔ یہ میرا حکم ہے''...... کرنل ناتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... گوندا نے جواب دیا تو کرنل ناتھ نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تاکہ اس کالے جنگل میں پہنچ کر وہ شنکر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا شکار کھیل سکے۔ اسے سو فیصد یقین تھا کہ نتیجہ اس کے حق میں ہی رہے گا کیونکہ شنکر اور اس کے ساتھی اس سارے علاقے سے بخوبی واقف تھے جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ یہاں کے لئے اجنبی تھے۔

شاگل کی حالت دیکھنے والی تھی۔ وہ کسی زخمی اور بھوکے چیتے کی طرح کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا اور آنکھوں سے جیسے شعلے سے نکل رہے تھے۔ وہ بار بار دروازے کی طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔ وہ اس وقت سوجام میں سیکرٹ سروس کے سنٹر کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر پاکیشیائی ایجنٹوں کی جیپ کے پیچھے گیا تھا تا کہ اس جیپ پر میزائل فائر کر کے اسے تباہ کر دے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اٹھا کر لے آئے اور پھر صدر کے سامنے یہ لاشیں یہ کہہ کر رکھ دے کہ اس نے انہیں سوجام پہنچنے سے پہلے راستے میں ہی ہلاک کر دیا ہے لیکن اس کے ہیلی کاپٹر پر سرام کی حدود میں انتہائی خوفناک فائرنگ کی گئی اور اس کے ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اگر ہوشیاری اور مہارت سے کام لے کر واپس نہ آ

جاتا تو پاکیشیائی ایجنٹوں کی بجائے اس کی اپنی لاش جنگل میں پڑی نظر آتی۔ واپس آ کر اس نے اس علاقے میں ملٹری انٹیلی جنس کے انچارج کرنل ناتھ سے فون پر بات کی لیکن کرنل ناتھ نے الٹا اس کو دھمکیاں دینا شروع کر دیں جس پر شاگل کو بے پناہ غصہ آیا تھا لیکن ظاہر ہے وہ خود بھی سمجھتا تھا کہ صدر نے حدود واقعی متعین کر دی ہیں اور وہ اپنی حدود میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک نہیں کر سکا تو اسے ملٹری انٹیلی جنس کی حدود میں مداخلت کا حق حاصل نہیں ہے لیکن شاگل یہ کسی صورت برداشت نہ کر سکتا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کا کریڈٹ سیکرٹ سروس کی بجائے ملٹری انٹیلی جنس لے جائے۔ اس نے کیپٹن راجندر کی ہلاکت کے بعد چونکہ اس سنٹر کا انچارج کیپٹن راجندر کے نمبر ٹو گوپال کو بنایا تھا جو اس کے ساتھ ہیلی کاپٹر پر گیا تھا اس لئے واپس آنے کے بعد اس نے گوپال کو جیپ کا انتظام کرنے کا کہا تھا تا کہ وہ ہوائی راستے کی بجائے زمینی راستے سے ماروتی پہنچ جائے اور ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر سکے۔ اسے سو فیصد یقین تھا کہ اس علاقے میں ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ موجود ہوں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے سو فیصد یقین تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ ملٹری انٹیلی جنس کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہو سکتے۔ وہ ٹہلتا ہوا یہی سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور گوپال اندر داخل ہوا۔

’’کیا ہوا‘‘...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

''بڑی جیپ باہر موجود ہے سر اور دوسری جیپ میں آٹھ مسلح افراد بھی موجود ہیں''...... گوپال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بڑی جیپ کو کون ڈرائیو کرے گا''...... شاگل نے پوچھا۔

''میں خود جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں بے شمار بار اس راستے سے گزر چکا ہوں اس لئے میرے لئے یہ راستہ مشکل نہیں ہے''۔ گوپال نے کہا۔

''میں تمہارے بارے میں نہیں بلکہ اس بارے میں سوچ رہا ہوں کہ اگر ملٹری انٹیلی جنس نے اپنے آدمی اس راستے پر بھی بھجوا دیئے تو پھر ان کو ہلاک کرنا ضروری ہو جائے گا''...... شاگل نے کہا۔

''باس۔ پاکیشیائی ایجنٹ بھی چونکہ اس راستے سے گئے ہیں اس لئے ملٹری انٹیلی جنس والے ان کی طرف متوجہ ہوں گے جبکہ ہم آسانی سے دونوں کا خاتمہ کر سکتے ہیں''...... ایک طرف کرسی پر بیٹھی ہوئی مایا دیوی نے اچانک بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ گڈ۔ ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں''...... شاگل نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو مایا دیوی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''ہماری جیپ میں اسلحہ موجود ہے یا نہیں''...... شاگل نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ موجود ہے سر''...... گوپال نے کہا تو شاگل نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب جیپوں میں سوار سرام کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

''یہ تم کس راستے پر جا رہے ہو''...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے شاگل نے ڈرائیونگ سیٹ پر موجود گوپال سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''سر۔ کچھ آگے جا کر ہم اپنا رخ دشوار گزار راستے کی طرف بدلیں گے۔ ابھی تو ہم سرام والے راستے پر جا رہے ہیں''۔ گوپال نے کہا۔

''اس راستے پر ان کی چیک پوسٹس موجود ہوں گی اور وہ ہم پر فائر بھی کھول سکتے ہیں''...... شاگل نے کہا۔

''ان کی چیک پوسٹ سے پہلے ہی ہم راستہ بدل جائیں گے باس''...... گوپال نے کہا تو شاگل نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ایک انتہائی ڈھلوانی، تنگ اور پھسلوان سے راستے پر پہنچ گئے۔ یہ راستہ واقعی بے حد خطرناک تھا لیکن گوپال بڑی مہارت سے جیپ دوڑاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا جبکہ راستے کی حالت دیکھتے ہوئے شاگل کا ایک سانس اوپر اور ایک نیچے رہ گیا تھا اور اب وہ دل ہی دل میں اپنے آپ کو کوس رہا تھا کہ ان نے کیوں اس راستے پر جانے کی حامی بھر لی۔ ان کے پیچھے آنے والی جیپ بھی مسلسل انہیں فالو کر رہی تھی لیکن کچھ ہی دیر بعد اچانک انہیں اپنے عقب میں انسانی چیخوں اور دھماکے کی آواز سنائی دی تو گوپال نے اضطراری طور پر فل بریک لگائے اور اس

کے ساتھ ہی جیپ ایک بار لڑکھڑائی جیسے نیچے گہرائی میں گر رہی ہو لیکن پھر ساکت ہو گئی تو شاگل تیزی سے نیچے اترا۔ دوسری طرف سے گوپال بھی اچھل کر نیچے اترا اور پھر مایا دیوی بھی جیپ سے نیچے اتر کر دوڑتی ہوئی ان کے پیچھے آ گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد ان تینوں کے چہرے یکلخت لٹک سے گئے کیونکہ پچھلی جیپ پھسل کر نیچے کافی گہرائی میں جا گری تھی اور اس میں آگ لگی ہوئی تھی جبکہ دو لاشیں راستے میں پڑی تھیں۔ گوپال تیزی سے نیچے اترتا چلا جا رہا تھا جبکہ شاگل وہیں کنارے پر کھڑا تھا۔ مایا دیوی بھی شاگل کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ اسی لمحے نیچے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور نیچے اترتا ہوا گوپال بھی ایک درخت کے تنے کو پکڑ کر رک گیا۔ آگ جیپ کی پٹرول ٹینکی کو لگی تھی اور پوری جیپ دھماکے سے بلاسٹ ہو گئی تھی اور ظاہر ہے اس میں پھنسے ہوئے باقی افراد کے پرخچے اڑ گئے ہوں گے۔

”آ جاؤ واپس۔ اب انہیں چیک کرنا فضول ہے“...... شاگل نے کہا تو گوپال مڑا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا واپس آنے لگا۔

”چیف۔ کیا اب صرف ہم تینوں ان سے لڑیں گے“...... گوپال نے قریب آ کر کہا۔

”ہم نے ہر قیمت پر ان کی ہلاکت کا کریڈٹ لینا ہے۔ ہمارے پاس اسلحہ بھی موجود ہے اور سنو۔ آئندہ میرے سامنے بزدلی کی بات کبھی مت کرنا ورنہ وہ تو تمہیں بعد میں ماریں گے میں تمہیں پہلے گولی مار دوں گا۔ سمجھے۔ چلو جیپ چلاؤ“...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس سر“...... گوپال نے کہا اور جیپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ البتہ اس کے قدموں میں تیزی موجود نہ تھی۔ شاید اپنے ساتھیوں کی اس طرح کی موت نے اس کے اعصاب پر اثرات ڈالے تھے۔ شاگل کے بیٹھنے کے بعد مایا دیوی بھی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئی اور اس کے ساتھ ہی گوپال بھی اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھنے لگی لیکن اب گوپال انتہائی احتیاط سے جیپ چلا رہا تھا۔ اس میں اب پہلے جیسا اعتماد نظر نہ آ رہا تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ایک پہاڑی ڈھلوان پر پہنچ کر رک گئے کیونکہ اب آگے انتہائی سخت ڈھلوان تھی جو تھوڑا سا آگے جا کر پھر سیدھی ہو گئی تھی لیکن اس ڈھلوان پر جیپ کو سنبھالنا خاصا مشکل کام تھا۔

”ابھی ماروتی جنگل کتنی دور ہے“...... شاگل نے کہا۔

”اس ڈھلوان کے بعد ہم بائیں طرف گھوم کر ماروتی میں داخل ہو جائیں گے“...... گوپال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں ہیں۔ ان کی جیپ تو ابھی تک کہیں نظر نہیں آئی“...... شاگل نے کہا۔

”وہ ہم سے کافی پہلے چلے تھے اس لئے وہ تو اب تک کالے جنگل تک پہنچ بھی چکے ہوں گے“...... گوپال نے جواب دیا۔

’’کالا جنگل۔ وہ کہاں ہے‘‘...... شاگل نے حیران ہو کر پوچھا۔

’’ماروتی علاقے میں ہے سر۔ یہ عام لوگوں کے پہنچنے کی آخری سرحد ہے۔ وہاں ہر طرف سیاہ رنگ کے پتوں والے درخت ہیں اس لئے اسے کالا جنگل کہا جاتا ہے اور اس کی دوسری طرف وحشی قبائل رہتے ہیں اور اس کالے جنگل کی وجہ سے وہ اس طرف نہیں آتے کیونکہ وہ اس سے خوفزدہ رہتے ہیں‘‘...... گوپال نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی یا گوپال جیپ کو آگے بڑھاتا اچانک فاصلے سے بے تحاشہ فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں اور فائرنگ کی آوازیں سن کر شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

’’یہ۔ یہ تو کالے جنگل میں فائرنگ ہو رہی ہے جناب‘‘۔ گوپال نے تیز لہجے میں کہا۔

’’اوہ۔ یقیناً پاکیشائی ایجنٹ اور ملٹری انٹیلی جنس کے افراد ٹکرا گئے ہوں گے۔ ویری بیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ اب ان کی ہلاکت کا کریڈٹ تو ملٹری انٹیلی جنس لے جائے گی‘‘...... شاگل نے بڑے بے بس سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ فائرنگ مسلسل ہو رہی تھی۔

’’چیف۔ یہ فائرنگ اب اس وقت ختم ہو گی جب کوئی ایک فریق ڈھیر ہو جائے گا اس لئے ہمیں آگے بڑھنا چاہئے۔ جب فائرنگ ختم ہو گی تو ہم ان کے قریب ہوں گے۔ اگر ملٹری انٹیلی

جنس جیت جائے تو ہم جبراً ان سے پاکیشائی ایجنٹوں کی لاشیں چھین کر لے جا سکتے ہیں اور اگر پاکیشائی ایجنٹ جیت جائیں تو ہم ان کا خاتمہ کر کے ان کی لاشیں لے جا سکتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں ہماری فتح ہو گی‘‘...... مایا دیوی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

’’اوہ ہاں۔ ویری گڈ۔ تم واقعی بے حد ذہین ہو۔ ویری گڈ۔ بس اتنا مزید ہو گا کہ ہمیں ملٹری انٹیلی جنس والوں کی لاشیں بھی اٹھا کر لے جانا ہوں گی تاکہ انہیں غائب کر دیا جائے ورنہ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف ہم پر اپنی حدود میں مداخلت کا الزام لگا دے گا‘‘۔ شاگل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

’’یس چیف۔ آپ واقعی انتہائی دور اندیش ذہن کے مالک ہیں‘‘...... مایا دیوی نے کہا تو شاگل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

’’چلو گوپال۔ ہمیں ان کے قریب پہنچنا ہے اور انتہائی احتیاط سے جیپ چلاؤ۔ یہ ڈھلوان بے حد خطرناک ہے‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’یس چیف‘‘...... گوپال نے کہا اور پھر جیپ آگے بڑھا دی۔ سخت ڈھلوان کی وجہ سے گاڑی آگے کی طرف جھک گئی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ ابھی الٹ جائے گی۔ شاگل نے جیپ کی فرنٹ سکرین پر دونوں ہاتھ رکھ کر اپنے آپ کو ڈیش بورڈ پر گرنے سے بچائے رکھا جبکہ مایا دیوی سیٹ سے ہی چمٹی ہوئی تھی لیکن

گوپال کی مہارت واقعی کام آ گئی اور آہستہ آہستہ آگے کی طرف بڑھتی ہوئی جیپ آخرکار ہموار سطح پر پہنچ گئی تو شاگل سمیت سب نے اطمینان سے طویل سانس لینے شروع کر دیئے۔ گوپال نے جیپ موڑی اور پھر گھنے جنگل کے اندر چلاتا ہوا وہ اسے آگے لے گیا۔ بے تحاشہ اور مسلسل ہونے والی فائرنگ اب اکا دکا فائروں میں تبدیل ہو چکی تھی۔ تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے ایک بڑی جیپ درختوں کے درمیان کھڑی نظر آنے لگ گئی۔

”یہ یقیناً ان پاکیشائی ایجنٹوں کی جیپ ہے“...... شاگل نے کہا تو گوپال اور مایا دیوی نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ فائرنگ کی آوازیں اب بند ہو گئی تھیں اور ہر طرف غیر فطری سا سکوت چھایا ہوا تھا۔

”اس جیپ کے قریب جا کر جیپ روک دینا اور مایا دیوی، تم بھی اسلحہ نکال لو۔ ہم نے اب وہاں فل ریڈ کرنا ہے اور جو بھی نظر آئے اڑا دینا“...... شاگل نے کہا۔

”یس چیف۔ آپ ہمیں لیڈ کریں گے“...... مایا دیوی نے کہا۔

”گوپال اور تم نے ساری کارروائی کرنی ہے۔ جتنے افراد کم ہوں گے اتنی کارروائی مؤثر اور محفوظ طریقہ سے ہو گی“...... شاگل نے اپنی فطرت کے مطابق اپنے آپ کو خطرے سے علیحدہ رکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ان کی جیپ وہاں پہلے سے موجود جیپ کے قریب پہنچ کر ایک جھٹکے سے رک گئی اور ابھی وہ نیچے اترنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ جیپ کے اندر سیاہ رنگ کی کوئی چیز آ کر گری اور دوسرے لمحے ہلکا سا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی شاگل کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم یکلخت مفلوج ہو گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ آخری احساس جو شاگل کے ذہن میں ابھرا وہ یہی تھا کہ اس کی موت کا وقت آ گیا ہے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جیپ میں سوار تیزی سے اس راستے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ چیک پوسٹ پر کیپٹن کو گولی مار کر وہ نکل گئے تھے۔ گو ان پر عقب سے فائرنگ کی گئی تھی لیکن عمران نے طاقتور انجن کی جیپ کو اس قدر تیزی سے بھگایا کہ جب ہلاک شدہ کیپٹن کے ساتھیوں نے فائر کھولا تو جیپ مشین گن کی رینج سے باہر جا چکی تھی۔ عمران اسی رفتار سے جیپ بھگاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ کچھ دیر بعد انہیں اپنے سروں پر ہیلی کاپٹر کی مخصوص گونج سنائی دینے لگی۔

”اوہ۔ یہ کون ہو سکتا ہے“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ جس راستے پر عمران جا رہا تھا یہ راستہ اس قدر خطرناک تھا کہ وہ فوراً جیپ کو روک بھی نہ سکتا تھا۔ اس لئے اسے شدید خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ اچانک اینٹی ایئر کرافٹ گنوں کے چلنے کی مخصوص

آوازیں دور سے سنائی دینے لگیں۔ گو چند منٹ بعد یہ فائرنگ بند ہو گئی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کی آواز سے محسوس ہونے لگا کہ وہ واپس جا رہا ہے اور پھر چند لمحوں بعد خاموشی چھا گئی۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ ہیلی کاپٹر شاگل کا تھا۔ وہ ہمارے پیچھے آیا تھا لیکن ملٹری انٹیلی جنس کی فائرنگ کی وجہ سے وہ واپس چلا گیا اور اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس بھی ہمارے بارے میں جانتی ہے۔ انہوں نے ہماری جیپ کو مارک کر لیا ہے“...... عمران نے کہا۔

”اگر ہمارا ٹکراؤ آگے ملٹری انٹیلی جنس سے ہوتا ہے تو پھر تمہارا یہ لاؤ لشکر الٹا ہمارے پیروں کی بیڑیاں بن جائے گا“...... جولیا نے سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ابھی تو صرف بیگمات ہیں۔ لاؤ لشکر کا وقت تو بعد میں آئے گا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ بعد میں کیا مطلب“...... جولیا شاید عمران کی بات نہ سمجھ سکی تھی۔

”عمران صاحب کا مطلب ہے اہل و عیال“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان حالات میں بھی تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔ میں انتہائی سنجیدگی سے بات کر رہی ہوں۔ نازیہ اور شاہینہ لارا غیر تربیت یافتہ ہیں اس لئے یہ الٹا ہمارے لئے مسئلہ بن جائیں گی“...... جولیا نے

کہا۔

’’تو کیا آپ کسی سے لڑنے جا رہی ہیں‘‘...... نازیہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’نہیں۔ ہم پکنک منانے جا رہے ہیں‘‘...... جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’تم مرچیں کیوں چبا رہی ہو جولیا۔ ہم اپنی حفاظت کرنا جانتی ہیں‘‘...... اس بار شاہینہ لارا نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

’’تم نے کہا تھا عمران کہ انہیں ساتھ لے جانے کا مقصد وحشی قبائل کے قدیم وحشیانہ رسم و رواج ہیں۔ لیکن اب جب ملٹری انٹیلی جنس کے تربیت یافتہ ایجنٹوں سے ٹکراؤ ہو گا تو پھر‘‘...... اس بار جولیا نے براہ راست عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’تم فکر مت کرو۔ خواتین پیدائشی تربیت یافتہ ہوتی ہیں کیونکہ مقابلے میں ملٹری انٹیلی جنس کے مرد ہوں گے‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عقب میں بیٹھا ہوا صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

’’آپ مرد خواتین کے بارے میں باتیں کر کے کیسے ہنستے ہیں‘‘۔ صالحہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’تمہارا مطلب ہے کہ اب مرد بے چارے ہنسنے سے بھی گئے‘‘۔ عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

’’شاہینہ لارا اور نازیہ نے اہم مشن مکمل کرنا ہے جولیا اور تم دیکھنا کہ یہ مشن کیسے بہترین انداز میں مکمل کرتی ہیں‘‘...... عمران نے اس بار جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’کیسا مشن‘‘...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

’’وقت آ جائے۔ بتا دوں گا‘‘...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جیپ ایک ڈھلوان پر پہنچ گئی۔ عمران نے جیپ کی رفتار قدرے کم کر دی۔

’’سنبھل کر بیٹھو‘‘...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی یکلخت جیپ کا اگلا حصہ تیزی سے آگے کی طرف خطرناک حد تک جھک گیا اور سب نے اپنے آپ کو گرنے سے بچانے کے لئے مختلف چیزوں کو پکڑ لیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ جب ہموار سطح پر پہنچ گئی تو سب نے اطمینان کا سانس لیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے جیپ کا رخ موڑ دیا۔ دور سے کالا جنگل نظر آنے لگ گیا تھا۔ کچھ آگے جانے کے بعد عمران نے جیپ روک دی۔

’’جوزف۔ تم ابھی تک بولے نہیں۔ کیوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یہاں ایک میل تک کوئی آدمی موجود نہیں ہے باس‘‘۔ جوزف نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

’’اوکے۔ اب نیچے آ جاؤ‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور خود بھی جیپ سے نیچے اتر گیا۔ اس کے اترتے ہی جوزف سمیت سارے ساتھی نیچے اتر آئے۔

''بیگوں میں سے اسلحہ نکال لو۔ ایک بلیک گن شاہینہ لارا کو بھی دے دو''...... عمران نے کہا۔

''بلیک گن۔ وہ کیا ہوتی ہے''...... شاہینہ لارا نے کہا۔

''بے ہوش کر دینے والی گیس کے خصوصی کیپسول اس میں موجود ہوتے ہیں۔ اس کی رینج بے حد وسیع ہوتی ہے اور آٹو ٹارگٹ ہوتی ہے''...... عمران نے جواب دیا اور پھر صفدر نے بیگ میں سے ایک گن نکال کر شاہینہ لارا کی طرف بڑھا دی۔

''ایک مشین پسٹل بھی دے دو اور ایک مشین پسٹل نازیہ کو بھی دے دو''...... عمران نے کہا تو چند لمحوں بعد ان دونوں کو ایک ایک مشین پسٹل دے دیا گیا۔

''اب میری بات غور سے سنو۔ ہم پیدل آگے جائیں گے جہاں ہو سکتا ہے کہ ہمارا ٹکراؤ ملٹری انٹیلی جنس والوں سے ہو جائے۔ تم نے یہاں سے کہیں نہیں جانا۔ تم پیچھے ہٹ کر جھاڑیوں کی اوٹ لے لو گی۔ مجھے یقین ہے کہ شاگل آسانی سے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ اس کا ہیلی کاپٹر واپس گیا ہے تو وہ جیپ پر بھی یہاں آ سکتا ہے۔ یہ جیپ بھی لامحالہ اسی راستے سے یہاں آئے گی۔ ہم اپنی جیپ اس لئے یہاں چھوڑے جا رہے ہیں تاکہ وہ ہماری جیپ دیکھ کر یہاں رکنے پر مجبور ہو جائیں اور آگے نہ آئیں۔ اب تم نے صرف اتنا کرنا ہے کہ جیسے ہی ان کی جیپ یہاں پہنچے تم نے اس گن کا رخ جیپ کی طرف کر کے ٹریگر دبا دینا

ہے۔ یہ آٹو ٹارگٹ ہے اور یہ خودبخود اپنا ٹارگٹ تلاش کر لے گی اور کیپسول جیپ کے اندر جا کر پھٹے گا اور اس جیپ میں موجود سب افراد کم از کم دس گھنٹوں کے لئے بے ہوش جائیں گے۔ اس طرح ہم انہیں روک سکیں گے لیکن جیپ میں کیپسول فائر کرنے کے باوجود تم نے ادھر ادھر نہیں آنا جانا۔ ہم دور سے آواز دے کر تمہیں آگاہ کر دیں گے اور پھر یہاں پہنچ کر صورت حال کو جیسی بھی ہو گی سنبھال لیں گے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ہم تمہارے ساتھ آگے نہ جائیں اور یہاں رک جائیں۔ ٹھیک ہے۔ ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے''۔ شاہینہ لارا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس نے عمران کی اس بات کا برا منایا ہے۔

''جو میں نے کہا ہے وہ اچھی طرح سمجھ لو۔ شاگل کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ اس کے ساتھ یقیناً مسلح اور تربیت یافتہ افراد بھی ہوں گے اس لئے انہیں بے ہوش کرنا بے حد ضروری ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم انہیں میزائل گن دے دو تاکہ ان کا خاتمہ ہو جائے۔ بے ہوش کرنے کا کیا فائدہ''...... جولیا نے کہا۔

''شاگل کی ہمیں ضرورت پڑ سکتی ہے۔ بہرحال سپیشل اسٹیشن کافرستان میں ہے اور وہ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہے''۔

عمران نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ ویسے تم کہو تو میں ان کے ساتھ ہی یہاں رک جاتی ہوں تاکہ معاملات خراب نہ ہو سکیں''...... جولیا نے بات کو سمجھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر صالحہ بھی یہیں رکے گی لیکن ہمارے واپس آنے تک شاگل کو بے ہوش رہنا چاہئے۔ ہوش میں نہیں آنا چاہئے اور نہ ہی ہلاک ہونا چاہئے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ شاگل کی زندگی ہمارے مشن میں مددگار ہو سکتی ہے۔ ہلاک تو اسے کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے''۔ جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر چاروں خواتین وہیں رک گئیں جبکہ عمران، صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور جوزف کو ساتھ لے کر آگے بڑھنے لگا۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

''باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی طرف پشت کر لوں''...... اچانک جوزف نے کہا تو عمران کے علاوہ باقی سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ کیا ہمیں عقب سے بھی خطرہ ہو سکتا ہے''۔ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

''یہ عقب کی بات نہیں کر رہا۔ یہ رہنمائی کرنے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔ ظاہر ہے اسے سب سے آگے چلنا پڑے گا اور

اس کی پشت ہماری طرف ہو گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''حیرت انگیز۔ جوزف جیسی وفاداری کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا''...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اوکے جوزف۔ بلکہ تم ہم سے کچھ اور آگے چلو۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں سے قریب ہی ایجنٹس موجود ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں دوربینوں سے چیک بھی کر رہے ہوں''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ میں انہیں دور سے ہی سونگھ لوں گا''...... جوزف نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے دس بارہ قدم آگے ہو کر چلنے لگا۔ اس کا انداز واقعی ایسا تھا جیسے کوئی درندہ اپنے شکار کی تلاش میں انتہائی چوکنا ہو کر آگے بڑھ رہا ہو۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی بے حد چوکنا تھے اور وہ سب گھنے جنگل کی وجہ سے درختوں اور جھاڑیوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھ رہے تھے۔ تقریباً آدھا گھنٹہ مزید چلنے کے بعد ان سے آگے جانے والا جوزف یکلخت رک گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ایک ہاتھ اٹھا لیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور پھر بھاگتا ہوا واپس عمران کے قریب آ گیا۔

''باس۔ ہمیں گھیرا جا رہا ہے۔ یہاں آٹھ دس آدمی موجود ہیں''...... جوزف نے کہا۔

"کس طرف ہیں اس وقت"...... عمران نے پوچھا۔

"تین اطراف میں ہیں اور چوتھی طرف جا رہے ہیں"۔ جوزف نے ہاتھ کے اشارے سے تین اطراف کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا۔

"سب لوگ ادھر چلیں۔ ہم نے ان کا گھیرا کراس کرنا ہے اور ایسا صرف کالے جنگل میں داخل ہونے سے ہی ہو سکتا ہے۔ آؤ جلدی"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے تیزی سے بائیں ہاتھ پر دور موجود کالے جنگل کی طرف بڑھنے ہی لگے تھے کہ یکلخت فضا مشین گنوں کی تیز فائرنگ سے گونج اٹھی اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور کیپٹن شکیل چیختے ہوئے اچھل کر نیچے جا گرے۔

"جوزف۔ صفدر کو اٹھاؤ تم"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو جوزف کسی چیتے کی طرح لپکا اور اس نے زمین پر ساکت پڑے ہوئے صفدر کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا جبکہ عمران، کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا لیکن اس سے پہلے تنویر نے آگے بڑھ کر کیپٹن شکیل کو اٹھا کر کاندھے پر لادا۔ فائرنگ مسلسل ہو رہی تھی لیکن اب اس کا رخ بدل گیا تھا۔ شاید وہ چیکنگ کے لئے چاروں طرف فائرنگ کر رہے تھے۔ پھر عمران، جوزف اور تنویر تینوں دوڑتے ہوئے اس کالے جنگل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ فائرنگ اب ان سے کافی فاصلے پر ہو رہی تھی لیکن مسلسل جاری تھی اور دائرے کی صورت میں

کی جا رہی تھی۔ عمران چاہتا تھا کہ جب تک راؤنڈ مکمل ہو کر فائرنگ دوبارہ ان کی طرف آئے۔ وہ رینج سے نکل جائیں لیکن وہ سیدھے ہو کر دوڑ نہ سکتے تھے کیونکہ اس طرح وہ ان کی نظروں میں آ سکتے تھے اور اگر ایسا ہو جاتا تو پھر ان کا بچ جانا ناممکنات میں سے ہو سکتا تھا۔ اب اسے صفدر اور کیپٹن شکیل کی فکر تھی کہ نجانے ان کو گولیاں کہاں لگی تھیں اور ان کی کیا حالت تھی لیکن سچویشن ہی ایسی تھی کہ نہ وہ رک سکتے تھے اور نہ ہی انہیں چیک کر سکتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ عمران جانتا تھا کہ اس انداز کی فائرنگ اس وقت کی جاتی ہے جب فائرنگ کرنے والے ٹارگٹ کا تعین نہ کر سکے ہوں تو پھر وہ حتمی ٹارگٹ کا تعین کرنے کے لئے اس انداز میں فائرنگ کی جاتی ہے کیونکہ بلائینڈ فائرنگ ہوتے ہی ٹارگٹ جوابی فائرنگ لازماً کرتا ہے۔ اس طرح اس کی نشاندہی آسانی سے ہو جاتی ہے لیکن چونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے جوابی فائرنگ نہ کی تھی اس لئے وہ راؤنڈ فائرنگ کر رہے تھے اور پھر تھوڑی سی مزید کوشش کے بعد وہ کالے جنگل میں داخل ہو گئے۔

"اب ہم وقتی طور پر محفوظ ہو گئے۔ اب صفدر اور کیپٹن شکیل کو چیک کرنا ہے۔ جوزف۔ ہمیں فوری طور پر پانی چاہئے"...... عمران نے کالے جنگل میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے پیچھے آیئے باس۔ میں پانی کی خوشبو قریب سے ہی سونگھ رہا ہوں"...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی تھوڑا سا

دائیں طرف مڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران اور تنویر دونوں اس کے پیچھے آگے بڑھ رہے تھے۔ تنویر نے کیپٹن شکیل کو کندھے پر لادا ہوا تھا اور پھر وہ واقعی ایک چھوٹے سے قدرتی چشمے پر پہنچ گئے جس میں سے پانی نکل کر پہلے ایک گڑھے میں گر رہا تھا اور پھر گڑھے سے آگے قدرتی نالی کی صورت میں جھاڑیوں میں غائب ہو رہا تھا۔ جوزف اور تنویر نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو چشمے کے قریب ہی لٹا دیا اور عمران ان پر جھک گیا۔ کالے رنگ کے درختوں کی کثرت کی وجہ سے یہاں روشنی بے حد کم تھی اس لئے عمران کو جھک کر انہیں قریب سے دیکھنا پڑ رہا تھا۔

''اوہ۔ ان دونوں کو پہلو میں گولیاں لگی ہیں اور حالت نازک ہے۔ ان کا آپریشن کر کے گولیاں نکالنا پڑیں گی''...... عمران نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اسے تشویش تو ہونی تھی کیونکہ یہاں نہ اس کے پاس کوئی میڈیکل باکس تھا اور نہ ہی طاقت دلانے کے انجکشن جبکہ اسے گولیاں باہر نکالنے کے لئے زخموں کو کاٹنا پڑے گا ورنہ اندر موجود گولیوں کی وجہ سے پورے جسم میں زہر پھیل سکتا تھا۔

''باس۔ آپ گولیاں نکالیں۔ میں ابھی آ رہا ہوں''...... جوزف نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا وہ تیزی سے دوڑتا ہوا کالے جنگل میں غائب ہو گیا۔

''کیا پوزیشن زیادہ سیرئس ہے''...... تنویر نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے تنویر کی مدد سے صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کے زخم پانی سے دھو کر اچھی طرح صاف کئے اور پھر اپنی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار باریک نوک والا خنجر نکال لیا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران آپریشن شروع کرتا دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی ہلکی سی آواز سنائی دینے لگی تو عمران اور تنویر دونوں چونک پڑے۔ تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''جوزف ہے۔ یہ جوزف کے دوڑنے کی مخصوص آواز ہے''۔ عمران نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اسی لمحے جوزف درخت کی اوٹ سے نکل کر سامنے آ گیا۔ اس نے ہاتھوں میں دو بڑے ناریل سائز کے پھل پکڑے ہوئے تھے لیکن یہ ناریل نہ تھے۔ ان کا رنگ گہرا سبز تھا جس میں زرد اور سرخ رنگ کی ٹیڑھی میڑھی لائنیں موجود تھیں۔

''باس۔ یہ ہجون ہیں۔ ہجون۔ ان کا گودا آپ زخموں پر لگا دیں اور اس کے اندر موجود پانی صفدر اور کیپٹن شکیل کو پلا دیں۔ زخم فوراً ٹھیک ہو جائیں گے اور انہیں طاقت بھی آ جائے گی''...... جوزف نے عمران کے قریب دونوں پھل گھاس پر رکھتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جنگلی پھل کی مدد سے یہ کام ہو سکیں''۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جیسے جوزف کہہ رہا ہے ویسے ہی ہو گا۔ ان معاملات میں جوزف کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خنجر کی مدد سے صفدر کے زخم کو کاٹنا شروع کر دیا جبکہ جوزف اور تنویر دونوں نے صفدر کو پکڑ لیا تھا۔ بے ہوشی کے باوجود صفدر کا جسم زخم کاٹنے کی وجہ سے تڑپنے لگ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے اس کے زخموں میں موجود دو گولیاں نکال لیں۔ اس کے بعد اس نے زخم کو دوبارہ پانی کی مدد سے اچھی طرح دھویا۔ تنویر ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا کیونکہ روشنی کے باوجود صفدر کے چہرے پر چھا جانے والی زردی کو وہ بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ عمران نے زخم دھو کر پھر خنجر کو بھی پانی سے دھویا۔ اس کے بعد اس نے ایک جنگلی پھل میں خنجر مار کر اس میں سوراخ کیا۔

''اس کے جبڑے بھینچو''...... عمران نے کہا تو جوزف نے دونوں ہاتھوں سے صفدر کے جبڑے بھینچ دیئے۔ اس کا منہ کھل گیا تو عمران نے منہ کے اوپر پھل کا سوراخ رکھا اور پھل کو اونچا کیا تو اس میں سے زرد رنگ کا مشروب سا نکل کر صفدر کے منہ میں پڑا اور پھر صفدر بے ہوشی کے عالم میں ہی اس طرح اس مشروب کو پینے لگا جیسے وہ سرے سے بے ہوش ہی نہ ہو۔ عمران اور تنویر دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''اب تم اس پھل کا گودا اس کے زخم پر لگا دو۔ ہم کیپٹن شکیل کو چیک کر لیں''...... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران نے کیپٹن شکیل کے زخم سے گولی نکال دی لیکن اس کا چہرہ لٹک سا گیا تھا کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ کیپٹن شکیل کی حالت انتہائی سیریس ہو چکی تھی۔ اس نے تو کیپٹن شکیل کو اس لئے صفدر کے بعد چیک کیا تھا کہ اس وقت صفدر کی حالت زیادہ خراب تھی اور ویسے بھی اسے دو گولیاں لگی تھیں جبکہ کیپٹن شکیل کو ایک گولی لگی تھی لیکن اب آپریشن کے دوران عمران کا دل مسلسل خوف سے لرزتا جا رہا تھا کیونکہ کیپٹن شکیل کی حالت اس سطح پر پہنچ چکی تھی کہ اس کے بعد بھی اس کا بچ جانا معجزے سے کم نہ تھا۔

''عمران۔ کیپٹن شکیل کی کیا حالت ہو رہی ہے''...... تنویر نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اب دعا کا وقت ہے تنویر۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو''...... عمران نے ہاتھ میں موجود خنجر ایک طرف رکھا اور پھر بے اختیار اس نے سر سجدے میں رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے۔ خوف سے اس کا دل لرز رہا تھا کہ ابھی کیپٹن شکیل کے جاں بحق ہونے کی بات اس کے کانوں میں پڑے گی۔ وہ مسلسل گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے کیپٹن شکیل اور صفدر کی صحت کی دعائیں مانگتا رہا۔

''عمران۔ کیپٹن شکیل ٹھیک ہو رہا ہے۔ جوزف کے پھل نے کام دکھایا ہے''...... یکلخت تنویر کی مسرت بھری آواز سنائی دی تو عمران نے سجدے سے سر اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کا دل

خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا کیونکہ کیپٹن شکیل کے چہرے کی کیفیت بتا رہی تھی کہ وہ خطرے کی زد سے باہر آ گیا ہے۔

”اوہ۔ یہ اس پھل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی ہے شاید“...... عمران نے کہا۔

”ہاں عمران۔ جیسے ہی پھل کا رس کیپٹن شکیل کے حلق سے نیچے اترا اس کی ڈوبتی ہوئی نبض بحال ہونے لگ گئی۔ یہ تو اکسیر ہے۔ اکسیر“...... تنویر نے کہا۔

”ابھی یہ دونوں بھاگنے دوڑنے لگ جائیں گے۔ یہ فادر جوشوا کا پسندیدہ پھل ہے“...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پھل کے گودے کو کیپٹن شکیل کے زخموں پر ملنا شروع کر دیا۔

کرنل ناتھ اپنے آٹھ ساتھیوں سمیت اس وقت کالے جنگل سے شمال کی طرف گھنے درختوں اور گھنی جھاڑیوں کی اوٹ میں موجود تھا اور گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا۔ دوربین اس کی آنکھوں سے لگی ہوئی تھی جبکہ اس کے پانچ ساتھی اونچے درختوں پر چڑھے ہوئے تھے اور باقی تین اس کی سائیڈوں میں جھاڑیوں کے پیچھے موجود تھے لیکن یہاں درخت اس قدر گھنے تھے کہ وہ ایک لحاظ سے ایک دوسرے کے اندر تک گھسے ہوئے تھے اس لئے دور کا منظر باوجود دوربین کے وہ دیکھنے سے قاصر تھا۔ درختوں پر چڑھے ہوئے اس کے ساتھی اب نیچے اتر آئے تھے کیونکہ اوپر سے بھی گھنے درختوں کے جال کی وجہ سے کچھ نظر نہ آ رہا تھا اور اگر وہ زیادہ بلندی پر چلے جاتے تو تب تو نیچے کچھ بھی نظر نہ آ سکتا تھا۔

”اوہ۔ میرا خیال ہے کہ میں نے مشرق کی طرف یہاں سے

چار سو گز کے فاصلے پر حرکت دیکھی ہے۔ شاید کوئی بڑی جیپ ہے''...... اچانک دوربین آنکھوں سے لگائے ہوئے کرنل ناتھ نے بے اختیار چونک کر کہا۔

''چار سو گز تو فائرنگ رینج میں نہیں آتا۔ ہمیں اور آگے جانا ہو گا''...... اس کے ساتھ موجود اس کے ایک ساتھی نے کہا۔

''ٹھیک ہے آؤ۔ لیکن انتہائی محتاط رہ کر۔ وہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں۔ ہمیں سو گز آگے جانا ہو گا پھر وہ ہماری رینج میں آ جائیں گے اور صورت حال بھی مزید واضح ہو جائے گی''...... کرنل ناتھ نے کہا اور پھر وہ سب جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں نے واضح طور پر حرکت دیکھی ہے اور حرکت والی جگہ رینج میں ہی ہے''...... کرنل ناتھ نے کہا۔

''باس۔ راؤنڈ فائرنگ ایسے ہی موقع کے لئے کی جاتی ہے اس طرح ٹارگٹ یقینی طور پر سامنے آ جاتا ہے''...... اس کے ایک ساتھی نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ جیگر تم درست کہہ رہے ہو۔ اس موقع پر راؤنڈ فائرنگ ہونی چاہئے لیکن یہ راؤنڈ فائرنگ صرف چار افراد کریں گے اور چار فائرنگ ہونے والی جگہ سے ہٹ کر ہوں گے تاکہ اگر فائرنگ سپاٹ پر جوابی فائرنگ کی جائے تو سارے ہی ہٹ نہ ہو جائیں''...... کرنل ناتھ نے کہا۔

''یس باس''...... اسی جیگر نے کہا اور پھر اس نے خود ہی چار ساتھیوں کو مخالف سمت میں بھیج دیا اور خود اس نے باقی تین ساتھیوں کے ساتھ مل کر راؤنڈ فائرنگ کے پہلے راؤنڈ کا آغاز کر دیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ چند لمحے بالکل سامنے کی تھی پھر آہستہ آہستہ رخ بدلتا چلا گیا۔ کرنل ناتھ فائرنگ میں شامل نہ ہوا تھا بلکہ وہ دوربین آنکھوں سے لگائے صرف فائرنگ ٹارگٹ کا جائزہ لے رہا تھا۔ خوفناک اور مسلسل فائرنگ کی وجہ سے فضا گونج رہی تھی اور پھر جب مسلسل آدھے گھنٹے کی تیز فائرنگ کے بعد راؤنڈ مکمل ہو گیا تو فائرنگ دوسرے راؤنڈ کے لئے بند کر دی گئی۔

''اس کا مطلب ہے کہ ابھی تک یہ ایجنٹ یہاں نہیں پہنچے ورنہ ان کا کوئی نہ کوئی آدمی اس پھیلی ہوئی مسلسل فائرنگ کی زد میں ضرور آ جاتا''...... کرنل ناتھ نے کہا۔

''اگر آپ اجازت دیں تو ہم مزید آگے جا کر دوسرا راؤنڈ کریں''...... جیگر نے کہا۔

''ہماری فائرنگ کی رینج اس وقت وہ علاقہ ہے جو سرام سے ہٹ کر یہاں پہنچتا ہے۔ اگر ہم نے آگے بڑھ کر فائرنگ کی تو رینج اور بڑھ جائے گی اور پھر وہ لوگ دور سے ہی واپس جا سکتے ہیں جبکہ ہم نے انہیں واپس بھگانا نہیں ہے بلکہ ہلاک کرنا ہے اس لئے فائرنگ کے لئے یہ بہترین پوزیشن ہے''...... کرنل ناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ نزدیک جانے سے ہمیں وہ جیپ بھی نظر آ جائے جس پر یہ لوگ یہاں پہنچے ہیں اور ہم اس جیپ پر بھی فائرنگ کر کے بیک وقت سب کو ہلاک کر سکتے ہیں''...... جیگر نے کہا۔

''فائرنگ کی آوازیں جنگل میں دور دور تک سنائی دی ہوں گی اس لئے اب ان کی جیپ میں یہاں آمد ناممکن ہے۔ اب وہ پیدل اور پھیل کر آئیں گے۔ ویسے بھی وہ عام جرائم پیشہ افراد نہیں ہیں کہ احمقوں کی طرح ہمارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے۔ وہ انتہائی خطرناک حد تک تربیت یافتہ لوگ ہیں''...... کرنل ناتھ نے کہا تو جیگر نے اس بار کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد کرنل ناتھ نے فائرنگ کا دوسرا راؤنڈ مکمل کرنے کا کہا تو ایک بار پھر جنگل خوفناک فائرنگ کے شور سے گونج اٹھا لیکن ابھی فائرنگ راؤنڈ مکمل نہ ہوا تھا کہ اچانک ان سب کی پشت پر ایسی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی جیسے کوئی آدمی درخت سے نیچے کودا ہو۔ وہ فائرنگ بند کر کے تیزی سے مڑے ہی تھے کہ اچانک کرنل ناتھ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر سورج اتر آیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریک پڑتا چلا گیا۔ پھر جس طرح سیاہ بادلوں میں بار بار بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے تاریک ذہن میں بھی بار بار روشنی کی لکیریں چمکنے لگیں اور آہستہ آہستہ ان میں تیزی آتی چلی گئی اور پھر جیسے ہی اس کا ذہن پوری طرح روشن ہوا اور اس کی

آنکھیں کھلیں تو اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس نے دیکھا کہ وہ ایک درخت کے چوڑے تنے کے ساتھ کسی جنگلی بیل کی مدد سے جکڑا ہوا بیٹھا ہے۔ اس کے جسم میں اب درد کی کوئی لہر تک موجود نہ تھی اور نہ ہی اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ زخمی ہوا ہے حالانکہ بے ہوش ہونے سے پہلے اسے آخری احساس یہی ہوا تھا کہ دھماکے کے بعد جہاں اس کے ذہن پر سورج اتر آیا تھا وہاں اس کے جسم میں بھی ہزاروں برچھیاں اتر گئی تھیں۔ اس نے بے اختیار آنکھیں جھپکائیں اور پھر اسے سامنے ایک آدمی کھڑا نظر آیا جس کے پیچھے ایک افریقی حبشی اور ایک مقامی آدمی موجود تھا جبکہ دو آدمی درختوں کے تنوں سے پشت لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔

''تم کرنل ہو۔ کیا نام ہے تمہارا''...... سامنے کھڑے آدمی نے کہا۔

''میرا نام کرنل ناتھ ہے۔ تم کون ہو۔ پاکیشائی یا کافرستانی''۔ کرنل ناتھ نے پوچھا۔

''میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ تم نے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کیوں کرائی تھی''...... عمران نے کہا تو کرنل ناتھ بے اختیار چونک پڑا۔

''شاگل کے ہیلی کاپٹر پر۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ وہ تو دشمنوں کا ہیلی کاپٹر تھا۔ میرا مطلب ہے تمہارا۔ پاکیشائیوں کا''...... کرنل ناتھ

نے کہا تو سامنے موجود عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

’’تم نے ہمارے دو ساتھیوں کو شدید زخمی کر دیا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی اور ہمارا ساتھی جوزف کالے جنگل سے سجون نامی پھل لا کر نہ دیتا تو تم اور تمہارے ساتھی ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو چکے تھے لیکن ہمارا ساتھی جوزف چکر کاٹ کر تمہارے عقب میں پہنچ گیا اور پھر اس نے تمہارے ساتھیوں پر میزائل فائر کر کے تمہارے چند ساتھی مار دیئے جبکہ چند زخمی ہوئے تو انہیں مشین گن کی فائرنگ سے ہلاک کر دیا گیا۔ تمہارے کاندھوں پر موجود سٹار بتا رہے تھے کہ تم ان سب کے باس ہو اس لئے تمہیں شدید زخمی حالت میں اٹھا کر یہاں لایا گیا اور پھر اس سجون نامی پھل سے تمہارا علاج کیا گیا اور اب تم یقیناً اپنے آپ کو فٹ محسوس کر رہے ہو گے‘‘...... سامنے کھڑے عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’تم یقیناً اچھے دشمن ہو‘‘...... کرنل ناتھ نے کہا۔

’’اتنے اچھے بھی نہیں جتنے تم سمجھ رہے ہو۔ بہرحال اچھے ثابت بھی ہو سکتے ہیں اگر تم ہمیں بتا دو کہ سپیشل اسٹیشن کے حفاظتی انتظامات کیا کیا ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’سوری۔ مجھے معلوم نہیں ہے۔ اس جنگل سے آگے میں کبھی نہیں گیا‘‘...... کرنل ناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’جھوٹ مت بولو۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری حدود کہاں تک ہے اور کہاں تک نہیں۔ تمہارے انٹیلی جنس چیف نے تمہیں تفصیل بتا دی تھی تاکہ تم ہمیں آخر تک کور کر سکو‘‘...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ کرنل ناتھ کو اپنے جسم میں سردی کی لہریں دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھیں۔

’’نہیں۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے‘‘...... کرنل ناتھ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی‘‘...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور اپنے پیچھے موجود افریقی نژاد آدمی سے مخاطب ہوا۔

’’جوزف‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... اس افریقی نژاد آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کرنل ناتھ کو بھی وہیں پہنچا دو جہاں اس کے ساتھی گئے ہیں تاکہ اس کا جسم بھی جانور نوچ نوچ کر کھا سکیں‘‘...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

’’یس باس‘‘...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے کسی بچے کو اس کی پسندیدہ گیم کھیلنے کی اجازت مل گئی ہو۔

’’رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ لیکن پہلے مجھ سے وعدہ

کرو کہ مجھے ہلاک نہیں کرو گے''...... کرنل ناتھ نے لاشعوری طور پر چیختے ہوئے کہا کیونکہ اس جوزف کو دیکھ کر اسے احساس ہو گیا تھا کہ اگر اس نے اسے نہ روکا تو وہ یقیناً اسے ہلاک کر دے گا۔

''میرا وعدہ کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا لیکن جو کچھ تم جانتے ہو وہ سب کچھ بتا دو اور سنو۔ یہ جوزف افریقہ کے جنگلوں کا شہزادہ ہے۔ اس کے سر پر افریقہ کے بڑے بڑے وچ ڈاکٹروں کے ہاتھ ہیں اس لئے یہ فوراً پہچان جاتا ہے کہ کون کتنا جھوٹ بول رہا ہے اس لئے اگر تم نے معمولی سا بھی جھوٹ بولا تو یہ خود ہی فائر کھول دے گا''...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا کہ کرنل ناتھ کو محسوس ہوا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے سچ کہہ رہا ہے۔

''میں ہرگز جھوٹ نہیں بولوں گا۔ یہ درست ہے کہ مجھے صرف ایک بار یہاں سے سپیشل اسٹیشن لے جایا گیا تھا تا کہ مجھے یہاں کے حفاظتی انتظامات چیک کرائے جا سکیں۔ اس کالے جنگل کے بعد ایک وسیع جنگل ہے جسے سرخ جنگل کہا جاتا ہے۔ اس جنگل میں ایک وحشی قبیلہ رہتا ہے جن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ ان کے پاس انتہائی خوفناک زہریلے تیر ہوتے ہیں جن پر موجود زہر اس قدر طاقتور ہے کہ آدمی اور درندے کو چند لمحوں میں ہلاک کر دیتا ہے۔ اس قبیلے کی قدیم روایت ہے کہ یہ اکیلے مرد کو بغیر کسی نوٹس کے ہلاک کر دیتا ہے اور اکیلی عورت کو ہلاک کرنے کی بجائے پکڑ کر اپنے قبیلے کے کسی مرد کے حوالے کر دیتا ہے اور وہ

عورت باقی ساری عمر اس قبائلی مرد کی عورت بن کر رہتی ہے۔ اگر وہ بھاگنے کی کوشش کرے تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی جوڑا اس جنگل میں داخل ہو تو اسے سردار کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ سردار اگر اعلان کر دے کہ یہ شادی شدہ جوڑا ہے تو اسے واپس اس کالے جنگل میں چھوڑ دیا جاتا ہے اور اگر وہ کہے کہ یہ شادی شدہ جوڑا نہیں ہے تو مرد کو تو فوراً ہلاک کر دیا جاتا ہے جبکہ عورت کو قبیلے میں رکھ لیا جاتا ہے''...... کرنل ناتھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس سردار کو کیسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوڑا شادی شدہ ہے یا نہیں''...... سامنے کھڑے عمران نے پوچھا۔

''کہا جاتا ہے کہ سردار کے سر پر دیوتاؤں کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ وہ اسے بتا دیتے ہیں۔ بہرحال سردار جو فیصلہ کرے وہ درست سمجھا جاتا ہے''...... کرنل ناتھ نے جواب دیا۔

''پھر تم کیسے یہاں سے گزرے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کے بعد وسیع و عریض جنگل ہے جس میں بے شمار قبیلے رہتے ہیں۔ ان سب کا سردار بیتال ہے جو پڑھا لکھا ہے اور جنگل کی بیرونی دنیا میں آتا جاتا رہتا ہے اس لئے یہاں آنے والے لوگوں کو کچھ نہیں کہا جاتا۔ البتہ وہ درندوں کے ہاتھوں مارے جائیں تو اور بات ہے لیکن اب اس سردار بیتال کو حکومت کافرستان نے حکم دے دیا ہے کہ کسی اجنبی کو جنگل میں زندہ نہ چھوڑا جائے''۔

کرنل ناتھ نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اس کے بعد''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کے بعد دو میل چوڑی دنیا کی انتہائی خوفناک دلدل ہے جو ایک دائرے کی صورت میں ہے۔ اس دائرے کے اندر جنگل میں سپیشل اسٹیشن بنایا گیا ہے''...... کرنل ناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے اس دلدل کو کیسے کراس کیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''ہیلی کاپٹر کی مدد سے اور تو اسے کراس کرنے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے''...... کرنل ناتھ نے جواب دیا۔

''پھر اس جنگل میں تمہیں رکھنے کی کیا ضرورت تھی جب یہاں سے کوئی کراس ہی نہیں کر سکتا تھا اور ہیلی کاپٹر کو تو آسانی سے فضا میں ہی تباہ کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو کرنل ناتھ کو محسوس ہوا کہ یہ آدمی واقعی بے حد ذہین ہے کیونکہ یہ خیال اسے بھی آیا تھا اور اس نے چیف آف انٹیلی جنس سے بھی یہی سوال کیا تھا۔

''تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ میں نے بھی یہی سوال اپنے چیف سے کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا تھا کہ پاکیشائی ایجنٹ ناممکن کو ممکن بنا سکتے ہیں اس لئے حفاظتی اقدامات بہرحال ضروری ہیں''۔ کرنل ناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر سردار بیتال چاہے تو کیا یہ دلدل کراس کی جا سکتی ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''وہ کیا کر سکتا ہے۔ میں تو ایسا نہیں سمجھتا کہ وہ کچھ کر سکے''۔ کرنل ناتھ نے کہا۔

''جوزف''...... عمران نے ایک بار پھر اس آدمی سے کہا جو ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑے کھڑا تھا۔

''یس باس''...... جوزف نے جواب دیا۔

''تم اسے آف کر دو''...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ناتھ کچھ کہتا تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کرنل ناتھ کے سینے میں جیسے کئی گرم سلاخیں اترتی چلی گئیں اور ایک لمحے کے لئے اس کے ذہن میں دھماکے سے ہوئے اور پھر تاریک چادر ایک بار پھر اس کے ذہن پر پھیلتی چلی گئی۔ اس کا سانس اس کے حلق میں کسی بھاری پتھر کی طرح جم گیا تھا۔

جولیا، صالحہ، شاہینہ لارا اور نازیہ چاروں اونچی جھاڑیوں کے پیچھے موجود تھیں۔ سامنے دو بڑی جیپیں کھڑی تھیں جن میں سے ایک جیپ تو وہ تھی جس پر سوار ہو کر وہ یہاں پہنچے تھے جبکہ دوسری جیپ عمران اور اس کے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد آئی تھی اور عمران کے حکم پر اس جیپ میں بے ہوش کر دینے والا مخصوص کیپسول فائر کر دیا گیا تھا جس کے نتیجے میں اس میں موجود دو مرد اور ایک عورت بے ہوش ہو گئے تھے اور جولیا کے کہنے پر ان تینوں کو جیپ سے اتار کر درختوں کے ساتھ جنگلی بیلوں کی مدد سے باندھ دیا گیا تھا تاکہ کسی بھی صورت یہ ہوش میں آ جائیں تو پھر بھی حرکت نہ کر سکیں اور وہ خود اسلحہ لے کر جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گئی تھیں کہ اگر ان کے مزید ساتھی آ جائیں یا ان پر حملہ کرنے کے لئے کوئی درندہ آ جائے تو اسے ہلاک کیا جا سکے۔

''انہیں ہلاک کیوں نہ کر دیا جائے جولیا۔ اس طرح ہم اس نگرانی کے عذاب سے تو بچ جائیں گے''...... اچانک صالحہ نے کہا۔

''عمران نے ان کی ہلاکت کا حکم نہیں دیا اس لئے انہیں ہلاک نہیں کیا جا سکتا''...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم عمران کے احکامات کی اس قدر فرمانبرداری سے پابندی کیوں کرتی ہو''...... شاہینہ لارا نے کہا تو نازیہ اور صالحہ دونوں بے اختیار مسکرا دیں کیونکہ وہ خواتین ہونے کے ناطے شاہینہ لارا کے لہجے میں موجود طنز کو بخوبی سمجھ گئی تھیں اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ شاہینہ لارا عمران میں خاصی دلچسپی لینے لگ گئی ہے۔

''اس لئے کہ ہم مشن پر ہیں، پکنک منانے نہیں آئے اور عمران مشن کا لیڈر ہے اس لئے دوران مشن اس کے احکامات کی معمولی سی خلاف ورزی سے پورا مشن تباہ ہو سکتا ہے اور تم جانتی ہو کہ اس کا نقصان عمران کو نہیں بلکہ پاکیشیا کو ہو گا''...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر وہ تمہاری مرضی کے خلاف کوئی حکم دے تو کیا تم تسلیم کر لو گی''...... شاہینہ لارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہماری تربیت اسی انداز میں کی گئی ہے کہ مشن کے دوران ہمیں اپنی پسند ناپسند کو ایک طرف رکھنا پڑتا ہے''...... جولیا نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دور سے

کسی لگڑ بھگڑ کے چیخنے کی آواز سنائی دی تو جولیا اور اس کی ساتھی سب بے اختیار چونک پڑیں اور پھر جولیا نے منہ میں دو انگلیاں رکھ کر یکلخت ایسی آواز نکالی جیسے رات کے سناٹے میں دور سے کوئی جھینگر بول رہا ہو۔

”کمال ہے۔ تم ایسی آوازیں بھی نکال لیتی ہو“...... شاہینہ لارا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ سب ہمیں ٹریننگ کے دوران باقاعدہ سکھایا جاتا ہے۔ جنگل میں ایسی آوازیں ایک دوسرے سے رابطے کے لئے ضروری ہوتی ہیں“...... جولیا نے جواب دیا۔

”تو یہ لگڑ بھگڑ کی آواز مصنوعی تھی“...... اس بار نازیہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ یہ کاشن تھا کہ کوئی خطرہ نہیں ہے“...... جولیا نے جواب دیا۔

”لیکن اگر یہ اصل ہوتی۔ یہ جنگل ہے یہاں لگڑ بھگڑ بھی تو ہو سکتے ہیں“...... نازیہ نے کہا۔

”ہاں۔ ہو سکتے ہیں لیکن اس آواز کے آخر میں جو ہلکی سی سیٹی کی آواز تھی وہ بتا رہی تھی کہ یہ جانور کی آواز نہیں ہے۔ اسے آوازوں کا کوڈ کہا جاتا ہے“...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ تم لوگ تو بڑی دلچسپ زندگی گزار رہے ہو“۔ شاہینہ لارا نے کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں ہنس پڑیں۔

”ہاں۔ آگے تمہیں پتہ چل جائے گا کہ یہ لائف کس قدر دلچسپ ہے“...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا مطلب۔ کیا کوئی خاص بات ہے جو تم مجھ سے چھپا رہی ہو“...... شاہینہ لارا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میرا مطلب تھا کہ جب مشن میں ایکشن داخل ہو گا تو پھر موت زندگی کے درمیان قسمت ہی وقفہ ڈالتی ہے“...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی کیونکہ دور سے جوزف اس کے ساتھ عمران اور عقب میں تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل چلتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

”یہ صفدر اور کیپٹن شکیل تو زخمی ہیں“...... جولیا نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

”کیا ہوا۔ یہ صفدر اور کیپٹن شکیل زخمی لگتے ہیں“...... جولیا نے بڑے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہو گئی ہے ورنہ کیپٹن شکیل کی حالت بے حد نازک ہو گئی تھی“...... عمران نے جواب دیا۔

”کیا ہوا تھا“...... جولیا نے اسی طرح تشویش بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

”یہاں یہ چیف شاگل، ایک عورت اور جیپ ڈرائیور تینوں کو ہم نے بے ہوش کر دیا ہے“...... جولیا نے کہا اور پھر پیچھے مڑ کر اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کی مزاج پرسی کی تو دونوں نے اس کا شکریہ

ادا کیا۔ اس دوران شاہینہ لارا، صالحہ اور نازیہ بھی ان کے قریب پہنچ گئیں۔

‘‘تم نے اچھا کیا کہ انہیں باندھ دیا ہے۔ اب یہ اسی طرح بندھے رہیں گے جبکہ ہم نے آگے بڑھنا ہے ورنہ کسی بھی وقت کرنل ناتھ اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ملٹری انٹیلی جنس کے باقی افراد کی نظروں میں آ گئیں تو یہاں میزائلوں کی خوفناک بارش ہوسکتی ہے۔ انہیں کھول کر واپس جیپ میں ڈال دو ورنہ درندے انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی کھا جائیں گے’’...... عمران نے کہا۔

‘‘انہیں ہلاک کیوں نہ کر دیا جائے’’...... جولیا نے کہا۔

‘‘انہیں ہلاک کر دیا گیا تو ہمارا جنگل میں جانا ثابت ہو جائے گا اور میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ یہ لوگ ہماری ہلاکت کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ دوسری صورت میں یہ خود ہی ہوش میں آ کر ہمارے ہاتھوں بے ہوش ہونے سے انکار کر دیں گے۔ خاص طور پر یہ شاگل۔ اس طرح ہمیں آگے کام کرنے کے مواقع مل جائیں گے۔ چلو بیٹھو جیپ میں۔ اب ہم نے آگے بڑھنا ہے’’...... عمران نے کہا۔

‘‘عمران صاحب۔ کرنل ناتھ نے اس وحشی قبیلے کے بارے میں بتایا ہے اور خاص طور پر زہریلے تیروں کے بارے میں۔ اس کا کیا ہو گا۔ اچانک آنے والے زہریلے تیروں کو کیسے روکا جائے

گا’’...... صفدر نے کہا۔

‘‘فکر مت کرو۔ ہماری جیپ پر کوئی تیر نہیں مارا جائے گا۔ البتہ اس سردار کو ہمیں یقین دلانا ہو گا کہ ہم واقعی شادی شدہ ہیں’’۔ عمران نے کہا۔

‘‘کیا آپ کی اس سردار سے بات ہو چکی ہے’’...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

‘‘بیتال ہے وہ اس جنگل کا بڑا سردار ہے۔ اس سے بالواسطہ بات چیت ہو گئی ہے۔ اس نے اس سرخ جنگل کے قبیلے کو تیر مار کر ہلاک کرنے سے روک دیا ہے لیکن چونکہ غیر شادی شدہ اور شادی شدہ کا مسئلہ ان کی راویت ہے اس لئے وہ اسے نہیں روک سکتا’’۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ سب اپنی بڑی جیپ میں سوار ہو گئے جبکہ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران اور سائیڈ سیٹ پر جولیا بیٹھ گئی تھی۔ باقی سب ساتھی عقبی سیٹوں پر تھے۔

‘‘اب تمہارا امتحان شروع ہو گیا ہے اس لئے تم نے شادی شدہ ہونے کی اداکاری کرنی ہے’’...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ آگے بڑھا دی۔ اس سے پہلے شاگل، اس کی ساتھی عورت اور مرد تینوں کو کھول کر ان کی جیپ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے گئے تھے تاکہ درندے ان پر نہ جھپٹ سکیں اور ہوش آنے پر وہ خود ہی واپس جا سکیں۔

''عمران صاحب کیا آگے جیپ کا راستہ ہے''...... عقب میں بیٹھے صفدر نے پوچھا۔

''نہ بھی ہو تو بنا لیں گے۔ پیدل جاتے جاتے تو ہمیں شاید بہت وقت لگ جائے''...... عمران نے کہا تو سب نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے وہ سب عمران کی اس تجویز سے متفق ہوں اور پھر جیپ کو اس جنگل سے آگے لے جانے میں عمران کو بھی دانتوں پسینہ آ گیا کیونکہ گھنے درختوں اور جھاڑیوں میں کہیں کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا اور زیادہ تر جھاڑیاں، گڑھوں سے نمودار ہوتی تھیں اس لئے جیپ کو ان گڑھوں سے نکالنے میں کافی دِقت پیش آئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ درخت اس طرح جڑے ہوئے تھے کہ بعض اوقات جیپ جتنا درختوں کے درمیان فاصلہ تلاش کرنے کے لئے انہیں کافی لمبا چکر کاٹنا پڑتا تھا۔ بہرحال آہستہ آہستہ وہ اس کالے جنگل کو کراس کر کے سرخ رنگ کے پھولوں اور سرخ پتوں والے اس جنگل میں داخل ہو گئے جہاں زہریلے تیروں کے ساتھ ساتھ شادی شدہ جوڑوں کے لئے رعایت اور غیر شادی شدہ جوڑوں کے خلاف کارروائی کی جاتی تھی۔ عمران کو یقین تھا کہ اس کی ساتھی خواتین ان جنگلیوں کو اپنی اداکاری سے مطمئن کر دیں گی اور وہ اسے کراس کر کے جب آگے بیتال کے سرداری والے علاقے میں داخل ہوں گے تو پھر ان کے لئے اصل مسئلہ صرف دلدل رہ جائے گی۔ دلدل کے بارے میں اسے پہلی بار کرنل ناتھ نے آگاہ کیا تھا ورنہ اس سے پہلے دلدل کے بارے میں اس نے کسی سے سنا تک بھی نہ تھا لیکن کرنل ناتھ کے لہجے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے اس لئے وہ مسلسل اس دلدل کو کراس کرنے کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا کیونکہ دو میل چوڑی دلدل کو کراس کرنے کا کوئی طریقہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔

سوجام کے سیکرٹ سروس سنٹر میں شاگل کسی زخمی درندے کی طرح ٹہل رہا تھا۔ اسے جب ہوش آیا تو وہ مایا دیوی اور گوپال کے ساتھ جیپ میں پڑا ہوا تھا اور پھر انہوں نے ہوش میں آ کر ادھر ادھر کا علاقہ چیک کیا تو انہوں نے کافی فاصلے پر جنگل کے اندر کرنل ناتھ اور پھر اس کے ساتھیوں کی کٹی پھٹی اور گولیوں سے چھلنی لاشیں دیکھ لیں۔ جب انہیں ہوش آیا تھا تو وہ جیپ موجود نہ تھی جس کو دیکھ کر ان کی جیپ رکی تھی اور پھر ان کی جیپ پر سیاہ رنگ کی کوئی چیز گری اور اس کے ساتھ ہی ان کا ذہن تاریک پڑ گیا تھا۔ اس جیپ کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے ہی شاگل اس نتیجے پر پہنچ گیا تھا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ اگر دوسری جیپ میں ہوتے تو پھر لامحالہ ایک تو انہیں لازماً ہلاک کر دیتے اور اس کے بعد وہ پیدل آگے بڑھتے کیونکہ آگے جنگل اس

قدر گھنا تھا کہ اتنی بڑی جیپ اس سے گزر ہی نہ سکتی تھی اس لئے اپنے زندہ ہونے اور جیپ کے نہ ہونے سے لے کر وہاں کرنل ناتھ اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ یہ جیپ بھی ملٹری انٹیلی جنس کے کسی گروپ کی تھی جو کرنل ناتھ کا بھی مخالف تھا اور اس نے کرنل ناتھ اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور پھر واپس چلے گئے تاکہ کرنل ناتھ اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا ان پر الزام نہ آ سکے۔ اس نے گوپال کو بھیجا تھا کہ وہ وسیع رینج اور ہائی پاور ٹرانسمیٹر لے آئے تاکہ اس کی مدد سے وہ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل رمیش سے بات کر سکے کیونکہ اس علاقے میں صرف ہائی پاور ٹرانسمیٹر پر ہی بات ہو سکتی تھی۔ فون پر وہ اس لئے بات نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اس طرح انہیں اس کی یہاں موجودگی کا علم بھی ہو سکتا تھا اور وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ گوپال ابھی واپس نہیں آیا تھا جبکہ مایا دیوی وہیں کرسی پر خاموش اور منہ لٹکائے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ اپنے آپ کو بے بس اور لاچار سی محسوس کر رہی ہو حالانکہ اس مشن پر آنے سے پہلے وہ خاصی تیز اور فعال تھی مگر نجانے یہاں اسے کیا ہو گیا تھا کہ وہ بس شاگل کے ساتھ ساتھ لٹکتی پھر رہی تھی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور گوپال اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید لیکن لانگ رینج اور ہائی پاور ٹرانسمیٹر موجود تھا۔

”بہت دیر لگا دی ہے تم نے“...... شاگل نے غصیلے لہجے میں

کہا۔

''دارالحکومت سے منگوانا پڑا ہے جناب۔ سپیشل ہیلی کاپٹر سروس کے ذریعے''...... گوپال نے جواب دیا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے ٹرانسمیٹر کو سامنے رکھا اور پھر اس پر چیف آف ملٹری انٹیلی جنس کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کالنگ۔ اوور''...... شاگل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ کرنل رمیش بول رہا ہوں۔ چیف آف ملٹری انٹیلی جنس۔ اوور''...... تھوڑی دیر بعد کرنل رمیش کی آواز سنائی دی۔

''کرنل رمیش۔ ماروتی جنگل میں ملٹری انٹیلی جنس کا انچارج کرنل ناتھ ہے یا کوئی اور ہے۔ اوور''...... شاگل نے کہا۔

''کرنل ناتھ ہے۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ اوور''۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہاں ملٹری انٹیلی جنس کے دو گروپ آپس میں لڑ پڑے ہیں اور کرنل ناتھ اور اس کے تقریباً آٹھ ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوور''...... شاگل نے جان بوجھ کر گھما پھرا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میرے آدمی ایک دوسرے کے ساتھ کیسے لڑ سکتے ہیں۔ اوور''...... کرنل رمیش نے چیختے ہوئے لہجے

میں کہا۔

''آپ چیک کرا لیں۔ میرے آدمی کی اطلاع حتمی ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صدر مملکت نے آپ کی سروس کا انتخاب غلط کیا ہے۔ اوور اینڈ آل''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک بار پھر اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل کالنگ۔ اوور''...... شاگل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ۔ اوور''...... دوسری طرف سے چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''جناب پریذیڈنٹ سے بات کرائیں۔ میں ایسی جگہ پر ہوں جہاں فون نہیں ہے اور میں نے ایک انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔ اوور''...... شاگل نے کہا۔

''اوکے۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد صدر صاحب کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''سر۔ میں شاگل عرض کر رہا ہوں۔ اوور''...... شاگل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا خاص بات کرنی ہے آپ نے اور وہ بھی ٹرانسمیٹر پر۔

اوور''...... صدر صاحب نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں اس وقت جہاں موجود ہوں وہاں فون کی سروس موجود نہیں ہے اس لئے مجبوراً مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کرنا پڑی ہے جناب۔ سپیشل اسٹیشن کی پاکیشیائی ایجنٹوں سے حفاظت کی غرض سے آپ نے حدود قائم کر دی تھیں۔ ہماری حدود سوجام شہر تک تھی۔ اس کے بعد ساندر جنگل میں ملٹری انٹیلی جنس کی حدود تھی۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ ہمسایہ ملک ناپال پہنچ گئے ہیں اس لئے لازمی بات ہے کہ وہ وہاں سے براہ راست ماروتی پہنچ جائیں گے اور ماروتی کا علاقہ ملٹری انٹیلی جنس کی حدود میں آتا ہے اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل رمیش نے وہاں بہترین انتظامات کئے ہوئے تھے اس لئے ہمیں یقین تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ کچھ بھی کر لیں بہرحال وہ اس بار ہمارے نہیں تو ملٹری انٹیلی جنس کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے لیکن اب ایک ایسی کنفرم اطلاع ملی ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ اس اطلاع کے مطابق ملٹری انٹیلی جنس کے دو گروپوں میں لڑائی ہوئی ہے اور اس لڑائی میں ملٹری انٹیلی جنس کا وہاں کا انچارج کرنل ناتھ بھی ہلاک ہوا ہے اور اس کے ساتھ مزید آٹھ افراد بھی ہلاک ہوئے ہیں۔ ان کی لاشیں جنگل میں پڑی ہیں۔ اوور''...... شاگل نے صدر کو اپنے ڈھب پر لانے کے لئے توڑ موڑ کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کو کیسے یہ اطلاع ملی ہے اور کیا یہ ضروری ہے کہ یہ ہلاکتیں دوسرے گروپ نے کی ہیں۔ اوور''...... صدر نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

''سر۔ ہر ایجنسی کے لوگ دوسری ایجنسیوں میں ہوتے ہیں اسی لئے تو میں نے پہلے عرض کی تھی کہ یہ اطلاع کنفرم ہے۔ آپ سے پہلے میں نے کرنل رمیش کو اطلاع دی ہے۔ وہ یقیناً اب تک معلوم کر چکے ہوں گے کہ میری بات درست ہے یا نہیں۔ دوسری بات یہ کہ مجھے جو اطلاع دی گئی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ انہیں گولیاں ماری گئی ہیں جبکہ وہاں کے وحشی قبائل ابھی تک زہریلے تیر استعمال کرتے ہیں۔ ان کے پاس باوردی اسلحہ موجود نہیں ہے اس لئے لامحالہ انہیں ان کے ساتھیوں نے ہی ہلاک کیا ہے کیونکہ ان کے علاوہ اور وہاں کوئی مسلح گروپ موجود نہیں ہے۔ اوور''...... شاگل نے ایک بار پھر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو آپ کیا چاہتے ہیں۔ اوور''...... صدر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''کچھ نہیں سر۔ میں تو حدود کا پابند ہوں سر۔ میں نے تو صرف آپ کی خدمت میں یہ اطلاع پہنچانی تھی۔ اوور''...... شاگل نے جواب دیا۔

''آپ ٹرانسمیٹر پر رہیں۔ میں پھر آپ سے رابطہ کروں گا۔ اوور اینڈ آل''...... صدر نے کہا تو شاگل نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر

دیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''آپ نے صدر صاحب کو وہ کچھ کرنے پر مجبور کر دیا ہے جو آپ چاہتے ہیں''...... مایا دیوی نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ آخری فتح ہماری ہی ہو گی''...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویسے سر۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ آخر کہاں چلے گئے چیک پوسٹ تک تو وہ جیپ میں ہی تھے اور کیپٹن راجندر کی موت کے بعد جیپ سرام کی طرف بھی جاتی دکھائی دی تھی۔ پھر وہ آخر کہاں گئے''۔ مایا دیوی نے کہا۔

''وہ کہیں اور نکل گئے ہیں ورنہ ان کی جیپ ہمیں ضرور نظر آ جاتی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ راستہ بھول کر کہیں اور گئے ہیں یا پھر ان کی جیپ اس دشوار گزار راستے میں کہیں نیچے گر گئی ہے اور وہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں''...... شاگل نے کہا۔

''پھر تو انہیں تلاش کیا جانا چاہئے تاکہ ان کی لاشیں حاصل کی جا سکیں''...... مایا دیوی نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''اسی لئے تو یہ سارا چکر چلایا جا رہا ہے۔ تم واقعی ناقص العقل ہو۔ تم اب تک اصل بات نہیں سمجھ سکی''...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ کے مقابلے میں تو میں واقع ناقص العقل ہوں۔ پلیز آپ مجھے اصل بات بتا دیں''...... مایا دیوی نے فوراً اپنے ناقص

العقل ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شاگل سے اصلیت اگلوانے کے لئے ایسا اعتراف ضروری ہے۔

''گڈ۔ تم واقعی سمجھ دار ہو۔ ویری گڈ۔ تو سنو۔ میں نے جو کچھ صدر صاحب سے کہا ہے اس کے بعد اب مجھے سو فیصد یقین ہے کہ صدر صاحب اب سپیشل اسٹیشن تک ہمیں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف آپریشن کی اجازت دے دیں گے۔ اس کے بعد ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی، اگر وہ ہلاک ہو چکے ہیں تو ان کی لاشیں تلاش کر کے لے جائیں گے اور اگر ہلاک نہیں ہوئے تو ہم انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں لے جائیں گے اس طرح کریڈٹ بہرحال سیکرٹ سروس کے پاس ہی رہے گا اور ملٹری انٹیلی جنس سامنے سے ہٹ چکی ہو گی''...... شاگل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دینے لگی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ کالنگ چیف شاگل۔ اوور''...... بٹن آن ہوتے ہی پریذیڈنٹ کے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... شاگل نے اپنی عادت کے مطابق پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''صدر صاحب سے بات کیجئے۔ اوور''...... دوسری طرف سے

کہا گیا۔

’’یس سر۔ شاگل بول رہا ہوں۔ اوور‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’چیف شاگل۔ ہم نے معلومات کر لی ہیں۔ کرنل ناتھ اور اس کے آٹھ ساتھیوں کو واقعی گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کارروائی آپ کے آدمیوں نے کی ہے کیونکہ آپ حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر پر وہاں جانے کی کوشش کر رہے تھے تو آپ کے ہیلی کاپٹر پر انتہائی فائرنگ کی گئی لیکن ہمیں اس بات سے اتفاق نہیں ہے کیونکہ آپ ہماری اجازت کے بغیر حدود کی خلاف ورزی کبھی نہیں کرتے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہوا ہو۔ ابھی تک نہ ہی پاکیشیائی ایجنٹ سامنے آئے ہیں اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی بڑی کارروائی ہوئی ہے۔ اس کے باوجود کرنل ناتھ اور اس کے آٹھ ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے تو اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا دو گروپوں کے درمیان بالادستی حاصل کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ ہمیں آپ کی بات میں زیادہ وزن محسوس ہوا ہے۔ کرنل رمیش چیف آف ملٹری انٹیلی جنس نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ کرنل ناتھ اور اس کے آٹھ ساتھیوں کو جنگل میں بہرحال گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اب ہماری طرف سے کوئی حد متعین نہیں ہو گی اور ملٹری انٹیلی جنس چونکہ ابتدائی طور پر ہی ناکام رہی ہے اس لئے اسے واپس کال کر لیا گیا ہے۔ اب سپیشل اسٹیشن تک

سیکرٹ سروس کارروائی کرے گی لیکن یہ سن لیں کہ اگر پاکیشیائی ایجنٹ کسی بھی طرح وہاں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے سپیشل اسٹیشن کو کسی طرح بھی نقصان پہنچایا تو آپ کا یقینی طور پر کورٹ مارشل کیا جائے گا۔ اوور‘‘...... صدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

’’سر۔ میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ اس بار فتح ہماری ہو گی۔ اوور‘‘...... شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا تو شاگل نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی زوردار قہقہہ لگایا۔

’’آپ واقعی سپر جینئس ہیں سر۔ سپر جینئس‘‘...... مایا دیوی نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

’’ہمارے مقابلے میں کون ٹھہر سکتا ہے لیکن اب ہمیں بہرحال کام کرنا ہو گا ورنہ صدر صاحب واقعی ہمارا کورٹ مارشل کرا سکتے ہیں‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’لیکن کیا ہونا چاہئے‘‘...... مایا دیوی نے کہا تو شاگل نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

’’یس سر‘‘...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’گوپال کو میرے آفس بھجواؤ‘‘...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گوپال اندر داخل ہوا اور اس نے سلام کیا۔

"بیٹھو"...... شاگل نے کہا اور گوپال مایا دیوی کے ساتھ موجود خالی کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"گوپال۔ کیا تم اس علاقے کے رہنے والے ہو"...... شاگل نے پوچھا۔

"یس سر۔ میرے آباؤ اجداد بھی سوجام کے رہنے والے تھے۔ میں بھی یہیں پیدا ہوا اور یہیں پلا بڑھا"...... گوپال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران اور اس کے ساتھی جیپ میں سوار ہو کر اس کالے جنگل میں پہنچے اور جب ہم ان کے عقب میں پہنچے تو وہ ہمارے خلاف کارروائی کرنے کے لئے پہلے سے تیار تھے۔ انہوں نے گو ہمیں بے ہوش تو کر دیا لیکن انہیں ہمیں ہلاک کرنے کی جرأت نہ ہو سکی اس لئے کہ میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ ان کی طرح سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہوں لیکن جب ہمیں ہوش آیا تو وہ موجود نہ تھے اور نہ ہی ان کی جیپ موجود تھی۔ اس پر ہم بھی سمجھے کہ وہ واپس چلے گئے ہوں گے لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ یہ لوگ واپس جانے والے نہیں ہیں۔ انتہائی کٹھن ترین حالات میں بھی یہ واپس جانے کا سوچتے بھی نہیں اس لئے لامحالہ یہ کسی نہ کسی طرح کالا جنگل کراس کر کے آگے بڑھے ہوں گے۔ اب تم بتاؤ کہ ہم انہیں کہاں اور کیسے تلاش کر کے ہلاک کر سکتے ہیں"...... شاگل نے

مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"کیا ہمیں اس سارے علاقے میں کام کرنے کی اجازت مل گئی ہے سر"...... گوپال نے کہا۔

"ہاں۔ صدر صاحب نے اب ملٹری انٹیلی جنس کو واپس بلا لیا ہے اور اب جو کچھ کرنا ہے ہم نے کرنا ہے"...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کا۔

"پھر تو یہ کام انتہائی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ جنگلوں میں موجود تمام قبیلوں کے سردار بیتال کے پاس ٹرانسمیٹر موجود ہے جس سے وہ کافرستان کے بڑے لوگوں سے رابطہ کرتا ہے اور وہ نہ صرف سوجام بلکہ دارالحکومت تک آتا جاتا رہتا ہے۔ میرے پاس اس کی فریکونسی موجود ہے۔ میں آپ کو فریکونسی لا دیتا ہوں آپ اس سے بات کریں۔ وہ آپ سے مکمل تعاون کرے گا لیکن آپ کو اسے تھوڑا سا انعام دینے کا وعدہ کرنا ہو گا"...... گوپال نے کہا۔

"انعام کیوں۔ کیا وہ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف کی بات ویسے نہیں مانے گا۔ اگر ایسا ہے تو میں اسے گولی مار دوں گا"۔ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ کوئی بڑا انعام نہیں دینا ہو گا۔ آپ اس سے وعدہ کر لیں کہ مکمل تعاون کی صورت میں آپ خوش ہو کر اسے سیٹلائٹ فون کا کنکشن دلوا دیں گے تو وہ بالکل آپ کے غلاموں کی طرح کام کرے گا"...... گوپال نے کہا۔

''اوہ۔ یہ کون سی بڑی بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم فریکونسی لے آؤ۔ جلدی۔ تاکہ ہم اس سے بات کر سکیں''...... شاگل نے کہا تو گوپال اٹھا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''یہ جنگلی لوگ انعام سے واقعی بے حد خوش ہو جاتے ہیں سر''...... مایا دیوی نے کہا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد گوپال واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ڈائری تھی۔ اس نے ڈائری کھولی اور اس کے چند ورق الٹا کر اس نے ایک ورق کو چند لمحے غور سے دیکھا اور پھر ڈائری شاگل کے سامنے رکھ دی۔

''اگر آپ اجازت دیں تو میں بیتال سے ابتدائی بات کر کے اور آپ کا تعارف کرا کر آپ کی بات کراؤں''...... گوپال نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ کراؤ بات''...... شاگل نے ڈائری اور ٹرانسمیٹر دونوں اٹھا کر گوپال کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو گوپال نے ڈائری اٹھا کر سامنے رکھی اور پھر اسے دیکھ دیکھ کر اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کی اور اس کے ساتھ ہی اس نے اسے آن کر دیا۔

''بولو۔ بولو۔ میں گوپال بول رہا ہوں سوجام سے۔ بولو''۔ گوپال نے بار بار اس انداز میں کال دیتے ہوئے کہا اور شاگل سمجھ گیا کہ چونکہ بیتال ان پڑھ قبائلی ہے اس لئے ہیلو اور اوور کی بجائے اسے لفظ بولو سکھایا گیا ہے۔

''ہاں۔ میں سردار بیتال بول رہا ہوں۔ بولو''...... تھوڑی دیر بعد

ایک قدرے چیختی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

''سردار بیتال۔ کافرستان کے سب سے بڑے افسر جو صدر اور پرائم منسٹر کے بعد کافرستان کے سب سے بڑے افسر ہیں، تم سے بات کرنا چاہتے ہیں اور یہ تمہارے لئے فخر کی بات ہو گی کہ اتنے بڑے افسر تم سے بات کریں گے اور سنو۔ وہ تمہیں انعام بھی دیں گے۔ وہ انعام جو اور کوئی تمہیں نہیں دے سکتا۔ اور سنو۔ اگر تم نے چیف شاگل سے تعاون نہ کیا تو تمہارا پورا جنگل کٹوایا بھی جا سکتا ہے۔ بولو''...... گوپال نے کہا تو شاگل نے اس طرح اثبات میں سر ہلایا جیسے اسے گوپال کا اپنا کرایا ہوا تعارف بے حد پسند آیا ہو۔

''میں نے سردار شاگل کا نام سنا ہوا ہے۔ وہ ملک کے بڑے سردار ہیں۔ مجھے خوشی ہو گی کہ میں اتنے بڑے سردار کا کام کروں۔ بولو''...... سردار بیتال نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہیلو۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس بول رہا ہوں۔ بولو''...... شاگل نے لہجے کو باقاعدہ رعب دار بناتے ہوئے کہا۔

''میں سردار بیتال بول رہا ہوں سرداروں کے سردار۔ حکم دیجئے سرداروں کے سردار۔ بولو''...... دوسری طرف سے سردار بیتال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو شاگل کا پھولا ہوا سینہ مزید کئی انچ پھول گیا۔ ظاہر ہے سردار بیتال نے اسے سرداروں کا سردار کہا تھا۔

''سنو سردار بیتال۔ اگر تم کافرستان کی امداد کرو گے تو کافرستان

بھی تمہیں بڑا سردار بنا دے گا اور میں تمہیں سیٹلائٹ فون کا کنکشن دلوا دوں گا۔ بولو‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’یہ مجھ جیسے چھوٹے سردار پر سرداروں کے سردار کی مہربانی ہو گی۔ حکم دیجئے سرداروں کے سردار۔ بولو‘‘...... سردار بیتال نے کہا۔

’’کافرستان کے دشمن نو افراد جن میں پانچ مرد اور چار عورتیں شامل ہیں، کالے جنگل کے راستے سپیشل اسٹیشن تک پہنچ رہے ہیں۔ وہ تمہارے جنگلوں سے گزریں گے۔ ہم نے انہیں ہلاک کرنا ہے۔ اس میں تم کیا مدد کر سکتے ہو۔ بولو‘‘...... شاگل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

’’ان کا سردار عمران تو نہیں ہے۔ بولو‘‘...... سردار بیتال نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

’’ہاں۔ ہاں۔ وہی۔ کہاں ہیں یہ لوگ اور تم انہیں کیسے اور کب سے جانتے ہو۔ بولو‘‘...... شاگل نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

’’سرداروں کے سردار۔ میں دارالحکومت میں ایک کلب میں جاتا رہتا ہوں۔ اب میں وہاں گیا تو وہاں کے ایک آدمی نے مجھے کہا کہ اگر میں سردار عمران اور اس کے ساتھیوں کو حکومت کے علاقے تک صحیح سلامت پہنچا دوں تو مجھے بھاری رقم ملے گی جس سے میں اپنی مرضی سے سامان خرید سکوں گا اس لئے میں نے حامی بھر لی۔ پھر مجھے رقم دے دی گئی اور میں نے اپنی مرضی کا سامان خرید لیا۔ اب اطلاع

ملی ہے کہ سردار عمران اور اس کے ساتھی جن میں چار مرد اور چار عورتیں شامل ہیں ہمارے پاس آ رہے ہیں۔ ابھی وہ سرخ جنگل کے علاقے میں ہیں۔ پہلے وہ وہاں کے سردار گوشم سے مل کر پھر ہمارے علاقے میں داخل ہوں گے۔ بولو‘‘...... سردار بیتال نے کہا۔

’’کیا سردار گوشم تمہارے ماتحت نہیں ہے۔ بولو‘‘...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

’’سرداروں کے سردار۔ وہ بھی میرا ماتحت ہے لیکن ان کے قبیلے کا رواج ایسا ہے جس میں وہ میری مداخلت بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ باقی ہر کام میں وہ میرا ماتحت ہے۔ بولو‘‘...... سردار بیتال نے جواب دیا۔

’’سنو۔ تم ان سب کا فوری خاتمہ کر دو اور ہمیں اطلاع دو۔ ہم ہیلی کاپٹر پر آ کر ان کی لاشیں اٹھا لیں گے۔ بولو‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’آپ ہیلی کاپٹر ہمارے علاقے میں نہ اتاریں۔ ہمارے آدمی ڈر جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ مجھے بھی ہلاک کر دیں کہ میں سردار ہونے کے باوجود لوہے کے پرندے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ آپ سرکاری علاقے میں پہنچ جائیں میں دلدل پار کرا کر ان کی لاشیں وہاں بھجوا دیتا ہوں۔ بولو‘‘...... سردار بیتال نے کہا۔

’’دلدل۔ کیسی دلدل۔ بولو‘‘...... شاگل نے چونک کر کہا۔

’’سرکاری علاقے کے گرد دو میل چوڑی خوفناک دلدل ہے جسے

صرف سردار بیتال ہی پار کرا سکتا ہے۔ بولو‘‘...... سردار بیتال نے کہا۔

’’دو میل چوڑی دلدل کو تم کیسے پار کرا سکتے ہو۔ بولو‘‘...... شاگل نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

’’جناب۔ سردار کے لئے پار جانے کے لئے صدیوں سے ایسی کشتی بنائی جاتی ہے جس کے نیچے گوگوش نامی درخت کی گوند لگائی جاتی ہے۔ اس گوند کا کمال ہے کہ اس کشتی کو معمولی سا دھکا دو تو وہ میلوں دور تک پھسلتی چلی جاتی ہے اور اس کشتی کو اس انداز میں بنایا جاتا ہے کہ یہ دلدل میں ڈوبتی نہیں۔ میں اس کشتی پر ان سب کی لاشیں ڈال کر سرکاری علاقے میں پہنچا دوں گا۔ آپ وہاں سے لے لیں اور کشتی میں میرا انعام رکھ کر کشتی کو واپس دھکیل دیں۔ وہ مجھ تک پہنچ جائے گی۔ بولو‘‘...... سردار بیتال نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر یہ لوگ صحیح سلامت تمہارے علاقے میں نظر آئے تو پھر تم سمیت تمہارا پورا جنگل جلا کر راکھ کر دیا جائے گا۔ بولو‘‘...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور آخر میں اوور اینڈ آل کہہ کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

’’اب جا کر معلوم کرو کہ ملٹری انٹیلی جنس نے جو ایئر کرافٹ گنیں نصب کر رکھی ہیں کیا وہ ہٹائی گئی ہیں یا نہیں۔ میں اس دوران سپیشل اسٹیشن کے انچارج ڈاکٹر مدھوکر سے بات کر لوں‘‘۔ شاگل نے گوپال سے کہا تو گوپال سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

شاگل نے جیب سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکالی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ پھر ایک ورق پر اس کی نظریں جم گئیں۔ اس نے ڈائری بند کر کے واپس جیب میں ڈالی اور سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’سپیشل اسٹیشن‘‘...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

’’چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر مدھوکر سے بات کرائیں‘‘...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

’’یس سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’ہیلو۔ ڈاکٹر مدھوکر بول رہا ہوں‘‘...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

’’چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں‘‘۔ شاگل نے ایک بار پھر اپنا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

’’یس سر۔ فرمایئے۔ کیسے فون کیا ہے‘‘...... ڈاکٹر مدھوکر کا لہجہ سپاٹ تھا۔

’’پاکیشیائی ایجنٹ سپیشل اسٹیشن کو تباہ کرنے کی غرض سے سرخ جنگل میں داخل ہو چکے ہیں۔ پہلے یہاں ملٹری انٹیلی جنس کی سیکورٹی تھی لیکن ملٹری انٹیلی جنس ناکام ہو گئی۔ اس کا یہاں کا انچارج کرنل

ناتھ ان کے ہاتھوں مارا گیا ہے جس پر صدر مملکت نے ملٹری انٹیلی جنس کو ہٹا لیا ہے جبکہ اب سپیشل اسٹیشن سمیت سارے علاقے کی سیکورٹی سیکرٹ سروس کو دے دی گئی ہے۔ ہم آپ کے علاقے میں ہیلی کاپٹر پر پہنچ رہے ہیں تاکہ جنگل کے راستے یہاں تک پہنچنے والے دشمن ایجنٹوں کو ہلاک کیا جا سکے''...... شاگل نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا لیکن اس نے ڈاکٹر مدھوکر کو اس بات کی ہوا تک نہ لگنے دی تھی کہ جنگل کا سردار بیتال انہیں ہلاک کرے گا اور وہ ان کی لاشیں وصول کریں گے کیونکہ ڈاکٹر مدھوکر کا رابطہ براہ راست صدر سے بھی ہو سکتا تھا اس لئے وہ یہ بات چھپا گیا تھا تاکہ اس کی کارکردگی نمایاں رہ سکے۔

''لیکن آپ سپیشل اسٹیشن میں تو کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ اسے مزید ایک ماہ کے لئے سیلڈ کر دیا گیا ہے''...... ڈاکٹر مدھوکر نے کہا۔

''ہمیں سپیشل اسٹیشن میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو بیرونی علاقے میں رہیں گے''...... شاگل نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آ جائیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے گوپال اندر داخل ہوا۔

''کیا رپورٹ ہے''...... شاگل نے اسے دیکھتے ہی چونک کر پوچھا۔

''ملٹری انٹیلی جنس نے اپنی تمام تنصیبات ہٹا لی ہیں سر۔ اب زمینی اور فضائی دونوں ایریئے کلیئر ہیں''...... گوپال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب ہم نے سپیشل اسٹیشن کے علاقے میں کیمپ لگانا ہے۔ ہیلی کاپٹر کے چار، پانچ، چھ جتنے چکر بھی لگیں۔ لگاؤ۔ وہاں کیمپ لگاؤ۔ اسلحہ پہنچاؤ۔ راشن کا سامان وغیرہ۔ تمام انتظامات کرو۔ آخر میں مایا دیوی اور میں تمہارے ساتھ جائیں گے''...... شاگل نے تمام احکامات ایک ساتھ دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... گوپال نے جواب دیا تو شاگل نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

عمران کالے جنگل کو کراس کر کے جیپ چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ سارا جنگل سرخ رنگ کے پتوں اور سرخ پھولوں والے درختوں پر مشتمل تھا۔ کہیں کہیں کوئی دوسرے درخت بھی نظر آ جاتے تھے لیکن اکثریت سرخ پتوں اور سرخ پھولوں والے درختوں کی تھی۔ ابھی جیپ تھوڑا ہی آگے بڑھی تھی کہ یکلخت ایک قبائلی درخت سے کود کر جیپ کے سامنے اس طرح آیا کہ اگر عمران فل بریک نہ لگاتا تو جیپ اس آدمی کو کچلتی ہوئی آگے بڑھ جاتی۔ فل بریک کے باوجود وہ آدمی دھکا کھا کر چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ جیپ رکتے ہی عمران اچھل کر نیچے اترا ہی تھا کہ دائیں بائیں دونوں اطراف سے عجیب وغریب آوازیں قریب آتی سنائی دینے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی خوفزدہ گروہ خوف کے مارے چیخیں مارتا ہوا دوڑا آ رہا ہو۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس

آدمی کو اٹھانے میں مدد دی۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر جھٹکے سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

''میرا نام سوبو ہے۔ سوبو۔ تم عورتوں کو لے کر آئے ہو۔ یہ خوبصورت عورتیں ہیں۔ اب ہم ان سے شادیاں کریں گے''۔ سوبو نے اٹھ کر اس طرح دائرے میں ناچتے ہوئے کہا جیسے وہ انتہائی لطف لے رہا ہو۔

''خاموش رہو۔ یہ سب شادی شدہ ہیں''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو دائرے میں ناچتا ہوا سوبو ایک جھٹکے سے رک گیا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ نہیں۔ واقعی نہیں۔ ان کے چہرے بتا رہے ہیں کہ ان کی شادیاں نہیں ہوئیں۔ یہ سب تروتازہ پھولوں کی مانند ہیں''...... سوبو نے کسی ماہر نفسیات کے انداز میں جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ سوبو سے مزید کوئی بات ہوتی دائیں اور بائیں اطراف سے سو ڈیڑھ سو قبائلی دوڑتے ہوئے آئے اور پھر اس طرح رک گئے جیسے انہیں کوئی عجوبہ نظر آ گیا ہو۔ جولیا، صالحہ، نازیہ اور شاہینہ لارا چاروں جیپ کے اندر بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ عمران اور تنویر باہر موجود تھے۔ البتہ صفدر اور کیپٹن شکیل چونکہ ابھی پوری طرح تیزی سے حرکت نہ کر سکتے تھے اس لئے وہ جیپ کے اندر ہی بیٹھے رہے۔ جوزف بھی جیپ کی عقبی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ عمران نے اسے کہا تھا کہ جب تک وہ اسے باہر آنے کا نہ کہے وہ اندر

ہی رہے۔

''یہ عورتیں غیر شادی شدہ ہیں۔ ان سے ہم شادی کریں گے۔ یہ غیر شادی شدہ ہیں''...... سوبو نے ایک بار پھر اچھلتے ہوئے کہا تو آنے والے قبائلی بھی یکلخت اچھلنے لگ گئے۔

''خاموش ہو جاؤ ورنہ کالے کاگ کا سایہ تم پر ڈال دیا جائے گا اور تمہارے درخت پھل دینا بند کر دیں گے اور تمہارے چشمے پانی نکالنا بند کر دیں گے۔ خاموش ہو جاؤ''...... عمران نے یکلخت ہاتھ سر سے اوپر لے جاتے ہوئے چیخ کر کہا تو سوبو سمیت سب اس طرح ساکت ہو گئے جیسے بیٹری ختم ہو جانے پر بیٹری سے حرکت کرنے والے کھلونے رک جاتے ہیں۔

''تم کیوں کالے کاگ کا نام لے رہے ہو۔ کون ہو تم''۔ سوبو نے اس بار براہ راست عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں اس بار قدرے خوف کا عنصر موجود تھا۔

''کالے کاگ کا نمائندہ کالا جوزف ہمارے ساتھ ہے''۔ عمران نے چیخ کر کہا۔

''باہر آ جاؤ جوزف''...... عمران نے افریقی زبان میں کہا تو جوزف نے جیپ کے اندر سے ایک لمبی چیخ ماری اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر جیپ سے باہر آ گیا۔

''تم یہاں کے دیوتا کالے کاگ یعنی کوے کے نمائندے ہو اور تمہاری اجازت کے بغیر یہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے''...... عمران نے

افریقی زبان میں جوزف کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ سنو۔ میں کالے کاگ کا نمائندہ ہوں۔ سنو۔ کالا کاگ انتہائی غصیلا ہے۔ تم شادی شدہ عورتوں کو غیر شادی شدہ کہہ رہے ہو۔ تم پر کالے کاگ کا عذاب ٹوٹ پڑے گا۔ تمہارے درخت پھل دینا چھوڑ دیں گے۔ تمہاری عورتیں بچے پیدا کرنا بند کر دیں گی۔ تمہارے چشموں میں پانی خشک ہو جائے گا اور تمہارے قبیلے میں بیماریاں پھوٹ پڑیں گی۔ کائیں۔ کائیں۔ کائیں''...... جوزف نے چیخ کر بولتے ہوئے کہا اور آخر میں اس نے کوے کی طرح کائیں کائیں کی آوازیں نکالیں تو سوبو سمیت سارے قبائلی اس کے سامنے رکوع کے بل جھک گئے۔

''کہاں ہے تمہارا سردار۔ بولو۔ کہاں ہے''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

''سردار گوشم اپنے ڈیرے پر بیٹھا ہے۔ تمہیں وہاں جانا ہو گا اور سردار گوشم فیصلہ کرے گا کہ تمہاری عورتیں شادی شدہ ہیں یا غیر شادی شدہ۔ چلو''...... سوبو نے کہا۔

''چلو''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جوزف کو جیپ کے اوپر چڑھ کر بیٹھنے کا کہا تو جوزف بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر جیپ کی چھت پر چڑھ گیا اور جیپ کے اوپر لگے ہوئے سامان کے جنگلے میں اس طرح بیٹھ گیا کہ اس کی ٹانگیں سامنے کی طرف تھیں جبکہ اس کا رخ دائیں طرف کو تھا۔ عمران اور تنویر بھی جیپ میں

سوار ہو گئے اور پھر جیپ اس سابو کے پیچھے پیچھے چل پڑی جبکہ باقی قبائلی جیپ کے عقب میں شور مچاتے اور اچھلتے گاتے ہوئے اس طرح چل رہے تھے جیسے بارات لے کر جانے والے ناچتے اور اچھلتے ہوئے چلتے ہیں۔

”یہ ہمیں کچھ کہیں گے تو نہیں“...... عقب میں بیٹھی نازیہ نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم نے بس اپنا اپنا کردار بخوبی نبھانا ہے۔ باقی سب ٹھیک ہو جائے گا“...... عمران نے جواب دیا۔

”یہ ہم کس چکر میں پھنس گئے ہیں۔ ان پر فائر کیوں نہ کھول دیا جائے“...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ان کی تعداد یہاں ہزاروں میں ہے اور ان کے پاس انتہائی زہریلے تیر ہیں جو لگتے ہی آدمی کا ہارٹ فیل کر دیتے ہیں اس لئے ہمیں بہرحال سمجھ داری سے کام لینا ہو گا“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعے بھی تو اس علاقے کو پار کر سکتے تھے“...... اس بار جولیا نے کہا۔

”ہمیں ایک لمحے میں فضا میں ہی اڑا دیا جاتا۔ ہم کافرستان کے سپیشل اسٹیشن کو تباہ کرنے جا رہے ہیں۔ ان کے گلے میں ہار ڈالنے نہیں جا رہے“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ کیا سردار گوشم آپ کی بات مان لے گا جبکہ

اس کا ایک عام آدمی نہیں مان رہا“...... صفدر نے کہا۔

”نہیں مانے گا تو پھر کالے کاگ کا نہ صرف وہ خود بلکہ سارا قبیلہ شکار ہو جائے گا“...... عمران نے جواب دیا۔

”یہ آپ نے کہاں سے دیوتا نکال لیا ہے“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے یہاں آنے سے پہلے ان قبائلیوں کے بارے میں تفصیلات معلوم کی تھیں۔ سیاہ کوے کو یہ تباہی اور بربادی کا دیوتا سمجھتے ہیں اور جوزف کو اس لئے میں نے کالے کوے کا نمائندہ بنا دیا ہے کہ اس کا رنگ ان لوگوں سے بھی زیادہ کالا ہے۔ باقی جوزف عقل مند آدمی ہے اسی لئے تو اس نے باقاعدہ کائیں کائیں بھی شروع کر دی تھی“...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اب جیپ ایک وسیع آبادی میں داخل ہو گئی تھی۔ چاروں طرف جھونپڑیاں تھیں اور بے شمار مرد اور عورتیں اور بچے جیپ کو دیکھ کر دوڑتے ہوئے آ رہے تھے۔ یقیناً جیپ ان سب کے لئے کوئی عجوبے کی حیثیت رکھتی تھی کیونکہ شاید یہ اس علاقے میں داخل ہونے والی پہلی جیپ تھی۔ ایک خاصے وسیع گراؤنڈ کے سامنے ایک بہت بڑی جھونپڑی تھی جس پر سرخ رنگ کا جھنڈا لہرا رہا تھا اور اس جھونپڑی کے باہر ایک ادھیڑ عمر لیکن خاصا صحت مند آدمی ہاتھ میں کمان پکڑے کھڑا تھا۔ اس کے سر پر سرخ رنگ کے پھولوں کا تاج تھا۔ عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہی سردار گوشم ہے۔ عمران نے

جیپ روک دی۔

’’سب نیچے آ جاؤ۔ اب ہم نے اداکاری کرنی ہے‘‘...... عمران نے کہا اور جیپ سے نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے علاوہ جولیا، صالحہ، شاہینہ لارا، اور نازیہ بھی نیچے اتر آئی تھیں۔

’’تم بھی نیچے آ جاؤ جوزف‘‘...... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے اوپر سے ہی چھلانگ لگائی اور عمران کے عقب میں آ کر کھڑا ہو گیا۔

’’کون ہو تم۔ کیوں ہمارے قبیلے میں آئے ہو‘‘...... سردار گوشم نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

’’ہمارا تعلق حکومت سے ہے اور ہم جنگلات میں رہنے والے قبائلیوں سے ملنے آئے ہیں تاکہ تمہاری ضرورتوں کو معلوم کر کے حکومت کو بتائیں اور وہ تمہاری امداد کرے‘‘...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تم ان عورتوں کو کیوں اپنے ساتھ لائے ہو۔ کیا یہ غیر شادی شدہ ہیں‘‘...... سردار گوشم نے کہا۔

’’نہیں۔۔ یہ سب شادی شدہ ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’سردار۔ ان کے چہرے بتا رہے ہیں کہ یہ شادی شدہ نہیں ہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ سوبو سے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی‘‘۔ ساتھ آنے والے سوبو نے اچانک بولتے ہوئے کہا۔

’’ہمارے ساتھ کالے کاگ کا نمائندہ ہے جوزف اور یہ صرف دیکھنے کے لئے آیا ہے کہ تم کیا فیصلہ کرتے ہو۔ اگر تم نے غلط فیصلہ کیا تو تم سمیت تمہارے پورے قبیلے پر عذاب ٹوٹ پڑے گا اور اگر تم نے درست فیصلہ کیا تو تمہارے درخت پھلوں سے لد جائیں گے‘‘...... عمران نے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

’’یہ اکیلا ہے‘‘...... سردار گوشم نے غور سے جوزف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ یہ چونکہ دیوتا کا نمائندہ ہے اس لئے یہ اکیلا ہے‘‘۔ عمران نے جواب دیا تو سردار گوشم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’میں درست فیصلہ کروں گا۔ مجھے دیوتاؤں نے وہ عقل دی ہے کہ میں سب کچھ سمجھ جاتا ہوں۔ تم اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ علیحدہ علیحدہ کھڑے ہو جاؤ۔ پھر میں فیصلہ کروں گا‘‘...... سردار گوشم نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ آؤ شاہینہ تم میرے پاس آ جاؤ اور جولیا تم کیپٹن شکیل کے ساتھ جا کر کھڑی ہو جاؤ‘‘...... عمران نے اپنے ساتھ کھڑی جولیا سے کہا تو جولیا کے چہرے پر یکلخت تکدر کے تاثرات ابھر آئے لیکن پھر وہ نارمل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ پیچھے ہٹی اور جا کر کیپٹن شکیل کے ساتھ کھڑی ہو گئی جبکہ شاہینہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور عمران کے ساتھ اس طرح جڑ کر کھڑی ہو گئی جیسے

حقیقتاً اس کی بیوی ہو۔ صالحہ، صفدر کے ساتھ اور نازیہ، تنویر کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ سردار گوشم غور سے ان سب کو دیکھتا رہا۔

''نہیں۔ تم شادی شدہ نہیں ہو۔ یہ تمہاری بیویاں نہیں ہیں۔ یہ میرا فیصلہ ہے اور میں حکم دیتا ہوں کہ''...... سردار گوشم نے ہاتھ اٹھا کر بولنا شروع کیا ہی تھا کہ جوزف کسی پرندے کی طرح اچھلا اور پھر اس سے پہلے کہ سردار گوشم کوئی حکم دیتا اس نے گوشم کے سر پر رکھا ہوا سرخ پھولوں والا تاج اتار لیا اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت ہوا میں اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے سردار گوشم کے سینے پر پڑیں اور سردار گوشم چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جوزف بجلی کی سی تیزی سے ایک بار پھر اچھلا اور اس بار اس کے دونوں پیر پوری قوت سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے سردار گوشم کے سینے پر پڑے اور اس کی ناک اور منہ سے خون کا فوارہ سا بہنے لگا۔

''ہا۔ ہا۔ ہا۔ میں سردار ہوں۔ سردار جوزف۔ جو میری سرداری مانے گا وہ اور اس کی بیوی زندہ رہے گی ورنہ اس طرح مر جائے گی جس طرح غلط فیصلے کرنے والا سردار گوشم مرا ہے۔ بولو۔ کون ہے سردار۔ بولو''...... جوزف نے سر پر سرخ پھولوں کا تاج رکھ کر ایک پیر سردار گوشم کے پچکے ہوئے سینے پر رکھ کر چیخ چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

''ہم سردار جوزف کو سردار مانتے ہیں۔ سردار جوزف نے سردار

گوشم کو شکست دے دی ہے اور سردار گوشم کی بجائے اب مقدس تاج سردار جوزف کے سر پر ہے۔ ہم سردار جوزف کو سردار مانتے ہیں''...... خاموش اور ساکت کھڑے ہوئے قبائلیوں نے یکلخت چیخ کر کہا اور پھر وہ مرد، عورتیں اور بچے بوڑھے سب جوزف کے سامنے رکوع کے بل جھک گئے۔

''ادھر آؤ سوبو۔ میرے پاس آؤ''...... جوزف نے یکلخت چیخ کر کہا تو سوبو کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔ اس کی آنکھوں سے خوف جھلکنے لگا لیکن وہ آگے بڑھ کر جوزف کے سامنے رکوع کے بل جھک گیا۔

''سردار جوزف، تمہیں سردار بنا سکتا ہے سوبو۔ لیکن یہ سن لو کہ تمہیں اعلان کرنا پڑے گا کہ سردار گوشم نے غلط فیصلہ کیا تھا اور تم نے بھی غلط بات کی تھی۔ یہ سب شادی شدہ ہیں۔ بولو۔ تیار ہو یا تمہیں بھی غلط بات کرنے کی سزا دی جائے''...... جوزف نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''میں سوبو اعلان کرتا ہوں کہ میں نے غلط بات کی تھی اور سردار گوشم نے بھی غلط فیصلہ کیا تھا۔ یہ سب شادی شدہ ہیں اور سردار جوزف اب قبیلے کا سردار ہے''...... سوبو نے دونوں ہاتھ سر سے اوپر اٹھا کر چیختے ہوئے کہا۔

''کیا تم سب کو سوبو پر یقین ہے۔ بولو''...... جوزف نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا تو وہاں موجود سب لوگوں نے اپنے اپنے

ہاتھ اٹھا کر سوبو پر یقین کا اعلان کر دیا۔

''تو میں سردار جوزف، سوبو کو سردار بنانے کا اعلان کرتا ہوں۔ آگے آؤ سوبو''...... جوزف نے کہا تو سوبو آگے بڑھ آیا۔ جوزف نے اپنے سر سے سرخ پھولوں والا تاج اتار کر سوبو کے سر پر رکھ دیا۔

''میں ہمیشہ سردار جوزف کا وفادار رہوں گا۔ سردار جوزف واقعی کالے کاگ کا نمائندہ ہے۔ اس نے سردار گوشم اور میرے غلط فیصلے اور غلط بات سے قبیلے کو تباہ ہونے سے بچا لیا ہے ورنہ کالے کاگ کا عذاب پورے قبیلے پر ٹوٹ پڑتا''...... سردار سوبو نے سردار بنتے ہی کہا تو سب نے اس کی تائید کر دی۔

''اب ہمیں سردار بیتال کے جنگل تک پہنچانے کے لئے کسی کو ساتھ کر دو''...... عمران نے کہا تو سوبو نے ایک ادھیڑ عمر آدمی کو بلایا۔

''یہ گاشو ہے۔ یہ تمہیں سرخ جنگل سے آگے والے جنگل میں چھوڑ آئے گا''...... سردار سوبو نے کہا تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو جیپ میں بیٹھنے کے لئے کہا اور پھر جولیا کو پیچھے ہٹا کر اس نے گاشو کو اپنے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بٹھا لیا جبکہ جوزف پہلے کی طرح اوپر چھت پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور پھر وہاں موجود تمام افراد سوبو اور جوزف کے نام کے نعرے مارنے لگے جبکہ عمران نے جیپ کو گاشو کی ہدایت کے مطابق آگے بڑھا دیا۔

سردار بیتال اپنی بڑی جھونپڑی میں بیٹھا مقامی طور پر بنائی گئی شراب پینے میں مصروف تھا کہ باہر سے ایک آدمی کے دوڑ کر آنے کی آوازیں سنائی دیں تو سردار بیتال بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے ایک لمبے قد لیکن تیلی پتلی مگر لمبی ٹانگوں والا آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ اس طرح ہانپ رہا تھا کہ جیسے کہیں دور سے لیکن انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا آ رہا ہو۔

''کیا بات ہے موشو۔ کیا ہوا تمہیں''...... سردار بیتال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سردار گوشم کو ہلاک کر دیا گیا ہے سردار''...... موشو نے سردار بیتال کے سامنے بچھے ہوئے گھاس پر اکڑوں بیٹھتے ہوئے کہا تو سردار بیتال بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... سردار بیتال نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں سردار۔ میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے''...... موشو نے کہا۔

''کیا ہوا ہے۔ تفصیل بتاؤ''...... سردار بیتال نے کہا تو موشو نے جیپ کے سردار گوشم کی جھونپڑی کے قریب پہنچنے، عورتوں کے بارے میں سردار گوشم کے اعلان اور پھر کالے کاگ کے نمائندے کی کارروائی جس سے سردار گوشم ہلاک ہو گیا۔ پھر جوزف کا سردار بننا اور پھر سوبو سے اعلان کو غلط قرار دلوا کر اسے سردار بنا کر خود یہاں سردار بیتال کے علاقے میں آنے کی تمام تفصیل بتا دی۔

''تم ان سے پہلے کیسے یہاں پہنچ گئے۔ وہ تو جیپ پر ہیں''۔ سردار بیتال نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''جیپ کو راستہ تلاش کرنے کے لئے لمبا چکر لگانا پڑتا ہے جبکہ میں درمیانی راستے سے بے تحاشہ دوڑتا ہوا یہاں پہنچ گیا ہوں تاکہ آپ کو اطلاع دے سکوں''...... موشو نے جواب دیا۔

''تو سردار گوشم نہ صرف انہیں ہلاک کرنے میں ناکام رہا بلکہ اس کے ہاتھوں خود ہلاک ہو گیا اور اب یہ لوگ ہمارے علاقے میں آ رہے ہیں''...... سردار بیتال نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''ہاں سردار۔ اب کیا حکم ہے''...... موشو نے کہا۔

''تم جاؤ اور جیسے ہی وہ ہمارے علاقے میں داخل ہوں تم نے

انہیں اپنے ساتھ ہمارے پاس لے آنا ہے۔ اب یہ کام ہم خود کریں گے''...... سردار بیتال نے کہا۔

''سردار۔ ایک بات کہوں۔ آپ ناراض تو نہ ہوں گے''۔ موشو نے کہا۔

''کھل کر بات کرو موشو''...... سردار بیتال نے کہا۔

''پہلے تو آپ نے ہم سب کو حکم دیا تھا کہ جیسے ہی یہ لوگ ہمارے علاقے میں داخل ہوں۔ ہم انہیں انتہائی عزت و احترام کے ساتھ آپ کے پاس لے آئیں لیکن پھر آپ نے اپنا حکم تبدیل کر دیا اور سردار گوشم کو کہلوا بھیجا کہ اجنبیوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں آپ کو بھجوا دے اور اب سردار گوشم کی ناکامی کے بعد آپ نے خود انہیں ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ کیا ہے''...... موشو نے کہا تو سردار بیتال نے طویل سانس لیا۔

''پہلے میری ان سے بات ہوئی تھی اور میں نے بھاری رقم اور شراب کی بوتلیں لے کر انہیں اپنے علاقے سے گزارنے کی اجازت دی تھی اور سردار گوشم کو بھی کہہ دیا تھا کہ وہ انہیں صحیح سلامت میرے علاقے تک پہنچا دے لیکن پھر میری بات کافرستان کے صدر اور پرائم منسٹر کے بعد سب سے بڑے افسر شاگل سے ہوئی تو اس نے بتایا کہ یہ لوگ کافرستان کے دشمن ہیں اور دلدل کے پار سرکاری علاقے میں کافرستان حکومت کی کسی عمارت کو تباہ کرنے آ رہے ہیں۔ ان کا تعلق دشمن ملک پاکیشیا سے ہے اور اس نے مجھ

سے وعدہ کیا ہے کہ اگر میں ان کی لاشیں وہاں بھجوا دوں تو وہ یہاں آسمانی فون لگوا دے گا اور بھاری رقم کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سی مراعات دلوا دے گا۔ چنانچہ میں نے کافرستان کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ہے اور سردار گوشم کو کہلوا دیا ہے کہ وہ ان عورتوں کو اپنے پاس رکھ لے اور مردوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں میرے پاس بھجوا دے لیکن وہ خود ان کے ہاتھوں مارا گیا اس لئے اب یہ کام میں نے کرنا ہے''...... سردار بیتال نے تفصیل سے ساری بات بتاتے ہوئے کہا۔

''اب ان عورتوں کا آپ کیا کریں گے''...... موشو نے پوچھا تو سردار بیتال بے اختیار مسکرا دیا۔

''تو تم اصل میں اس لئے بے چین تھے۔ تم فکر مت کرو۔ ایک عورت اپنے پاس رکھ کر باقی تم لوگوں میں بانٹ دوں گا''۔ سردار بیتال نے کہا۔

''وعدہ کریں کہ مجھے بھی ایک عورت دیں گے۔ یہ چاروں عورتیں بے حد خوبصورت ہیں''...... موشو نے کہا۔

''تم نے میری مرضی کے مطابق کام کیا تو تمہیں ایک عورت مل جائے گی۔ یہ میرا فیصلہ ہے''...... سردار بیتال نے کہا تو موشو اٹھ کھڑا ہوا۔

''سردار کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ میں جا رہا ہوں۔ وہ لوگ اب یقیناً ہماری سرحد میں داخل ہو گئے ہوں گے۔ میں انہیں یہاں لے

آتا ہوں''...... موشو نے کہا اور سردار بیتال کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور جھونپڑی سے باہر نکل گیا تو سردار بیتال نے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی تو ایک نوجوان اندر داخل ہوا اور سردار بیتال کے سامنے رکوع کے بل جھک گیا۔

''گاگو۔ اپنے دس ساتھیوں کو لے کر میری جھونپڑی کے عقب میں چھپ جاؤ۔ تمہارے پاس اور تمہارے ساتھیوں کے پاس باوردی اسلحہ ہے اور تم اسے چلا بھی لیتے ہو۔ تم نے یہ اسلحہ چھپا کر رکھنا ہے۔ جب میں حکم دوں گا تو تم نے آنے والے صرف مردوں کو ہلاک کرنا ہے۔ عورتوں کو نہیں۔ سمجھ گئے ہو''...... سردار بیتال نے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہوگی سردار''...... گاگو نے جواب دیا۔

''جاؤ اور حکم کی تعمیل کرو۔ تم نے میرے ساتھ رہنا ہے جبکہ تمہارے ساتھی عقب میں چھپے رہیں گے۔ جب تم انہیں بلاؤ گے تو وہ سامنے آ کر مردوں کو ہلاک کر دیں گے''...... سردار بیتال نے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی سردار''...... گاگو نے کہا اور واپس مڑ کر جھونپڑی سے باہر چلا گیا۔ اسی لمحے جھونپڑی کے ایک کونے میں موجود ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی تیز آواز سنائی دینے لگی تو سردار بیتال اپنی جگہ سے اٹھا اور مڑ کر جھونپڑی کے اس کونے کی طرف بڑھ گیا جہاں گھاس کے اندر ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس

نے اس کا بٹن دبایا تو سیٹی کی بجائے ایک انسانی آواز سنائی دی۔

’’چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ بولو‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’سردار بیتال بول رہا ہوں۔ بولو‘‘...... سردار بیتال نے کہا۔

’’تم نے اب تک لاشیں نہیں بھجیں۔ کیوں۔ بولو‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’وہ لوگ اب ہمارے علاقے میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں نے احکامات دے دیئے ہیں۔ جیسے ہی وہ یہاں میرے پاس پہنچیں گے ان کے مردوں کو لاشوں میں تبدیل کر کے دلدلی کشتی پر آپ کو بھجوا دیا جائے گا۔ بولو‘‘...... سردار بیتال نے کہا۔

’’وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں اس لئے تم نے ہر طرح سے ہوشیار رہنا ہے ورنہ وہ تمہیں بھی ہلاک کر سکتے ہیں۔ بولو‘‘۔ شاگل نے کہا۔

’’آپ فکر مت کریں۔ یہ میرا علاقہ ہے اور میں صرف یہاں کا ہی نہیں بلکہ سرداروں کا سردار ہوں اس لئے وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس کے باوجود میں نے ان پر اچانک حملہ کر کے انہیں ہلاک کرنے کی منصوبہ بندی کر لی ہے۔ بولو‘‘...... سردار بیتال نے کہا۔

’’تم نے ان کی لاشیں بھیجنے سے پہلے مجھے اطلاع دینی ہے۔ بولو‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’میں صرف سن سکتا ہوں اس لئے آپ مجھ سے بات کر لیا کریں۔ بولو‘‘...... سردار بیتال نے جواب دیا۔

’’اچھا ٹھیک ہے‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی دوبارہ سیٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی تو سردار بیتال نے بٹن آف کیا اور واپس آ کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

جیپ درختوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سائیڈ سیٹ پر سردار سوبو کا بھیجا ہوا آدمی گاشو بیٹھا ہوا تھا۔ وہ واقعی عمران کو آگے بڑھنے کا راستہ بتا رہا تھا۔ چونکہ یہ سفر جیپ پر ہو رہا تھا اس لئے جیپ کو چکر کاٹ کر آگے بڑھنا پڑ رہا تھا۔

''تم سردار بیتال کے علاقے میں جاتے رہتے ہو''...... عمران نے گاشو سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ بھی ہمارا علاقہ ہے۔ ہم ادھر ادھر آسانی سے آتے جاتے رہتے ہیں۔ سردار بیتال نے تو میری بہن سے بھی شادی کر رکھی ہے۔ وہ بھی یہاں آتا رہتا ہے''...... گاشو نے جواب دیا۔

''یہاں عورتوں کے بارے میں ایسا رواج کیوں ہے کہ غیر

شادی شدہ عورتوں کو اپنے پاس رکھ لیا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''پورے علاقے میں اور خصوصاً ہمارے علاقے میں عورتوں کی شدید کمی ہے۔ ہمارے ہاں لڑکیاں بہت کم پیدا ہوتی ہیں۔ اب ہم گیارہ بھائی ہیں جبکہ ہماری ایک بہن ہے۔ اسی طرح دوسروں کا بھی یہی حال ہے۔ یہاں بے شمار مرد ایسے ہیں جو ساری عمر بغیر شادی کے گزار دیتے ہیں۔ جہاں تک شادی شدہ عورتوں کا تعلق ہے تو ہمارے دیوتاؤں کا حکم ہے کہ شادی شدہ عورتوں کا احترام کیا جائے۔ جو بھی شادی شدہ عورت کے خلاف کوئی کارروائی کرے گا اس کا پورا خاندان تباہ ہو جائے گا اور ایسا یہاں ہوتا رہتا ہے اس لئے شادی شدہ عورتوں کی طرف تو کوئی دیکھنے کی بھی جرأت نہیں کرتا''...... گاشو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے کبھی دلدل پار کی ہے''...... اچانک عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ کئی بار''...... گاشو نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''وہ کس طرح۔ دلدل میں تو آدمی آگے بڑھ ہی نہیں سکتا اور وہ نیچے اترتا چلا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''سردار بیتال کے پاس ایک بڑی کشتی ہے جس کے نیچے خاص گوند لگایا جاتا ہے۔ اس گوند کی وجہ سے کشتی دلدل کی سطح پر تیزی سے پھسلتی ہوئی دوسرے کنارے پر پہنچ جاتی ہے اور یہ کشتی ایسی

لکڑی سے اس طرح بنائی گئی ہے کہ یہ دلدل میں ڈوب ہی نہیں سکتی چاہے اس پر سو افراد کیوں نہ سوار ہوں''...... گاشو نے جواب دیا۔

''کس طرح پھسل کر دوسری طرف جاتی ہے یہ کشتی''...... عمران نے پوچھا۔

''دو چار آدمی اس کشتی کو دلدل میں اتار کر کھڑی کر لیتے ہیں۔ جب اس پر جانے والے لوگ سوار ہو جاتے ہیں تو وہ آدمی اسے زور سے دھکا دے دیتے ہیں اور کشتی تیزی سے پھسلتی ہوئی دوسرے کنارے پر پہنچ جاتی ہے۔ پھر وہاں سے بھی ایسے ہی اسے اس طرف دھکیل دیا جاتا ہے''...... گاشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کشتی کہاں ہوتی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''دلدل کے کنارے ایک جھونپڑی میں رکھی ہوئی ہے''...... گاشو نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر گاشو کی بات سن کر انتہائی اطمینان کے تاثرات پھیل گئے تھے کیونکہ باوجود سوچنے کے وہ اب تک دلدل کو پار کرنے کی کوئی ترکیب نہ سوچ سکا تھا اور اب گاشو نے اسے پھسلنے والی کشتی کے بارے میں بتایا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ یہ لاینحل مسئلہ بھی آسانی سے حل ہو گیا تھا۔

''وہ سامنے درخت کے پاس روک لینا۔ ہماری حد وہاں تک

ہے۔ اس سے آگے سردار بیتال کا علاقہ ہے''...... گاشو نے ایک اونچے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس درخت کے قریب اس نے جیپ روک دی تو گاشو نیچے اترا اور اس نے رکوع کے بل جھک کر سلام کیا اور پھر مڑ کر دوڑتا ہوا درختوں کے درمیان غائب ہو گیا۔

''عمران صاحب۔ کیا اس نئے علاقے میں بھی شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کا چکر ہو گا''...... عقب سے صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ اب تم دوبارہ غیر شادی شدہ ہو گئے ہو۔ ایسا صرف گوشم علاقے تک تھا۔ سردار بیتال کے ساتھ بات چیت ہو چکی ہے۔ وہ ہمارا دوست بن چکا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ویسے جوزف نے حیرت انگیز کارروائی کی ہے۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا کہ اس طرح بھی کسی وحشی قبیلے کا سردار بنا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''وحشی قبائل میں طاقت کی پوجا کی جاتی ہے۔ سردار گوشم کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے ورنہ وہ ہوشیار ہو جاتا اور پھر جوزف سمیت ہم سب اس کا نشانہ بن جاتے۔ چونکہ جوزف کی زندگی ایسی ہی معاشرت میں گزری ہے اس لئے اسے ان معاملات کا علم ہے اور اس نے بروقت ساری کارروائی کر ڈالی ورنہ ہمیں ان سب کے خلاف لڑنا پڑ جاتا جو بظاہر ناممکن تھا''...... عمران نے

تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔ اس دوران جیپ آگے بڑھی چلی جا رہی تھی کہ اچانک ایک آدمی درخت سے کود کر جیپ کے سامنے آ گیا تو عمران نے بریک لگا دی۔

''میرا نام موشو ہے اور مجھے سرداروں کے سردار بیتال نے بھیجا ہے کہ میں مہمانوں کو اس کے پاس لے جاؤں''...... اس آدمی نے اونچی آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

''آؤ۔ ادھر بیٹھ جاؤ موشو''...... عمران نے جیپ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا تو موشو اچھل کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران نے جیپ آگے بڑھا دی لیکن موشو آگے دیکھنے کی بجائے بار بار مڑ کر عقب میں بیٹھی ہوئی عورتوں کو اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے کوئی ندیدہ بچہ اپنے پسندیدہ کھلونوں کی طرف دیکھتا ہے۔

''کیا بات ہے۔ تم بار بار مڑ کر کیا دیکھ رہے ہو''...... عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ شہر کی عورتیں کس قدر تروتازہ اور خوبصورت ہوتی ہیں''...... موشو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران اس کا لہجہ سن کر بے اختیار چونک پڑا اور اس نے ایک جھٹکے سے جیپ روک دی۔

''کیا ہوا۔ تم نے جیپ کیوں روک دی''...... موشو نے چونک کر پوچھا۔

''نیچے اترو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو موشو خوفزدہ انداز

میں نیچے اتر گیا۔ صفدر اور باقی ساتھی حیرت سے یہ ساری کارروائی دیکھ رہے تھے۔

''جوزف''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے جیپ کی چھت سے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔

''اس موشو سے اصل بات اگلواؤ۔ یہ ہمارے خلاف کسی سازش کا آلہ کار ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر جیپ سے نیچے اتر آیا۔ ابھی وہ جیپ کے سامنے سے ہو کر دوسری طرف آ رہا تھا کہ جنگل موشو کے حلق سے نکلنے والی گھٹی گھٹی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران نے دیکھا کہ جوزف نے اسے گردن سے پکڑ کر ہوا میں اٹھایا ہوا تھا اور موشو بڑی بے بسی کے عالم میں ہوا میں ٹانگیں چلا رہا تھا اور اس کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخیں نکل رہی تھیں کہ جوزف نے ایک جھٹکے سے اسے زمین پر پھینک کر اس کے سینے پر لات رکھ دی۔

''تم دیوتا کے نمائندے سے کچھ نہیں چھپا سکتے۔ بولو۔ ورنہ صدیوں تک عذاب میں رہو گے۔ بولو''...... جوزف نے بڑے کریہہ انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی اب جیپ سے نیچے اتر آئے تھے اور وہ سب حیرت سے یہ ساری کارروائی دیکھ رہے تھے۔

''بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ بب۔ بتاتا ہوں''...... موشو نے رک

رک کر اور گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''دیوتا کے نمائندے کے سامنے جھوٹ مت بولنا۔ بتاؤ کیا سازش کی ہے تم نے اور کس کے ساتھ''...... جوزف نے پہلے کی طرح کریہہ لہجے میں چیخ کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''سردار بیتال نے مجھے بھیجا ہے اور سردار بیتال نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک عورت مجھے دے گا''...... موشو نے جواب دیا۔

''کیا سردار بیتال مردوں کو ہلاک کر دے گا۔ بولو''...... اس بار عمران نے آگے بڑھ کر کہا۔

''ہاں۔ اس کی بات کافرستان کے سب سے بڑے افسر سے ہو گئی ہے جس کا نام شاگل ہے''...... موشو نے کہا تو عمران کے سارے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔

''کیسے بات ہوئی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ سردار بیتال نے مجھے خود بتایا تھا۔ وہ اب تمہاری لاشیں سرکاری علاقے میں بھجوائے گا اور عورتوں کو اپنے پاس رکھ لے گا''...... موشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جوزف۔ اسے آف کر دو''...... عمران نے کہا تو جوزف نے یکلخت اس کے سینے پر رکھی ہوئی اپنی لات کو ایک زور دار جھٹکا دیا تو موشو کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی۔ اس کا جسم چند لمحے پھڑکنے کے بعد ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ اس کی ناک اور منہ سے

خون ابل رہا تھا۔

''اس کی لاش اٹھا کر اونچی جھاڑیوں میں ڈال دو''...... عمران نے کہا تو جوزف نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔

''اب تم اندر بیٹھو گے۔ جولیا تم سائیڈ پر آ جاؤ''...... عمران نے کہا تو جوزف جیپ کی عقبی سیٹ پر اور جولیا سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ باقی ساتھی بھی جیپ میں بیٹھ گئے اور پھر عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور جیپ آگے بڑھ گئی۔

''اب رہنمائی کون کرے گا''...... جولیا نے کہا۔

''ہم خود تلاش کر لیں گے لیکن اب صورت حال تبدیل ہو گئی ہے۔ مجھے اس آدمی کے بار بار اور معنی خیز انداز میں تمہیں دیکھنے پر شک ہوا تھا اور پھر میرے پوچھنے پر اس نے جس لہجے میں خوبصورتی کا ذکر کیا اس سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ کوئی گڑبڑ ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے جیپ روک دی۔

''ادھر آؤ''...... عمران نے جیپ کا دروازہ کھول کر وہاں موجود ایک قبائلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیا بات ہے۔ تمہارے ساتھ تو موشو تھا۔ وہ کہاں گیا ہے''۔ اس آدمی نے قریب آ کر حیرت سے جیپ کے اندر کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

''وہ واپس چلا گیا ہے۔ تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

”میرا نام جروش ہے“...... اس قبائلی نے جواب دیا۔

”کیا تم ان چاروں میں سے کوئی عورت حاصل کرنا چاہتے ہو“...... عمران نے کہا تو جروش بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ اس طرح کھل اٹھا جیسے اسے ہفت اقلیم کی دولت ملنے کی خوشخبری سنائی دی گئی ہو۔

”ہاں۔ مگر کیسے“...... جروش نے رال ٹپکاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں نازیہ پر جمی ہوئی تھیں۔

”ہمیں دلدل کے کنارے پر موجود اس جھونپڑی تک لے چلو جس میں دلدل پر پھسلنے والی کشتی موجود ہوتی ہے۔ ہم وہاں تمہاری پسند کی عورت تمہارے حوالے کر دیں گے۔ بولو۔ ورنہ ہم کسی اور سے کہیں“...... عمران نے کہا۔

”کیا تم وعدہ کرتے ہوئے کہ وہ عورت مجھے دو گے“...... جروش نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”ہاں وعدہ۔ لیکن ایک شرط ہے کہ اور کسی کو اس بارے میں معلوم نہ ہو سکے“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ میں تمہیں اس راستے سے لے جاؤں گا جدھر کوئی قبائلی نہیں ہوتا“...... جروش نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جولیا۔ تم عقب میں چلی جاؤ“...... عمران نے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور عقبی طرف چلی گئی جبکہ عمران نے جروش کو اپنے

ساتھ فرنٹ سیٹ پر بٹھا لیا۔ جروش بار بار مڑ کر نازیہ کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ ابھی اسے بازو سے پکڑ کر جیپ سے نیچے اتار کر لے جائے۔

”آگے دیکھو اور راستہ بتاؤ“...... عمران نے کہا تو جروش قدرے شرمندہ ہو کر آگے دیکھنے لگا اور پھر اس کے کہنے پر عمران نے جیپ کا رخ موڑ دیا۔

”اگر ہم رخ نہ موڑتے تو کتنی دیر میں سردار بیتال کے پاس پہنچ جاتے“...... عمران نے پوچھا۔

”جتنی دیر میں سورج ڈوبتا ہے“...... جروش نے جواب دیا۔

”اب ہمیں دلدل تک پہنچنے میں کتنی دیر لگے گی“...... عمران نے دوبارہ پوچھا۔

”جتنی دیر میں سورج نکلتا ہے“...... جروش نے جواب دیا تو عمران نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران جیپ خاصی مہارت سے دوڑاتا ہوا گھنے جنگل میں سے گزرتا جا رہا تھا۔

”باس۔ ہمیں گھیرا جا رہا ہے“...... اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے جوزف نے اونچی آواز میں کہا۔

”کس طرف سے“...... عمران نے جیپ کی رفتار خاصی کم کرتے ہوئے کہا۔

”ہر طرف سے باس۔ خاصی تعداد میں لوگ آ رہے ہیں۔ میں ان کی بو سونگھ رہا ہوں“...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تمہارے آدمی دشمن سے کس طرح لڑتے ہیں‘‘...... عمران نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے جروش سے پوچھا۔

’’تیر کمان اور زہریلے خنجروں سے۔ البتہ سردار بیتال کے خاص آدمیوں کے پاس شعلے نکالنے والی چھوٹی چھوٹی چھڑیاں ہیں۔ بس شعلہ نظر آتا ہے اور آدمی مر جاتا ہے۔ کالے رنگ کی ہیں یہ چھڑیاں۔ سردار بیتال بیرونی دنیا سے لے آیا تھا اور اس نے اپنے خاص آدمیوں کو اسے چلانا سکھایا ہے‘‘...... جروش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’سب تیار ہو جاؤ۔ مشین پسٹل لے لو۔ جیپ کے دروازے بند رکھنے ہیں اور جروش۔ تم نے ساتھ ساتھ راستہ بتاتے رہنا ہے‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’لیکن وہ عورت دینے والا وعدہ یاد رکھنا‘‘...... جروش نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا لیکن ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گئے ہوں گے کہ چیخیں مارتے ہوئے بے شمار قبائلی چاروں طرف سے درختوں سے جیسے اُمڈ پڑے۔ ان سب کے ہاتھوں میں کمانیں تھیں اور پھر عمران کو مجبوراً جیپ روکنا پڑی کیونکہ ان کی تعداد اتنی تھی کہ وہ چاہے جو بھی کرتا جیپ بہرحال رک جانی تھی۔ ویسے بھی یہ گھنا جنگل تھا۔ یہاں سے جیپ کو آگے بڑھانا ویسے ہی مشکل لگ رہا تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جیپ کا انجن بند کر دیا۔

’’کیا چاہتے ہو تم‘‘...... عمران نے دروازہ کھول کر سر باہر نکالتے ہوئے چیخ کر کہا تو سب یکلخت خاموش ہو گئے۔

’’سردار بیتال نے تمہیں بلایا ہے لیکن تم ادھر نہیں جا رہے۔ تمہارے ساتھ کون بیٹھا ہوا ہے‘‘...... ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے قبائلی نے آگے بڑھ کر کہا تو سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا جروش خود ہی دروازہ کھول کر وہیں جیپ کے دروازے میں ہی کھڑا ہو گیا۔

’’تو تم ہو جروش۔ تم آنے والوں کو غلط راستے پر لے جا رہے ہو‘‘...... اس آدمی نے چیخ کر کہا اور پھر اس کا ہاتھ گھوما اور ایک باریک سا خنجر شائیں کی آواز سے جروش کے سینے میں اترتا چلا گیا۔ جروش چیختا ہوا پہلے اندر سیٹ پر گرا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش میں وہ منہ کے بل جیپ سے نیچے جا گرا۔

’’چلو تم ہمارے ساتھ۔ تم سردار بیتال کے مہمان ہو اس لئے تمہیں کچھ نہیں کہا جا رہا‘‘...... اس آدمی نے آگے بڑھ کر ساکت ہو جانے والے جروش کے سینے پر سے اپنا باریک سا خنجر کھینچتے ہوئے کہا۔

’’ہم سردار بیتال کے پاس ہی جا رہے تھے۔ اس جروش نے کہا تھا کہ وہ ہماری رہنمائی کرے گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’چلو۔ چلو‘‘...... اس آدمی نے مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب جیپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں اس طرح چلنے لگے جیسے جیپ کو اپنی حفاظت میں لے کر چل رہے ہوں۔

''اب کیا ہو گا عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''وہی ہو گا جو منظور خدا ہو گا۔ ہم مشن مکمل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ پکنک منانے نہیں کہ معمولی باتوں پر پریشان ہو جائیں''...... عمران نے کہا۔

''ویسے یہ مشن لگ تو پکنک مشن ہی رہا ہے۔ خواتین کا ساتھ، گھنا جنگل، وحشی قبائل''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''صرف بچوں کی کمی ہے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''یہ کمی تمہاری وجہ سے پوری ہو جاتی ہے۔ تم بھی تو ایک بچے ہو''...... جولیا نے اٹھ کر اگلی سیٹ پر آتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''میں اس سردار بیتال کو گولیوں سے اڑا دوں گا۔ اس نے غداری کی ہے''...... خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے اچانک غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس کی رعایا دیکھی ہے۔ چند لمحوں میں ہم ٹکڑوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ پھر خواتین ہمارے ساتھ ہیں۔ ہمیں مصلحت سے کام لینا ہو گا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''لیکن کیسی مصلحت۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ جروش بتا چکا ہے کہ سردار بیتال اور شاگل کے درمیان بات ہو چکی ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ ایک سیٹلائٹ فون کنکشن کے بدلے وہ ہماری لاشیں بھجوانے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ یہی بات ہمارے حق میں جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ انتہائی لالچی آدمی ہے۔ اسے اگر بڑا لالچ دیا جائے تو یہ ہمارے حق میں بھی ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔ اب ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا۔ یہ آدمی اب قابل اعتماد نہیں رہا۔ یہ کسی بھی وقت دھوکہ دے سکتا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہاں پہنچ کر جیسے حالات ہوں گے ویسے ہی کر لیا جائے گا''...... عمران نے کہا تو سب خاموش ہو گئے۔ پھر تقریباً پون گھنٹے کے مزید سفر کے بعد وہ ایک وسیع و عریض بستی میں پہنچ گئے جہاں ہر طرف درختوں کے درمیان جھونپڑیاں نظر آ رہی تھیں جبکہ ایک بڑے خالی علاقے کی سائیڈ میں ایک بڑی جھونپڑی موجود تھی جس پر سرخ اور زرد رنگ کی پٹیوں والا جھنڈا نظر آ رہا تھا۔ یہ سردار بیتال کی جھونپڑی تھی۔ عمران نے جیپ اس کھلے علاقے میں روک دی۔

''آؤ''...... عمران نے مڑ کر کہا اور خود بھی نیچے اتر آیا۔ اس کے بعد جوزف اور خواتین سمیت سب جیپ سے نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے جھونپڑی کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی جس نے سر پر سرخ اور زرد رنگ کی پٹیوں سے بنا ہوا کپڑے کا عجیب سا تاج پہنا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک بڑا نیزہ تھا،

باہر آ گیا۔ اس نے سرخ اور زرد پٹیوں کا بنا ہوا لباس پہن رکھا تھا جس میں وہ سردار کی بجائے مسخرہ دکھائی دے رہا تھا۔

”تم ہو سردار بیتال۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے“...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو سردار بیتال کا تنا ہوا چہرہ یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔

”تم اتنے بڑے نام کے مالک ہو تو اتنے بڑے آدمی بھی ہو گے“...... سردار بیتال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے عمران کی ڈگریوں کو اس نے نام کا حصہ سمجھا ہو گا اور اس کے قبائلی ذہن کے مطابق بڑا نام بڑے آدمی کا ہی ہو سکتا تھا۔

”ہاں۔ میں کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل سے بھی بڑا آدمی ہوں“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سردار بیتال بے اختیار چونک پڑا۔

”وہ کیسے۔ وہ تو صدر اور وزیراعظم کے بعد تیسرا بڑا افسر ہے“۔ سردار بیتال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ کیسے اتنا بڑا افسر ہو سکتا ہے۔ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ تم نے اس کا نام سنا ہے شاگل اور بس۔ اگر وہ اتنا بڑا افسر ہوتا تو اس کا نام بھی بڑا ہوتا“...... عمران نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ یہ بات تو ہے۔ لیکن اس نے تو اپنا لمبا سا نام بتایا تھا“...... سردار بیتال نے کہا۔

”وہ اس کا عہدہ تھا۔ نام نہیں تھا اور ہاں۔ مجھے شاگل نے بتایا

تھا کہ اس نے تمہیں لالچ دیا ہے کہ وہ تمہیں آسمانی فون دے گا۔ بولو۔ جواب دو“...... عمران نے یکلخت سخت لہجے میں کہا۔

”میں نے کوئی وعدہ خلافی نہیں کی ورنہ تم سب اب تک پرندوں اور درندوں کی خوراک بن چکے ہوتے۔ میں تم سے ملنا چاہتا تھا۔ تم بولو۔ تم مجھے کیا دے سکتے ہو۔ بولو“...... سردار بیتال نے کہا۔

”جو وعدہ پہلے ہوا تھا اس سے دوگنا اور دارالحکومت میں بہت بڑا جھونپڑا جو تمہاری ملکیت ہو گی“...... عمران نے جواب دیا۔

”نہیں۔ مجھے تمہارے ساتھ موجود چار عورتوں میں سے دو عورتیں چاہئیں۔ بولو۔ دے سکتے ہو۔ اور سن لو۔ اگر تم نے انکار کیا تو میرے ایک اشارے پر سینکڑوں خنجر تمہارے اور تمہارے مرد ساتھیوں کے سینوں میں اتر جائیں گے اور پھر ہم تمہاری چاروں عورتیں اپنے پاس رکھ لیں گے۔ بولو“...... سردار بیتال نے کہا۔

”یہ بات باہر نہیں جھونپڑے کے اندر ہو سکتی ہے۔ آؤ میرے ساتھ“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ“...... سردار بیتال نے کہا اور پھر وہ مڑ کر جھونپڑے کے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ عمران نے جھونپڑے کے اندر داخل ہوتے ہی جھونپڑے کا دروازہ بند کر دیا تو جھونپڑے میں اندھیرا سا ہو گیا۔

”سنو سردار بیتال۔ تمہارے خلاف ایک بڑی سازش ہو رہی

ہے۔ تم نے شعلے پیدا کرنے والی لکڑیاں جسے ہم پسٹلز کہتے ہیں اپنے خاص آدمیوں کو دی ہیں اور انہیں اسے چلانا بھی سکھایا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ مگر تمہیں کیسے پتہ چلا۔ اور وہ تو میرے انتہائی وفادار آدمی ہیں۔ پھر کیسی سازش''...... سردار بیتال نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ان کا سردار کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کا نام گاگو ہے۔ میرا وفادار ہے''...... سردار بیتال نے کہا۔

''شاگل اسے سردار بنانا چاہتا ہے اور تمہیں صرف لالچ دے رہا ہے جبکہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم سردار رہو''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن اس کا ثبوت کیا ہے''...... سردار بیتال نے کہا۔

''گاگو اور اس کے آدمیوں نے اس کشتی پر قبضہ کر لیا ہے جس کے ذریعے تم دلدل پار کرتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ گاگو اور اس کے ساتھی تو یہاں میری حفاظت کے لئے موجود ہیں''...... سردار بیتال نے کہا۔

''یہی تو ان کی سازش ہے۔ تم ہمارے ساتھ وہاں چلو۔ بے شک ان کو بھی ساتھ لے لو۔ میں وہاں پہنچ کر تمہیں اس کا ثبوت دکھاؤں گا تو تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور وہاں تمہیں ثبوت مل

جائے گا تو ہمیں حکم دینا ہم تمہارے غداروں کو اپنے ہاتھوں سے سزا دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اور اگر سازش نہ نکلی تو پھر''...... سردار بیتال نے کہا۔

''تو تم ہم مردوں کو اپنے آدمیوں سے ہلاک کرا دینا اور چاروں عورتوں کو اپنے قبضے میں لے لینا۔ ہم صرف پانچ مرد ہیں اور تمہارے ساتھ آٹھ دس آدمی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ تم نے سازش کی بات کر کے میرے ذہن میں شک پیدا کر دیا ہے اس لئے اب میں اس کی پوری چھان بین کروں گا''...... سردار بیتال نے کہا۔

''لیکن سنو۔ سازش کی چھان بین تب ہو گی جب تم اپنے آدمیوں سمیت اور ہم سب وہاں ہوں گے۔ باقی بستی کے لوگوں کو یہیں رہنے کا حکم دے دینا ورنہ بہت سے آدمیوں کی آوازیں سن کر سازش بھاگ جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی سازش بہت خفیہ ہوتی ہے۔ آؤ''...... سردار بیتال نے کہا اور پھر وہ دونوں جھونپڑے سے باہر آ گئے۔

''گاگو۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت میرے ساتھ دلدل پر چلو گے اور یہ عورتوں سمیت جیپ میں ہمارے ساتھ ہوں گے۔ باقی بستی کے لوگ یہیں رہیں گے''...... سردار بیتال نے کہا۔

''لیکن سردار بیتال۔ وہاں کیا ہو گا''...... گاگو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ہم نے وہاں ہمارے خلاف ہونے والی سازش کا پتہ چلانا ہے۔ آؤ میرے ساتھ''...... سردار بیتال نے ہاتھ اٹھا کر فیصلہ کن لہجے میں کہا اور مڑ کر دائیں طرف چل پڑا۔ اس کے پیچھے گاگو اور اس کے پیچھے اس کے ساتھی تھے جبکہ سب سے آخر میں عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ عورتیں درمیان میں تھیں جبکہ عمران اور اس کے مرد ساتھی آخر میں تھے۔ بستی والے حیرت بھری نظروں سے اس قافلے کو اس انداز میں جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ پھر عمران اپنے ساتھیوں سمیت جیپ میں سوار ہو گیا جبکہ سردار بیتال اور اس کے ساتھی ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے۔

''یہ آپ نے کیا چکر چلایا ہے عمران صاحب''...... صفدر نے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

''ہم نے دلدل پر پہنچ کر اس سردار بیتال کے ساتھیوں کو ہلاک کر دینا ہے لیکن فائرنگ نہیں کرنی بلکہ گردنیں توڑنی ہیں۔ سردار بیتال کو بے ہوش کر کے وہاں ڈال کر کشتی کے ذریعے دلدل کے دوسرے کنارے پر جانا ہے تاکہ مشن مکمل کیا جا سکے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سردار بیتال کو بھی تو ہلاک کیا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ واپسی پر بھی ہم نے ادھر سے ہی گزرنا ہے اور سردار بیتال سادہ لوح آدمی ہے اور اسے آسانی سے بے وقوف بنایا جا سکتا ہے۔ جیسے وہ اب بن گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے کیا کہا ہے اس سے''...... صفدر نے پوچھا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

''کمال ہے۔ اتنی آسانی سے بے وقوف بن گیا ہے یہ سردار''۔ صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''جو اپنے آپ کو جتنا زیادہ عقل مند سمجھتا ہے وہ اتنا ہی آسانی سے بے وقوف بنایا جا سکتا ہے۔ وہ چونکہ قبائلیوں کا سردار ہے اس لئے وہ اپنے آپ کو عقل کل سمجھتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں سب ساتھیوں کو بتا دوں تاکہ ہم سب تیار رہیں''۔ صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

شاگل سوجام میں اپنے سنٹر میں بنے ہوئے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں بار بار سامنے پڑے ہوئے فون اور ٹرانسمیٹر پر اس طرح پڑ رہی تھیں جیسے اسے کال کا شدت سے انتظار ہو۔ اس وقت وہ کمرے میں اکیلا تھا۔ مایا دیوی اور گوپال کے ساتھ وہ ہیلی کاپٹر پر سپیشل اسٹیشن کا چکر لگا آیا تھا اور وہاں کے حفاظتی انتظامات دیکھ کر اسے یقین ہو گیا تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی یہاں پہنچ بھی جائیں تو اول تو وہ زیر زمین اسٹیشن تک جانے کا راستہ ہی زندگی بھر تلاش نہ کر سکیں گے اور اگر کر بھی لیں تو نیچے پورے اسٹیشن کو نو دریافت شدہ سائنسی دھات نولجین جسے کوڈ میں این کہا جاتا تھا، کا کور چڑھایا گیا تھا۔ اس دھات پر سوائے طاقتور ترین لیزر شعاعوں کے اور کوئی چیز اثر نہیں کرتی تھی حتیٰ کہ بم ڈائنامیٹ، میزائل چاہے جتنی تعداد میں بھی فائر کئے جائیں اس پر اثر نہ کر

سکتے تھے۔ اس دھات کے کور کو اندر سے مخصوص جگہوں سے ہٹایا جا سکتا تھا اور اس کا سسٹم انچارج ڈاکٹر مدھوکر کے پاس تھا اس لئے اگر عمران اور اس کے ساتھی نیچے زیر زمین اسٹیشن تک پہنچ بھی جائیں تب بھی سپیشل اسٹیشن کے نہ اندر جا سکتے تھے اور نہ ہی اسے کسی صورت تباہ کر سکتے تھے اس لئے وہ واپس آ گیا تھا لیکن اس سارے اطمینان کے باوجود اس کے دل میں ایک بے چینی موجود تھی کیونکہ جب تک عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اسے چین نہ آ سکتا تھا۔ گو ڈاکٹر مدھوکر کے ساتھ ساتھ اس نے یہاں آ کر فون پر کافرستان کے دو بڑے سائنس دانوں سے بھی نولجین کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لی تھیں اور انہوں نے بھی اس بارے میں وہی کچھ بتایا تھا جو ڈاکٹر مدھوکر نے بتایا تھا اور اسے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ یہ دھات ابھی حال ہی میں دریافت ہوئی ہے اور کافرستان میں بھی اسے پہلی بار اس سپیشل اسٹیشن میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس اس کا کوئی توڑ نہ ہو گا لیکن وہ جانتا تھا کہ جس شخص کا نام عمران ہے وہ ناممکن کو بھی ممکن بنا لیا کرتا ہے اس لئے بھی اسے بے چینی لاحق تھی۔ ابھی وہ کرسی پر بیٹھا بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا کہ ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ گوپال کالنگ۔ اوور“...... ٹرانسمیٹر سے گوپال کی

آواز سنائی دی۔

”یس۔ شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔ اوور“...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”باس۔ عمران اور اس کے ساتھی سرخ جنگل سے نکل کر اب بڑے جنگل میں پہنچ چکے ہیں۔ اس بڑے جنگل میں جس کا سردار بیتال ہے۔ اوور“...... گوپال کی آواز سنائی دی۔

”کس طرح معلوم ہوا ہے اور کب گئے ہیں وہ وہاں۔ انہیں اس سرخ جنگل میں کیوں ہلاک نہیں کیا گیا جبکہ میری سردار بیتال سے بات ہوئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ سرخ جنگل کے سردار گوشم کو ان کی وہیں ہلاکت کا حکم دے دے گا۔ اوور“...... شاگل نے تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ وہاں سے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق سرخ جنگل کے سردار گوشم نے اپنے فیصلے میں انہیں غیر شادی شدہ قرار دے دیا تھا تاکہ ان مردوں کو ہلاک کر دیا جائے اور ان کی عورتوں پر قبضہ کر لیا جائے لیکن اس گروپ میں ایک افریقی حبشی موجود تھا۔ اس نے سردار گوشم کو ہلاک کر کے اپنی سرداری کا اعلان کر دیا اور چونکہ اس نے یہاں کے رواج کے عین مطابق سردار گوشم کو ہلاک کر کے اپنے سر پر اس کا تاج رکھ لیا تھا اس لئے اس وحشی قبیلے نے اسے اپنا سردار تسلیم کر لیا۔ پھر اس افریقی حبشی نے اس قبیلے کے ایک آدمی سوبو کو اس شرط پر قبیلے کا سردار بنا دیا کہ وہ انہیں بڑے جنگل تک پہنچا دے۔ سردار بننے کے لئے سوبو نے شرط منظور کر لی تو اس افریقی نے سوبو کو سردار بنا دیا اور سوبو نے انہیں بڑے جنگل تک پہنچا دیا۔ اوور“...... گوپال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ شیطان ایسے ہی کاموں میں ماہر ہیں۔ نجانے یہ کس طرح اس انداز میں کام کر لیتے ہیں۔ اب وہ کہاں ہیں۔ اوور“...... شاگل نے کہا۔

”بڑے جنگل میں۔ اوور“...... گوپال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم واپس آ جاؤ۔ میں خود بات کرتا ہوں سردار بیتال سے۔ اوور اینڈ آل“...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اس پر سردار بیتال کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور پھر بار بار کال دینا شروع کر دی۔ لیکن کافی دیر تک کال دینے کے باوجود جب کسی نے کال اٹنڈ نہ کیا تو وہ ٹرانسمیٹر بند کرنے ہی والا تھا کہ ٹرانسمیٹر سے سردار بیتال کی آواز سنائی دی۔

”سردار بیتال بول رہا ہوں۔ بولو“...... سردار بیتال نے کہا۔

”شاگل بول رہا ہوں۔ بڑا افسر۔ دشمن تمہارے جنگل میں داخل

ہو گئے ہیں۔ کیا تم نے انہیں ہلاک کیا ہے یا نہیں۔ بولو'' ...... شاگل نے کہا۔

''ابھی تو نہیں ہوئے ورنہ مجھے اطلاع مل جاتی۔ بولو'' ...... سردار بیتال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جبکہ مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ وہ لوگ سرخ جنگل کے سردار گوشم کو ہلاک کر کے اور وہاں اس کے کسی آدمی سوبو کو سردار بنا کر بڑے جنگل میں داخل ہو چکے ہیں۔ بولو'' ...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں معلوم کرتا ہوں بڑے افسر۔ بولو'' ...... سردار بیتال نے کہا۔

''یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں اس لئے پوری ہوشیاری سے کام کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ سردار گوشم کی طرح تمہیں بھی ہلاک کر کے تمہاری جگہ کوئی نیا سردار بنا دیں۔ سمجھ گئے ہو۔ بولو'' ...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''یہاں وہ ایسی جرأت نہیں کر سکتے بڑے افسر۔ پھر بھی میں محتاط رہوں گا۔ بولو'' ...... سردار بیتال نے جواب دیا۔

''کیا تم نے اپنے علاوہ کسی اور کو اس بولتی مشین سے بات کرنا سکھایا ہے یا نہیں تاکہ تم جب جھونپڑی میں موجود نہ ہو تو تم تک پیغام پہنچایا جا سکے۔ بولو'' ...... شاگل نے کہا۔

''میرا بیٹا رومیو ہر وقت جھونپڑی کے پاس رہتا ہے۔ میں نے

اسے اس بولتی مشین سے بولنا سکھا دیا ہے۔ میں اسے کہہ دوں گا کہ میری عدم موجودگی میں آپ کی طرف سے سیٹی بجے گی تو وہ آپ سے بات کر لے گا۔ بولو'' ...... سردار بیتال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ تم ان لوگوں کو ہلاک کراؤ۔ یہ کام انتہائی ضروری ہے۔ بولو'' ...... شاگل نے کہا۔

''وہ میرا آسمانی فون ابھی تک نہیں لگا بڑے افسر۔ بولو''۔ سردار بیتال نے کہا۔

''وہ بھی لگ جائے گا۔ پہلے تم انہیں ہلاک تو کرو۔ بولو۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ بولو'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''نانسنس۔ اسے اپنے فون کی پڑی ہے۔ نانسنس۔ نجانے کون احمق انہیں سردار بنا دیتا ہے'' ...... شاگل نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا تو اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس''۔ شاگل نے کہا۔

''مایا دیوی بول رہی ہوں باس۔ سپیشل اسٹیشن سے'' ...... دوسری طرف سے مایا دیوی کی آواز سنائی دی۔ شاگل اسے سپیشل اسٹیشن

میں ڈاکٹر مدھوکر کے پاس چھوڑ آیا تھا تاکہ وہ وہاں سے اسے ساتھ ساتھ صورت حال بتاتی رہے۔

”کیا رپورٹ ہے“...... شاگل نے پوچھا۔

”اوکے سر۔ یہاں ابھی تک کوئی نہیں پہنچا“...... مایا دیوی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نے اوپر کی چیکنگ کا کوئی انتظام کیا ہے یا نہیں“۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ڈاکٹر مدھوکر نے خصوصی چیکنگ آلات نصب کرا دیئے ہیں اور مجھے ایک علیحدہ چھوٹا کمرہ بھی دے دیا ہے۔ میں وہاں بیٹھ کر سکرین پر بیرونی مناظر کو چیک کر رہی ہوں“...... مایا دیوی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ نیچے تو پہنچ ہی نہیں سکتے کیونکہ اس مخصوص راستے کا انہیں کسی صورت علم ہی نہیں ہو سکتا لیکن چونکہ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں اس لئے جیسے ہی یہ اوپر والی سطح پر پہنچیں تم نے فوراً مجھے کال کرنا ہے۔ میں ہیلی کاپٹر پر آ کر ان کا وہیں خاتمہ کر دوں گا ورنہ یہ لوگ کوئی نہ کوئی راستہ نکال سکتے ہیں“...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ میں آپ کو فوراً اطلاع دے دوں گی“...... مایا دیوی نے کہا۔

”ٹرانسمیٹر میرے پاس ہر وقت رہتا ہے۔ اس لئے فون پر اگر میں نہ ملوں تو تم نے ٹرانسمیٹر پر کال کرنی ہے“...... شاگل نے کہا۔

”یس سر۔ میں نے ٹرانسمیٹر کا بھی بندوبست کرا لیا ہے اس لئے میں آپ کو فون اور ٹرانسمیٹر دونوں پر کال کروں گی۔ ویسے آپ کو تو اطلاعات گوپال کے ذریعے ہی مل رہی ہوں گی۔ یہ لوگ کہاں ہیں اس وقت“...... مایا دیوی نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے گوپال نے اطلاع دی ہے کہ یہ لوگ سرخ جنگل سے بڑے جنگل میں داخل ہو گئے ہیں۔ میں نے سردار بیتال سے بات کر لی ہے۔ وہ انہیں ٹریس کر کے ہلاک کر دے گا“...... شاگل نے کہا۔

”لیکن باس۔ سرخ جنگل والوں نے انہیں ہلاک کیوں نہیں کیا“...... مایا دیوی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عام لوگ ہیں۔ یہ دنیا کے سب سے خطرناک لوگ ہیں۔ انہوں نے الٹا وہاں سردار گوشم کو ہلاک کر کے اپنے افریقی نژاد ساتھی کو سردار بنوا دیا اور پھر پورے قبیلے نے اس افریقی نژاد کی سرداری قبول کر لی۔ پھر اس افریقی نژاد نے وہیں کے ایک قبائلی سوبو کو اپنی جگہ سردار بنا دیا اور اس نئے سردار سوبو نے انہیں بحفاظت بڑے جنگل تک پہنچا دیا“...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو واقعی خطرناک لوگ ہیں لیکن باس۔ آپ کے مقابلے پر یہ کچھ نہیں کر سکتے۔ آپ ان سے زیادہ ذہین اور فعال

ہیں“...... مایا دیوی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ یہ لوگ سردار بیتال کے بھی بس کے نہیں ہیں اس لئے یہ کسی نہ طرح سپیشل اسٹیشن کے ایریا میں پہنچ جائیں گے اور میرے ہی ہاتھوں ہلاک ہوں گے“...... شاگل نے کہا۔

”یس باس۔ ایسا ہی ہوگا۔ یہ کریڈٹ آپ کو ہی ملے گا باس“۔ مایا دیوی نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن تم نے نہ صرف محتاط رہنا ہے بلکہ فوری مجھے اطلاع بھی کرنی ہے“...... شاگل نے کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران جیپ کو دلدل کے کنارے بنی جھونپڑی کی طرف لے جا رہا تھا۔ سردار بیتال اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ دوڑنے کے انداز میں چلتا ہوا ان کے ساتھ یہاں پہنچا تھا کیونکہ گھنے جنگل کی وجہ سے جیپ کی رفتار تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ گو عمران کی خواہش تھی کہ وہ سردار بیتال سے پہلے وہاں پہنچ کر صورت حال کو چیک کر لے لیکن گنجان جنگل کی وجہ سے وہ جیپ کو زیادہ رفتار سے نہ چلا سکتا تھا۔ پھر راستہ بتانے کے لئے گاگو آگے آگے دوڑ رہا تھا ورنہ وہ اس جنگل میں بھٹک بھی سکتے تھے۔

”تمام ساتھی ہوشیار رہیں۔ میرے پاس بے ہوش کر دینے والے گیس پسٹل موجود ہیں جو کھلی فضا میں بھی فوری اثرات دکھاتا ہے۔ جیسے ہی میں کہوں تم سب نے سانس روک لینے ہیں۔ یہ اثرات جس قدر تیز رفتاری سے اثر کرتے ہیں اتنی ہی تیز رفتاری

سے کھلی فضا میں ختم بھی ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ہم سردار بیتال اور اس کے مسلح ساتھیوں کو بے ہوش کر دیں گے۔ پھر جیسی صورت حال ہو گی ویسے ہی اقدامات کئے جائیں گے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ٹھیک ہے عمران صاحب‘‘...... صفدر نے جواب دیا اور عمران نے جھونپڑی کے قریب جا کر جیپ روکی اور پھر تیزی سے نیچے اتر آیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی اس کے سارے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔

’’آؤ اندر اور مجھے بتاؤ کہ کیا سازش ہوئی ہے‘‘...... سردار بیتال نے کہا۔

’’سانس روک لو‘‘...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جیب میں موجود ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا سٹار پسٹل موجود تھا۔ اس نے سردار بیتال کے پیروں میں فائر کر دیا۔ چٹک کی آواز کے ساتھ ہی سردار بیتال اور اس کے آٹھ مسلح ساتھی سب یوں زمین پر ڈھیر ہو گئے جیسے ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے گرتے ہیں۔ کچھ دیر بعد عمران نے آہستہ سے سانس لیا اور پھر زور سے سانس لیا۔ نامانوس بو ختم ہو چکی تھی۔

’’اب سانس لے لو‘‘...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’شکر ہے۔ میں تو بے ہوش ہونے والی تھی‘‘...... شاہینہ لارا نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔

’’اور میرا حال تو تم سے بھی برا تھا‘‘...... نازیہ نے بھی لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں بے اختیار ہنس پڑیں۔

’’عمران صاحب۔ ہمیں پہلے کشتی کو چیک کرنا چاہئے۔ کوئی بھی کسی بھی وقت یہاں آ سکتا ہے‘‘...... صفدر نے کہا تو عمران اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر جھونپڑی میں داخل ہو گیا۔ وہاں واقعی لکڑی کی بنی ہوئی ایک بڑی کشتی موجود تھی جس کے پیندے پر سرخ رنگ کا کوئی پینٹ ہوا نظر آ رہا تھا۔ عمران نے پیندے پر ہاتھ پھیرا۔ پینٹ بے حد چکنا تھا۔

’’اسے گھسیٹ کر دلدل کے کنارے تک لے جایا جا سکتا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’لیکن یہ تو بہت بھاری ہو گی اور پھر گھاس پر اسے گھسیٹنا‘‘۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ہمت تو بہرحال کرنا ہی ہو گی‘‘...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کشتی پر چڑھ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہاں کوئی پتوار وغیرہ موجود ہوں گے کیونکہ دلدل کی چوڑائی دو میل بتائی جاتی ہے اور ظاہر ہے دو میل بغیر کسی پتوار کے کشتی کیسے چل سکتی ہے لیکن کشتی خالی تھی۔ اس میں کوئی پتوار وغیرہ نہ تھا لیکن اس کی نظر ایک موٹے سے رسے پر پڑ گئی جو جنگلی بیلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر بنایا گیا تھا۔ رسہ کشتی کے اگلے حصے سے بندھا ہوا تھا۔ رسے

کی طوالت خاصی تھی اور وہ ایک ڈھیر کی صورت میں موجود تھا۔

’’یہ رسہ شاید اسے دلدل کے کنارے تک گھسیٹنے کے لئے باندھا گیا ہے‘‘...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اسے یہ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر اتنی بھاری کشتی دو میل چوڑی دلدل کو کیسے کراس کرے گی لیکن ظاہر ہے اب مزید کیا سوچا جا سکتا تھا اس لئے اس نے رسے کا سرا پکڑا اور پھر اچھل کر کشتی سے نیچے اترا۔

’’اسے اب رسے سے گھسیٹ کر کنارے تک لے جانا ہے‘‘۔ عمران نے رسے کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا لیکن دوسرے ہی لمحے اسے بے اختیار اچھل کر ایک طرف ہٹنا پڑا کیونکہ معمولی سے کھچاؤ سے اتنی بڑی کشتی تیزی سے پھسلتی ہوئی آگے بڑھ آئی۔

’’کمال ہے۔ نجانے یہ کس قسم کا گوند لگایا گیا ہے کہ اتنی بھاری کشتی کاغذی کشتی کی طرح کھنچی چلی آ رہی ہے‘‘...... عمران نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’مجھے دیں باس‘‘...... جوزف نے آگے بڑھ کر عمران کے ہاتھ سے رسہ لیتے ہوئے کہا۔

’’ان کا کیا کرنا ہے عمران صاحب‘‘...... صفدر نے پوچھا۔

’’ان کی تلاشی لے کر اگر کوئی اسلحہ ہو تو لے لو۔ ویسے بے ہوش افراد کو ہلاک کرنا غلط ہے‘‘...... عمران نے کہا تو صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر نے ان آٹھوں کی جیبوں سے سائیلنسر لگے ریوالور نکال لئے۔

’’اب کشتی کو دھکا تو بہرحال لگانا پڑے گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’میرے خیال میں جوزف اپنی کمر سے رسہ باندھ کر اسے زور سے کھینچے تو یہ خاصی آگے بڑھ جائے گی‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ عمران نے کہا لیکن جب وہ دلدل کے کنارے پر پہنچے تو وہاں باقاعدہ ریمپ بنایا گیا تھا اور خاصی ڈھلوان تھی۔

’’اوہ۔ یہاں تو باقاعدہ ریمپ بنایا گیا ہے۔ کشتی ریمپ کے اوپر لے جائی جاتی ہو گی۔ چلو کھینچو اسے‘‘...... عمران نے کہا تو صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل نے بھی جوزف کے ساتھ مل کر چند لمحوں میں ہی کشتی کو ریمپ پر چڑھا دیا۔

’’آؤ اب سب بیٹھ جاؤ۔ جوزف اسے دھکا لگا کر نیچے ہو جائے گا اور پھر خود بھی کنارے پر کشتی پر چڑھ آئے گا‘‘...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور چند لمحوں بعد عورتوں سمیت سب ساتھی کشتی پر سوار ہو گئے۔

’’جوزف۔ اسے پوری قوت سے دھکا لگاؤ لیکن تم نے خود بھی اس پر چڑھنا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... جوزف نے کہا اور دوسرے لمحے دیوہیکل جوزف نے پوری قوت سے جب کشتی کو دھکیلا تو کشتی اتنی تیزی سے ڈھلوان پر پھسلتی ہوئی آگے بڑھی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو گرنے سے روکا۔ جوزف

بھی چیتے کی سی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا کشتی کے پیچھے آیا اور پھر کنارے سے اس نے اچھل کر چھلانگ لگائی اور وہ کشتی میں آ گرا۔ وہ نیچے گر پڑتا تو شاید اسے چوٹ لگ جاتی لیکن عمران نے اسے اس انداز میں دونوں ہاتھوں میں سنبھال لیا جیسے کوئی کسی بڑے بچے کو سنبھالتا ہے۔

’’گڈ شو جوزف‘‘...... عمران نے اس کے سنبھلتے ہی اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تو جوزف کے سیاہ چہرے میں جیسے لائٹیں جل اٹھی ہوں۔ کشتی واقعی خاصی تیز رفتاری سے پھسلتی ہوئی دوسرے کنارے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی اس انداز میں دلدل پر کشتی کو خودبخود پھسل کر آگے بڑھتے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

’’اس گوند کی بھی کمال ہے اور ان قبائلیوں کی ذہانت کی بھی‘‘...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

’’ہمارے تو ذہن میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ اس انداز میں کشتی کو دلدل پر چلایا جا سکتا ہے‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’یہ واقعی بے پناہ ذہانت ہے۔ مجھے آج احساس ہو رہا ہے کہ صرف ترقی یافتہ لوگ ہی ذہین نہیں ہوتے۔ ذہانت ان وحشی قبائلیوں میں بھی پائی جاتی ہے‘‘...... شاہینہ لارا نے کہا اور پھر اسی طرح کی باتوں میں وقت گزرتا رہا اور کشتی دوسرے کنارے کی طرف بڑھتی گئی۔

’’اوہ۔ کشتی کی رفتار میں کمی آ رہی ہے‘‘...... اچانک عمران نے چونک کر کہا۔

’’ہاں واقعی۔ پہلی جیسی رفتار نہیں رہی۔ لیکن ابھی دوسرا کنارہ تو خاصا دور ہے‘‘...... صفدر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد کشتی کی رفتار میں واضح طور پر کمی ہر ایک نے محسوس کر لی۔

’’میرا خیال ہے کہ ایسا وزن کی وجہ سے ہوا ہے۔ ہم سب اکٹھے ہی کشتی میں سوار ہو گئے ہیں۔ یہ قبائلی شاید اتنا وزن نہیں ڈالتے ہوں گے‘‘...... جولیا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہی ہوا جس کا انہیں ڈر تھا۔ کشتی کی رفتار کم ہوتے ہوتے آخرکار وہ رک گئی جبکہ دوسرا کنارہ ابھی تقریباً نصف فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔

’’اب کیا کریں‘‘...... جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا جبکہ باقی سب ساتھیوں کے چہروں پر بھی تشویش کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ایک لحاظ سے وہ سب بری طرح پھنس کر رہ گئے تھے کیونکہ وہ اب واپس بھی نہیں جا سکتے تھے اور نہ ہی آگے۔ دلدل میں اترنا ویسے ہی جان سے ہاتھ دھونے کے برابر تھا۔ سب کی نظریں بار بار عمران کی طرف اٹھ رہی تھیں جو کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا نظر آ رہا تھا۔

’’جوزف۔ تمہارے ذہن میں اس کا کوئی حل ہے‘‘...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس۔ بڑا آسان سا حل ہے“...... جوزف نے جواب دیا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔ ان سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کیا حل ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”باس۔ رسہ میری کمر سے باندھ دیں۔ میں دلدل میں اتر جاتا ہوں۔ اول تو مجھے معلوم ہے کہ دلدل میں کیسے آگے بڑھا جاتا ہے۔ میں نے بچپن میں ہی دلدلوں کو کراس کرنا سیکھ لیا تھا۔ میں رسے کی مدد سے کشتی کو کھینچ کر کنارے تک لے جاؤں گا“۔ جوزف نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔

”دلدل میں تم ڈوب جاؤ گے۔ چلو گے کیسے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ میں نے چلنے کی بات نہیں کی۔ میں نے آگے بڑھنے کی بات کی ہے جس طرح پانی میں آدمی چل نہیں سکتا، تیر سکتا ہے اسی طرح دلدل میں آدمی چل نہیں سکتا بلکہ آگے بڑھ سکتا ہے“۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیسے آگے بڑھو گے“...... عمران نے پوچھا۔

”باس۔ یہ بھی تیرنے کے انداز جیسا طریقہ ہوتا ہے۔ اس میں اپنے پورے جسم کو توازن میں رکھنا پڑتا ہے اور پھر اس کشتی کی طرح آدمی آگے پھسلتا چلا جاتا ہے۔ اگر توازن خراب ہو جائے تو پھر آدمی دلدل میں اتر کر ختم ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں آپ

رسے کو کھینچ کر مجھے باہر نکال سکتے ہیں“...... جوزف نے جواب دیا۔

”تم نے بچپن کی بات کی ہے۔ اب تک یہ طریقہ بھول تو نہیں گئے ہو گے“...... عمران نے کہا۔ وہ شاید جوزف کی بات سے پوری طرح مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔

”باس۔ مچھلی بڑی ہو جائے تو کیا وہ پانی میں تیرنا بھول جاتی ہے“...... جوزف نے جواب دیا تو اس بار عمران اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ لاجواب ہو گیا ہو۔

”اوکے۔ لیکن ایک ترمیم تمہیں کرنا پڑے گی“...... عمران نے کہا۔

”وہ کون سی باس“...... جوزف نے کہا۔

”ہمارے پاس رسہ کافی لمبائی میں موجود ہے۔ تم رسہ کمر سے باندھ کر دلدل میں اترو اور پھر تیرتے ہوئے آگے بڑھ جاؤ۔ دوسرے کنارے پر پہنچ کر تم نے رسہ کنارے پر موجود کسی درخت کے ساتھ باندھ دینا ہے اور پھر رسے کو کھینچ کر کشتی کو کنارے تک لے جانا ہے۔ اس طرح تمہارا توازن بھی نہ بگڑے گا اور تم بخیریت دوسرے کنارے تک بھی پہنچ جاؤ گے ورنہ تیرنے اور ساتھ ہی کشتی کو کھینچنے سے تمہارا توازن درست نہ رہے گا اور تم دلدل میں ڈوب جاؤ گے“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ کیا رسہ اتنا طویل ہو گا“...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ میرے خیال میں نصف فرلانگ جتنا لمبا رسہ ہو گا اور پہلے میں اتنا لمبا رسہ دیکھ کر حیران ہوا تھا لیکن اب احساس ہو رہا ہے کہ قبائلیوں نے ایسی ہی کسی مشکل سے نمٹنے کے لئے اس قدر طویل رسہ کشتی میں رکھا ہوا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''پھر مجھے اجازت ہے باس''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ ہمت کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمت کرنے والوں کی مدد کرتا ہے''...... عمران نے کہا تو جوزف نے اپنا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اس کے جسم پر صرف انڈرویئر رہ گیا تو اس نے رسے کا سرا اپنی کمر پر اچھی طرح باندھ لیا اور پھر کشتی کے کنارے پر کھڑا ہو کر اس نے یکلخت آگے دلدل میں چھلانگ لگا دی۔ اس کا جسم اس طرح دلدل کی سطح پر گرا جیسے چھپکلی چھت سے پیٹ کے بل گرتی ہے۔ جوزف بھی پیٹ کے بل دلدل کی سطح پر گرا اور پھر اس کے دونوں ہاتھ اس طرح حرکت کرنے لگے جیسے وہ ہاتھوں سے اس دلدل کی سطح کو تھپک رہا ہو اور پھر عمران اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر واقعی حیران رہ گئے کہ جوزف کے اس طرح تھپکنے سے اس کا جسم ایک جھٹکے سے آگے بڑھ جاتا تھا۔

''حیرت انگیز۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ دلدل کو اس طرح بھی عبور کیا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا تو سب نے اس کی تائید کر دی۔

''جن علاقوں میں دلدلیں ہوتی ہیں وہاں کے لوگ اپنی زندگی کی بقاء کے لئے اس سے نمٹنے کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ تلاش کر لیتے ہیں۔ اس لئے ہی کہا جاتا ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے''...... عمران نے کہا۔ جوزف اس دوران کافی آگے نکل چکا تھا۔ ایک دو جگہ اس کا توازن خراب ہوا اور اس کا نچلا جسم دلدل کے اندر بھی چلا گیا لیکن جوزف نے اپنے توازن کو دوبارہ قائم کر لیا۔ اب عمران اور اس کے ساتھی کشتی میں کھڑے جوزف کو ان سب کی زندگیوں کی بقاء کے لئے جدوجہد کرتے دیکھ رہے تھے۔ سب کے ذہنوں میں یہی بات تھی کہ جوزف ایسا نہ کرتا یا وہ ان کے ساتھ نہ ہوتا تو وہ واقعی بری طرح پھنس گئے تھے۔ پانی اور کھانے کے بغیر اس کشتی میں وہ کب تک زندہ رہ سکتے تھے اور پھر قبائلی آ جاتے یا شاگل ہیلی کاپٹر پر آ جاتا تو وہ ان کے لئے واقعی تر نوالہ بن کر رہ جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگیاں بچانے کا اہتمام کر دیا تھا اور پھر تقریباً دو گھنٹوں کی مسلسل ہمت اور مشقت کے بعد جوزف آخرکار دلدل کے دوسرے کنارے پر چڑھ گیا اور ابھی کشتی میں کافی لمبا رسہ موجود تھا۔ جوزف کافی دیر تک کنارے پر پڑا شاید سانس ہموار کرتا رہا۔ پھر وہ اٹھا اور اس نے اپنی کمر سے رسہ کھول کر اس کا ایک سرا درخت کے تنے کے گرد لپیٹ کر گانٹھ لگا دی اور اس کے بعد اس نے رسے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھینچنا شروع کر دیا۔ پہلے تو وہ رسہ جو ابھی تک کشتی میں موجود تھا کھینچتا رہا پھر ایک جھٹکے سے دلدل میں رکی ہوئی کشتی آگے کی طرف پھسلنے

لگی۔ جوزف مسلسل رسہ کھینچتا رہا اور کشتی پھسلتی ہوئی آگے بڑھتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد کشتی دوسری طرف کنارے سے جا لگی۔

''ویل ڈن جوزف۔ ویل ڈن''...... عمران نے اچھل کر کنارے پر چڑھتے ہوئے سامنے کھڑے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے اس کے کاندھے پر تھپکی دی۔

''باس۔ غلام کا کام ہی آقا کا خدمت کرنا ہے''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا پسینے اور دلدل کی مٹی میں لتھڑا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا تھا۔ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر حتیٰ کہ جولیا، شاہینہ لارا، صالحہ اور نازیہ نے بھی دل کھول کر جوزف کی ہمت کی داد دی۔

''تم قریب ہی کوئی چشمہ تلاش کرو تاکہ نہا کر لباس پہن لو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری وحشی قبائلی رگ پھڑک اٹھے اور تم آدمخوری پر اتر آؤ''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے کشتی میں جا کر وہاں سے اپنا لباس اٹھایا اور کنارے پر سے اتر کر تیزی سے آگے درختوں میں بڑھتا چلا گیا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی وہیں کنارے پر کھڑے رہے۔ عمران نے رسے کو اس انداز میں درخت کے ساتھ باندھ دیا تھا کہ کشتی کنارے پر ہی رہے اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی جوزف لباس پہنے واپس آتا دکھائی دیا۔

''شاہینہ لارا۔ اب تم نے ہمیں وہ راستہ بتانا ہے جہاں سے

تمہیں سپیشل اسٹیشن میں لے جایا جاتا تھا''...... عمران نے شاہینہ لارا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مجھے یہاں کھڑے ہو کر تو اندازہ نہیں ہو سکتا۔ ہمیں پہلے ہیلی پیڈ ڈھونڈنا پڑے گا۔ وہاں سے میں اندازہ لگا سکتی ہوں''۔ شاہینہ لارا نے کہا۔

''جوزف۔ تم جاؤ اور یہاں کوئی ہیلی پیڈ ہو گا۔ اسے تلاش کر کے آؤ کیونکہ تم زیادہ اچھے انداز میں جنگل میں گھوم پھر سکتے ہو لیکن خیال رکھنا۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں کوئی سیکورٹی انتظامات بھی کیئے گئے ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا جنگل میں گم ہو گیا۔

''اسلحہ وغیرہ تیار رکھنا۔ ہمیں کسی بھی لمحے کسی بھی قسم کی صورت حال سے سابقہ پڑ سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی جوزف واپس آ گیا۔

''باس۔ میں نے ہیلی پیڈ چیک کر لیا ہے۔ آیئے''...... جوزف نے کہا۔

''کوئی سیکورٹی وغیرہ تو نہیں ہے یہاں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں باس۔ یہاں نہ کوئی سیکورٹی کے آلات ہیں اور نہ ہی کوئی آدمی''...... جوزف نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ سب جوزف کی رہنمائی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ جنگل کی دائیں طرف ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں درختوں کو کافی وسیع رقبے میں کاٹ دیا گیا تھا اور وہاں جھاڑیاں بھی کاٹ دی گئی تھیں۔ البتہ گھاس موجود تھی اور وہاں گھاس پر ایسے نشانات موجود تھے جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہاں واقعی ہیلی کاپٹر اترتے اور چڑھتے رہتے ہیں۔

’’یہی ہیلی پیڈ ہے نا‘‘...... عمران نے شاہینہ لارا سے کہا۔

’’ہاں۔ یہی ہے۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ آؤ‘‘...... شاہینہ لارا نے کہا اور پھر وہ ایک سمت میں چلتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ عمران اور سارے ساتھی اس کی پیروی کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس رک گئی۔ اس نے ایک درخت کے تنے پر ہاتھ مارا تو دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

’’یہ درخت مصنوعی ہے‘‘...... شاہینہ لارا نے کہا۔

’’کیا اس میں سے راستہ نیچے جاتا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’نہیں۔ یہ سپیشل اسٹیشن کا مین ٹاور ہے۔ اسے مصنوعی درخت کی شکل دی گئی ہے۔ اس کے تنے کے اندر ایک چوڑا پائپ اوپر درخت کی چوٹی پر پہنچ کر تھوڑا سا باہر نکلتا ہے۔ جو ریز خلاء میں فائر کی جاتی ہیں وہ اس میں سے فائر کی جاتی ہیں‘‘...... شاہینہ لارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ لیکن وہ راستہ کہاں ہے‘‘...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’آؤ ادھر‘‘...... شاہینہ لارا نے بائیں طرف مڑ کر آگے بڑھتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ پھر ایک چوڑے تنے کے درخت کے قریب پہنچ کر شاہینہ لارا رک گئی۔

’’اس درخت کی جڑ سے راستہ جاتا ہے‘‘...... شاہینہ لارا نے کہا۔

’’کیسے کھولا جاتا ہے اسے‘‘...... عمران نے کہا تو شاہینہ لارا جھکی اور اس نے تنے کے آخری حصے میں موجود گھاس میں ہاتھ ڈال دیا۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی کھٹاک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی زمین کا ایک بڑا حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔

’’گڈ شو۔ آؤ‘‘...... عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس راستے میں داخل ہوتے ہی کہا۔ باقی ساتھی بھی اسلحہ لے کر اس کے پیچھے بڑھنے لگے۔ راستہ گہرائی میں اترتا چلا جا رہا تھا۔ عمران کی تیز نظریں راستے کی چھت اور سائیڈوں کو مسلسل چیک کر رہی تھیں لیکن اسے وہاں کسی قسم کا کوئی آلہ نصب شدہ نظر نہ آیا۔ راستے کا اختتام ایک راہداری میں ہوا۔ عمران آگے بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے لیکن ایک چکر کاٹ کر وہ سب واپس اسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے وہ راہداری میں آگے بڑھے تھے۔

’’یہ کیا ہوا۔ یہ تو ہم وہیں پہنچ گئے۔ یہ راستہ تو نہ ہوا‘‘...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’راستے کے سامنے دروازہ تھا جس سے ہم سپیشل اسٹیشن میں داخل ہوتے تھے لیکن اب تو سب کچھ بند ہے‘‘...... شاہینہ لارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے آگے بڑھ کر راہداری کے سامنے والی دیوار کو تھپتھپایا تو دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ دیوار کو تھپتھپانے سے ایسی آواز نکلی تھی جیسے دیوار کی دوسری طرف خلاء ہو۔ عمران نے پیچھے ہٹ کر زور سے دیوار پر لات ماری تو پوری دیوار جیسے لرز کر رہ گئی۔

’’جوزف آگے آؤ۔ ہم نے اس دیوار کو توڑنا ہے‘‘...... عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس نے دیوار پر پے در پے لاتیں مارنا شروع کر دیں۔ تیسری یا چوتھی لات پر دیوار کا ایک بڑا حصہ ٹوٹ کر پیچھے خلاء میں جا گرا۔ انہوں نے باقی حصے کو بھی ہاتھوں سے توڑ دیا۔ یہ عارضی سی دیوار ڈالی گئی تھی۔ دیوار کے گرتے ہی سامنے گہرے نیلے رنگ کی کسی دھات کا کور نظر آ رہا تھا۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کی نال اس دھات سے لگائی لیکن جب کوئی کرنٹ وغیرہ نہ لگا تو اس نے نال کو اندرونی طرف دبایا لیکن دھات بے حد سخت تھی۔

’’اسے بم مار کر ہٹا دیتے ہیں۔ کیوں خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’ہاں۔ بم ٹرائی کرو اور بظاہر کوئی راستہ نہیں ہے‘‘...... عمران نے کہا تو تنویر تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس نے جیب سے ایک بم نکال لیا۔ عمران سمیت باقی ساتھی بھی کافی پیچھے ہٹ گئے تو تنویر نے بم کی پن کھینچ کر بازو گھمایا اور بم اس دھات سے پوری قوت سے ٹکرایا۔ اس کے ساتھ ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور یوں محسوس ہوا جیسے پوری راہداری ہی فضا میں اڑ گئی ہو لیکن جب دھواں چھٹا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دھات کی یہ دیوار جو زمین سے نکل کر اوپر تک چلی گئی تھی ویسے کی ویسے ہی موجود تھی۔ اس میں ایک دراڑ تک نہ پڑی تھی۔

’’ویری بیڈ۔ یہ کس قسم کی دھات ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’عمران صاحب۔ یہ تو ہم لب بام پہنچ کر ناکام ہو رہے ہیں‘‘۔ صفدر نے کہا۔

’’یہاں کوئی نہ کوئی دروازہ یا راستہ ہو گا لیکن یہ دیوار چاروں طرف بنی ہوئی ہے۔ ساری دیوار کو توڑا تو کئی دن لگ جائیں گے‘‘...... عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب۔ ہیلی کاپٹر کی آواز آ رہی ہے‘‘...... عقب میں کھڑے کیپٹن شکیل نے اچانک کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

’’اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ آ رہی ہے آواز۔ یہ لازماً شاگل ہو گا۔ آؤ یہاں تو ہم چوہوں کی طرح مارے جائیں گے۔ آؤ‘‘...... عمران

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا اس راستے سے گزر کر باہر آ گیا جبکہ اس کے پیچھے باقی ساتھی بھی اس کھلے حصے سے باہر آ گئے۔ انہیں اب ہیلی کاپٹر کی آواز واضح طور پر اس طرف سے سنائی دے رہی تھی جس طرف ہیلی پیڈ تھا۔

"ادھر آ جاؤ۔ ادھر"...... عمران نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا مخالف سمت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کچھ فاصلے پر آنے کے بعد وہ رکا ہی تھا کہ اچانک تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا کہ کچھ لوگ بھاگتے ہوئے اور مشین گنوں سے بے تحاشہ فائرنگ کرتے ہوئے ادھر آ رہے ہوں۔

"جب تک کوئی خطرہ نہ ہو کوئی فائر نہ کرے"...... عمران نے کہا اور ایک اونچی جھاڑی کے پیچھے ہو گیا۔ اس کے سارے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ ان سب کی نظریں سامنے کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ فائرنگ اب کافی قریب سے سنائی دے رہی تھی۔

شاگل سوجام میں سیکرٹ سروس کے سنٹر میں اپنے آفس میں موجود تھا کہ سامنے موجود فون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس بول رہا ہوں"۔ شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"مایا دیوی بول رہی ہوں باس۔ سپیشل اسٹیشن سے"...... دوسری طرف سے مایا دیوی کی متوحش سی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا ہوا۔ کیا ہوا ہے۔ جلدی بولو۔ کیا ہوا ہے"۔ شاگل نے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی دلدل کراس کر کے اس طرف آ گئے ہیں باس"...... مایا دیوی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ تو یہ شیطان آخرکار سپیشل اسٹیشن ایریا تک پہنچ

ہی گئے“...... شاگل نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”باس۔ یہ لوگ لازماً راستہ بھی جانتے ہوں گے اس لئے یہ اندر آ سکتے ہیں“...... مایا دیوی نے کہا۔

”ہاں۔ یہ شیطان ہیں شیطان۔ اب دیکھو یہ ہر رکاوٹ کو توڑ کر آخرکار وہاں پہنچ گئے لیکن اندر تو نوکجین کور ہے۔ اوہ۔ ان کا شکار اب آسانی سے ہوسکتا ہے۔ ویری گڈ۔ میں مسلح افراد کو لے کر آ رہا ہوں۔ تم اب ٹرانسمیٹر پر مجھ سے بات کرنا“...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”لیس سر“...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”شاگل بول رہا ہوں۔ چھ مشین گنوں سے مسلح افراد سے کہو کہ وہ فوراً تیار ہو کر ہیلی کاپٹر میں پہنچیں۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔ ہم نے سپیشل اسٹیشن پر ریڈ کرنا ہے۔ جلدی۔ فوراً۔ جلدی“۔ شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ عقبی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہاں موجود الماری کھول کر اس نے ایک سپیشل مشین پسٹل نکال کر اس کا میگزین چیک کیا اور اسے جیب میں ڈال کر اس نے الماری بند کی اور پھر دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ اپنے بڑے ہیلی کاپٹر کے

قریب پہنچا تو وہاں چھ مشین گنوں سے مسلح افراد کے ساتھ اس کا خصوصی پائلٹ بھی تیار کھڑا تھا۔

”چلو بیٹھو اندر اور پائلٹ۔ تم نے ہیلی کاپٹر کو سپیشل اسٹیشن کے ایریا میں لے جانا ہے لیکن بلندی کافی رکھنا۔ دشمن ایجنٹ نیچے موجود ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ نیچے سے ہیلی کاپٹر کو ہی ہٹ کر دیں“۔ شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور پھر دوڑتا ہوا وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا اور پائلٹ کے ساتھ والی اپنی مخصوص سیٹ پر بیٹھ گیا۔ یہ شاگل کا سرکاری ہیلی کاپٹر تھا اور شاگل نے خصوصی طور پر اپنے لئے بڑا ہیلی کاپٹر حاصل کیا تھا تاکہ وہ اپنے ساتھ کسی بھی مشن میں زیادہ سے زیادہ مسلح افراد کو لے جا سکے اس لئے اس ہیلی کاپٹر میں پائلٹ اور فرنٹ سیٹ کے علاوہ آٹھ افراد کے بیٹھنے اور چار افراد کے کھڑے ہونے کی جگہ تھی جبکہ عقبی طرف ریک بنے ہوئے تھے جن میں ہنگامی حالت کے لئے پیراشوٹس، میڈیکل باکسز، پانی سے بھری بوتلیں اور اس کے ساتھ ساتھ ضروری اسلحہ بھی موجود تھا۔ شاگل کے سوار ہوتے ہی چھ افراد بھی تیزی سے سوار ہوئے اور عقبی نشستوں پر بیٹھ گئے تو شاگل کے اشارے پر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھایا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کافی بلندی پر پہنچ کر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ جنگلوں کے اوپر سے گزرتا ہوا کچھ دیر بعد ہیلی کاپٹر سپیشل اسٹیشن کے ایریئے میں پہنچ گیا۔ چونکہ ملٹری انٹیلی جنس کا تمام سیٹ اپ ختم کر دیا گیا تھا اس لئے اب اس علاقے پر اڑنے

والی پروازوں کی راہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی تھی اس لئے ہیلی کاپٹر کو نہ روکا گیا اور نہ ہی کسی قسم کی وارننگ دی گئی۔ پائلٹ نے سپیشل اسٹیشن ایریئے میں پہنچ کر ہیلی کاپٹر کو فضا میں معلق کر دیا جبکہ شاگل دوربین لگائے نیچے جھکا ہوا جائزہ لے رہا تھا۔

"ہیلی کاپٹر کو آہستہ آہستہ گھماؤ"...... شاگل نے کہا تو پائلٹ نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ سپیشل اسٹیشن کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ شیطان اندر داخل ہو گئے ہیں۔ اب ان کا خاتمہ آسانی سے ہو سکتا ہے۔ ہیلی کاپٹر کو فوراً ہیلی پیڈ پر اتار دو۔ فوراً جلدی"...... شاگل نے سیدھے ہو کر پائلٹ سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے اس کی بلندی کم کرنا شروع کر دی اور پھر چند لمحوں بعد وہ اسے ہیلی پیڈ پر بحفاظت اتارنے میں کامیاب ہو گیا۔

"آؤ نیچے"...... شاگل نے ہیلی کاپٹر سے نیچے اترتے ہوئے کہا تو چھ کے چھ مسلح افراد تیزی سے نیچے اترے۔

"فائرنگ کرتے ہوئے بائیں طرف کو دوڑو۔ پھر جب میں کہوں گا تو دائیں طرف۔ جب ہم صندوق کی طرح اٹھے ہوئے ڈھکن کے پاس پہنچیں گے تو یقیناً فائرنگ کی آوازیں سن کر یہ لوگ اس وقت باہر نکل رہے ہوں گے۔ ہم نے انہیں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر گولیوں سے چھلنی کر دینا ہے۔ سنا تم نے"...... شاگل نے چیخ کر کہا۔

"یس باس۔ لیکن اس راستے تک ہماری رہنمائی کون کرے گا"...... ایک آدمی نے کہا۔

"میں کروں گا۔ میں تمہارے ساتھ ساتھ لیکن پیچھے رہوں گا۔ چلو دوڑو دائیں طرف"...... شاگل نے کہا تو سب تیزی سے دوڑ پڑے۔ شاگل ان چھ افراد کے عقب میں دوڑ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ تھوڑا آگے آنے کے بعد شاگل نے چیخ کر فائرنگ شروع کرنے کا حکم دیا تو دوڑتے ہوئے مسلح افراد نے فائر کھول دیا اور فضا بے تحاشہ اور شدید فائرنگ کی آوازوں سے گونج اٹھی۔ شاگل عقب میں دوڑ رہا تھا اور فائرنگ کرتے ہوئے افراد کو اس راستے کے دہانے کی طرف لے جا رہا تھا جو اس نے ہیلی کاپٹر سے دوربین کی مدد سے دیکھا تھا۔ وہ چونکہ پہلے مایا دیوی کے ساتھ یہاں آ چکا تھا اور ڈاکٹر مدھوکر نے اس کے حکم پر راستہ اندر سے کھولا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ راستہ کہاں ہے اور اندر کی کیا پوزیشن ہے۔ اسے معلوم تھا کہ اندر پورے سپیشل اسٹیشن کے گرد نولجین دھات سے کور کیا گیا ہے جس پر کوئی چیز اثر نہیں کرتی۔ اس کے باہر باقاعدہ دیوار بنائی گئی تھی۔ اس طرح دوہرا حفاظتی انتظام کیا گیا تھا۔ اس دھات میں دو دروازے بھی تھے جو ڈاکٹر مدھوکر ہی کھول سکتا تھا۔ شاگل نے فائرنگ اس لئے کرائی تھی کہ فائرنگ کی آوازیں سن کر اندر موجود عمران اور اس کے ساتھی یقیناً

اندر سے باہر آئیں گے اور وہ اس طرح انہیں آسانی سے شکار کر لے گا کیونکہ کھلا ہوا راستہ بتا رہا تھا کہ یہ لوگ کسی نہ کسی انداز میں ڈاکٹر مدھوکر سے راستہ کھلوا کر اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن مسلح افراد فائرنگ کرتے ہوئے اس راستے تک پہنچ گئے لیکن کوئی آدمی انہیں نظر نہ آیا۔

''اندر چلو۔ یہ شیطان اندر ہوں گے۔ چلو اندر''...... عقب میں موجود شاگل نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی مسلح افراد تیزی سے اندر کی طرف مڑے اور پھر نیچے جاتے ہوئے راستے پر دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ عقب میں شاگل بھی اندر داخل ہوا اور پھر وہ ابھی راستے کے اختتام تک پہنچے تھے کہ ان کے عقب میں راستہ بند ہو گیا۔

''اوہ۔ اب ہوش آیا ہے ڈاکٹر مدھوکر کو۔ اب اس نے راستہ بند کیا ہے''...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر مسلح افراد سمیت وہ پورے سپیشل اسٹیشن کے گرد گھوم گئے لیکن نہ عمران نظر آیا اور نہ ہی اس کے ساتھی جبکہ نولجین دھات کا کور ویسے ہی موجود تھا اور ایک جگہ نولجین دھات کے سامنے ڈالی گئی دیوار ٹوٹی ہوئی تھی لیکن کور کو کچھ نہ ہوا تھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ لوگ کہاں گئے۔ یہ ہم سے پہلے نکل گئے۔ واپس چلو۔ واپس چلو۔ ہم نے انہیں تلاش کرنا ہے''...... شاگل نے چیخ کر کہا تو اس کے ساتھی واپس مڑ گئے۔ اس بار شاگل ان سے

آگے آگے تھا لیکن راستہ بند ہو چکا تھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ مجھے ڈاکٹر مدھوکر سے کہنا ہو گا''...... شاگل نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا تاکہ جیب میں موجود ٹرانسمیٹر نکال کر ڈاکٹر مدھوکر کو کال کرے لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ ٹرانسمیٹر جیب میں موجود نہیں تھا اور اسی وقت اسے یاد آ گیا کہ اس نے ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا تھا اور جلدی میں اسے ٹرانسمیٹر اٹھانا یاد نہیں رہا تھا۔

''اب کیا ہو گا۔ ویری بیڈ۔ تم میں سے کسی کے پاس ٹرانسمیٹر ہے''...... شاگل نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔

''نو باس''...... ان سب نے جواب دیا۔

''بہرحال یہ شیطان کسی نہ کسی طرح راستہ کھول کر اندر تو آئیں گے ہی ورنہ ان کا مشن کسی صورت پورا نہیں ہو سکتا اور ناکام واپس جانا ان کی عادت نہیں ہے اس لئے یہاں چھپا رہنا زیادہ سود مند ہے''...... شاگل نے اس طرح اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا جیسے وہ اپنے آپ کو تسلی دے رہا ہو اور ظاہر ہے اس کے علاوہ وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی جھاڑیوں کی اوٹ میں دبکے ہوئے تھے۔ صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھی ہوئی زمین اور نیچے جاتا راستہ ان کی نظروں کے سامنے تھا اور پھر فائرنگ کرتے ہوئے افراد وہاں پہنچے۔ شاگل ان کے عقب میں تھا اور پھر شاگل کے کہنے پر وہ سب تیزی سے فائرنگ کرتے ہوئے مڑے اور شاگل سمیت نیچے اترتے چلے گئے۔ جب یہ لوگ نظروں سے غائب ہو گئے تو عمران نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے کا کہا اور خود دوڑتا ہوا اس درخت کی طرف بڑھ گیا جس کی جڑ میں ہاتھ ڈال کر شاہینہ لارا نے راستہ کھولا تھا۔ عمران نے چونکہ شاہینہ لارا کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ راستہ کہاں سے کھلتا ہے اور کہاں سے بند ہوتا ہے۔ وہ درخت کے قریب پہنچ کر جھکا اور گھاس میں عین اسی جگہ جہاں پہلے شاہینہ لارا نے ہاتھ

ڈالا تھا، اس نے ہاتھ ڈالا اور پھر اس نے وہ ہینڈل چیک کر لیا جو گھاس میں چھپا ہوا تھا۔ عمران نے ہینڈل پر زور ڈالا تو ہینڈل نیچے دب گیا اور اس کے ساتھ ہی اٹھا ہوا حصہ تیزی سے نیچے جا کر باقی زمین کے ساتھ مل گیا۔ چونکہ وہ حصہ جو اوپر اٹھا ہوا تھا وہاں جھاڑیاں تھیں اور باقی حصے میں بھی اس لئے ڈھکن بند ہونے کے بعد غور سے دیکھنے پر بھی وہاں کوئی لکیر نظر نہ آ رہی تھی۔

”آ جاؤ۔ جلدی۔ اب ہم نے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے۔ جوزف۔ تم جاؤ اور اس کے پائلٹ کی گردن توڑ دو۔ ہم آ رہے ہیں۔ جاؤ“...... عمران نے چیخ کر کہا تو جوزف جھاڑیوں کی اوٹ سے نکلا اور چیتے جیسی تیزی سے دوڑتا ہوا جنگل میں غائب ہو گیا۔

”عمران صاحب۔ شاگل اور اس کے ساتھیوں کو آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے پھر چھوڑ دیا انہیں“...... صفدر نے باہر آتے ہوئے کہا۔

”بچوں والی باتیں مت کیا کرو۔ اندر یقیناً باہر کی مانیٹرنگ کی جا رہی ہو گی۔ اگر ہم ان پر فائر کھول دیتے تو ہم پر بھی فائرنگ کھل جاتی۔ ہمارا مقصد مشن مکمل کرنا ہے کسی کو خصوصی طور پر ٹارگٹ بنانا نہیں ہے۔ آؤ“...... عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرف کو بھاگنے لگا جدھر ہیلی پیڈ تھا۔

”کیا تم ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر کے واپس جانا چاہتے ہو“۔ اچانک

اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے تنویر نے کہا۔

‘‘تو اور کیا کریں۔ اس دھات کے کور نے ہمیں اندر جانے سے روک دیا ہے۔ اس پر طاقتور بم بھی اثر نہیں کرتا اس لئے واپس نہ جائیں تو اور کیا کریں’’...... عمران نے دوڑتے ہوئے کہا۔

‘‘نہیں۔ ہم واپس نہیں جائیں گے۔ ہم یا تو جان دے دیں گے یا مشن مکمل کر کے جائیں گے’’...... تنویر نے غصے سے غراتے ہوئے کہا۔

‘‘تنویر درست کہہ رہا ہے’’...... جولیا نے بھی تنویر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

‘‘عمران ٹھیک کہہ رہا ہے۔ جب کوئی راستہ ہی نہیں ہے تو کیا اب دیواروں سے سر پھوڑنا ہے’’...... شاہینہ لارا نے عمران کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

‘‘خاموش رہو تم۔ نانسنس۔ خبردار اب اگر عمران کی حمایت کی تو گولی مار دوں گی’’...... جولیا نے چیخ کر کہا۔

‘‘ارے۔ ارے۔ آپس میں مت لڑو ورنہ عمران بے چارے کو دلی دکھ ہو گا’’...... عمران نے کہا۔ اس وقت وہ ہیلی پیڈ پر پہنچ چکے تھے۔ وہاں جوزف پہلے سے موجود تھا۔ ساتھ ہی ایک آدمی کی لاش پڑی تھی اور اس کی گردن توڑ دی گئی تھی۔

‘‘آؤ ہیلی کاپٹر پر آ جاؤ’’...... عمران نے کہا۔

‘‘نہیں۔ ہم نہیں جائیں گے۔ ہم مشن مکمل کریں گے۔ چلو واپس’’...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر سوائے شاہینہ لارا اور نازیہ کے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران نے تنویر کی حمایت کر دی۔ شاہینہ لارا اور نازیہ دونوں حیرت بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔

‘‘مشن مکمل کرنا میری ذمہ داری ہے۔ سمجھے۔ اب اگر تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی تو چیف کو تمہاری رپورٹ کر دوں گا۔ چلو بیٹھو اندر’’...... عمران نے یکلخت انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

‘‘آؤ تنویر۔ یہ لیڈر ہے اس لئے واقعی مشن مکمل کرنا اس کی ذمہ داری ہے’’...... جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

‘‘مگر یہ تو واپس چلا جائے گا’’...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ گیا تھا۔

‘‘میں کہہ رہا ہوں جلدی کرو۔ جلدی’’...... عمران نے چیخ کر کہا اور پھر وہ اچھل کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا۔

‘‘چلو تنویر۔ عمران صاحب ناکام واپس نہیں جا سکتے اس لئے یقیناً انہوں نے مشن کی تکمیل کے لئے کچھ نہ کچھ سوچ رکھا ہو گا’’...... صفدر نے کہا اور پھر جب کیپٹن شکیل نے بھی اس کی تائید کر دی تو تنویر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا۔ اس کے باقی سارے ساتھی بھی ساتھ ہی ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے لیکن سوائے شاہینہ لارا اور نازیہ کے سب کے چہرے بری طرح لٹکے ہوئے تھے۔ عمران نے ہیلی کاپٹر اسٹارٹ کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر نے ایک جھٹکا کھایا

اور اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ کافی بلندی پر لے جا کر عمران نے ہیلی کاپٹر کو اس علاقے کے اوپر گھمانا شروع کر دیا اور پھر چند منٹ کے بعد اس نے ہیلی کاپٹر کو ایک جگہ معلق کر دیا۔

”صفدر۔ تمہاری جیب میں ٹی ٹی فائیو ہے۔ وہ مجھے دو“۔ عمران نے مڑ کر عقب میں موجود صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مگر آپ کیا کریں گے۔ اس کو نیچے پھینکیں گے۔ مگر اس کا فائدہ“...... صفدر نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

”تقریر بعد میں کر لینا۔ جو میں نے کہا ہے وہ کرو“...... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو صفدر نے اپنی اندرونی جیب سے ایک لمبی سی لیکن کم چوڑی پٹی نکال کر اس کا کور ہٹایا اور پھر وہ پٹی عمران کی طرف بڑھا دی۔

”تنویر۔ تم نے ہیلی کاپٹر کا خیال رکھنا ہے۔ میں باہر جا رہا ہوں“...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی بولتا عمران اچھل کر کھڑکی سے باہر نکلا اور نیچے کی طرف جا کر غائب ہو گیا۔ شاہینہ لارا اور نازیہ دونوں کے چہرے عمران کو اس طرح باہر جاتے دیکھ کر خوف سے زرد پڑ گئے جبکہ صفدر اور دوسرے ساتھیوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ انہیں سمجھ ہی نہ آ رہی تھی کہ عمران کیا کر رہا ہے۔ چند لمحوں بعد عمران ایک بار پھر اچھل کر کھڑکی سے اندر آیا اور پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے حرکت میں آیا اور پھر تیزی سے موڑ کاٹ کر مخالف سمت میں

جانے لگا۔ عمران کے سارے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ عمران کیا کر رہا ہے لیکن کچھ دیر بعد عمران نے ہیلی کاپٹر کو ایک بار پھر فضا میں معلق کر دیا۔

”ارے۔ ارے۔ تمہیں سانپ کیوں سونگھ گیا ہے۔ ابھی مشن مکمل ہونے والا ہے۔ دیکھو نیچے“...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے اور ان سب کی نظریں ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے نیچے جم گئیں اور چند لمحوں بعد نیچے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے نیچے سے اوپر کی طرف دھواں اور شعلے برآمد ہوئے اور کئی درخت ٹوٹ کر نیچے گرتے چلے گئے۔

”یہ کیا ہوا“...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مشن کی تکمیل“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر کیسے“...... جولیا نے ایک بار پھر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”شاہینہ لارا نے بتایا تھا کہ مصنوعی درخت بنایا گیا ہے جس کے اندر ایک چوڑا پائپ رکھا گیا ہے جس کی بلندی اونچے درختوں جتنی رکھی گئی ہے۔ اس پائپ کے ذریعے خصوصی ریز نکل کر خلاء میں اپنے مخصوص ٹارگٹ پر پہنچتی ہیں جن سے خلائی سیاروں کی وہ مشینری آف ہو جاتی ہے جو دفاعی سیکورٹی کے بارے میں معلومات حاصل کر کے بھجواتی ہے۔ ، نیچے سے ہم اس دھات کو توڑ کر یا اس میں دروازہ نمودار کر کے اندر نہ جا سکے تو ہم باہر آ گئے اور پھر

میرے ذہن میں ایک پلاننگ آ گئی۔ شاگل اور اس کے آدمیوں کو اندر بند کر کے ہم نے شاگل کا ہیلی کاپٹر حاصل کیا۔ ہیلی کاپٹر کو اوپر لے جا کر میں نے درخت سے تھوڑے سے باہر نکلے ہوئے اس پائپ کا قطر چیک کیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ ٹی ٹی فائیو اس میں ڈالا جا سکتا ہے اور ٹی ٹی فائیو کے بارے میں تم جانتے ہو کہ یہ کسی گرم جگہ پر جا کر خودبخود پھٹ جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں معلق کیا۔ صفدر سے ٹی ٹی فائیو لیا اور اس کی مخصوص پن ہٹا کر میں باہر چلا گیا اور ہیلی کاپٹر کے پیڈ کو ایک ہاتھ سے پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے میں نے ٹی ٹی فائیو کو اس پائپ میں ڈال دیا اور پھر واپس ہیلی کاپٹر میں آ کر اسے وہاں سے دور لے گیا اور ایسی جگہ ایڈجسٹ کر دیا کہ تمہیں مشن مکمل ہوتا نظر آ جائے اور تمہارا غصہ دور ہو سکے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''حیرت انگیز۔ تم۔ تم جینئس ہو۔ تم سپر جینئس ہو۔ سپر جینئس''۔ شاہینہ لارا نے یکلخت چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

''تم نے پھر تعریف کی۔ میں نے تمہیں منع کیا تھا۔ تمہیں آج پتہ چلا ہے اور ہم طویل عرصے سے اسے سپر جینئس تسلیم کرتے چلے آ رہے ہیں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اب بولو تنویر۔ اب تو جولیا نے بھی مجھے سپر جینئس قرار دے دیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم خود ہی تو کہتے ہو کہ جینئس لوگوں کو خواتین شوہر بنانا پسند نہیں کرتیں''...... تنویر نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ شاگل اور اس کے ساتھی بھی ساتھ ہی ختم ہو گئے''...... صفدر نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''میرا خیال ہے کہ وہ بچ جائیں گے۔ اس دھات کو شاید ٹی ٹی فائیو بھی نہ توڑ سکی ہو گی۔ بہرحال جو ان کی قسمت میں لکھ دیا گیا ہو گا وہی ہوا ہو گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور عمران نے ہیلی کاپٹر کو موڑا اور دارالحکومت کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ حکومت کو اس کا علم ہونے سے پہلے وہ دارالحکومت کے نواح میں پہنچ کر اپنے آپ کو چھپا لینے میں کامیاب ہو جائیں۔

کافرستان کے صدارتی ہاؤس کے سپیشل میٹنگ ہال میں ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل رمیش اور کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں کے چہرے لٹکے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھوں سے ویرانی جھلک رہی تھی۔ شاگل کے سر پر باقاعدہ بینڈ یج کی گئی تھی۔ وہ دونوں ہی اپنے اپنے خیالات میں گم تھے کہ میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ سر سے گنجا تھا۔ آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک تھی اور اس کا چہرہ بھی زرد پڑا ہوا تھا۔ اس نے گہرے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ وہ لڑکھڑانے کے سے انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھا اور پھر کرنل رمیش اور شاگل کے ساتھ پڑی ہوئی خالی کرسی پر اس طرح ڈھیر ہو گیا جیسے بڑی دور سے پیدل چلتا ہوا آیا ہو۔ شاگل نے تو آنے والے کو صرف سرسری نظروں سے دیکھا لیکن

کرنل رمیش اس کے آنے پر احتراماً اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ اس کے بیٹھنے کے بعد خود بھی بیٹھ گیا۔

”مجھے آپ کو زندہ دیکھ کر بے حد خوشی ہو رہی ہے ڈاکٹر مدھوکر“...... کرنل رمیش نے کہا تو شاگل نے چونک کر ایک بار پھر آنے والے کو دیکھا۔

”شکریہ۔ بس زندگی تھی بچ گیا۔ میرے سارے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ میں اس وقت ایک مشین کی مرمت کے لئے بلاکنگ ایریا سے خاصا دور تھا لیکن گیس الیک کی وجہ سے میں بھی تقریباً نیم مردہ ہو چکا تھا“...... ڈاکٹر مدھوکر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس سلسلے میں مزید بات ہوتی میٹنگ روم کا عقبی دروازہ کھلا اور صدر کافرستان اندر داخل ہوئے تو کرنل رمیش، شاگل اور ڈاکٹر مدھوکر تینوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ صدر صاحب کے عقب میں ان کا ملٹری سیکرٹری تھا جس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ کرنل رمیش نے صدر کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا جبکہ ڈاکٹر مدھوکر اور شاگل نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”بیٹھیں“...... صدر نے انتہائی خشک لہجے میں کہا اور پھر وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔ ملٹری سیکرٹری نے مؤدبانہ انداز میں فائل ان کے سامنے رکھی اور پھر سیلوٹ کر کے وہ مڑا اور عقبی دروازے سے کمرے سے باہر چلا گیا۔

”کیا کافرستان کی قسمت میں ہر بار شکست ہی لکھ دی گئی ہے۔

کیا یہ ضروری ہے کہ ہر بار پاکیشیا اور اس کے آدمی فتح مند ہوں اور آپ ہر بار منہ لٹکائے میرے سامنے بیٹھے نظر آئیں“...... صدر نے یکلخت اس طرح بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا جیسے وہ نجانے کتنے عرصہ سے بھرے بیٹھے تھے۔

”سر“...... ڈاکٹر مدھوکر نے اٹھ کر عاجزانہ لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

”بیٹھ کر بات کریں اور کسی قسم کے دفاع کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ ہوا سب کے سامنے ہوا۔ اس بار اس سپیشل اسٹیشن کے تحفظ کے لئے غیر معمولی اقدامات کئے گئے تھے۔ ڈاکٹر مدھوکر کے کہنے پر حکومت نے نولجین کور کے لئے غیر ملکی فرموں کو ٹینڈر دیئے۔ آپ کا کہنا تھا کہ نولجین کور کے بعد سپیشل اسٹیشن قیامت تک ہر قسم کے خطرے سے محفوظ ہو جائے گا۔ ہم نے کروڑوں روپے نولجین پر لگائے لیکن نتیجہ کیا نکلا۔ آپ بتائیں کیا نتیجہ نکلا۔ بولیں“...... صدر نے اپنے منصب کا خیال رکھے بغیر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”جناب۔ نولجین کا کور تو ویسے ہی موجود ہے۔ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا“...... ڈاکٹر مدھوکر نے کہا۔

”لیکن اس کے باوجود سپیشل اسٹیشن مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ کیا پاکیشیائی ایجنٹ جن تھے، بھوت تھے۔ بولیں کیا تھے وہ“...... صدر نے میز پر مکا مارتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر مدھوکر سر جھکا کر بیٹھ گیا۔

”آپ بتائیں کرنل رمیش۔ آپ کو اس سارے ایریئے کی سیکورٹی دی گئی تھی۔ آپ فضائی اور زمینی کوریج کر رہے تھے مگر اس کے باوجود پاکیشیائی ایجنٹ نہ صرف سوجام سے آگے پورا ماروتی جنگل کراس کر گئے اور کالے جنگل کے قریب انہوں نے آپ کے کرنل ناتھ اور اس کے کئی ساتھیوں کو ہلاک کر دیا۔ بولیں۔ آپ کی ایجنسی کیا کرتی رہتی ہے۔ یہی آپ کی ایجنسی کی ٹریننگ ہے کہ چند عورتوں اور چند مردوں پر مشتمل ایک چھوٹے سے گروپ کو کور نہیں کر سکی۔ کیوں نہ آپ کا کورٹ مارشل کیا جائے“...... صدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کرنل رمیش سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب۔ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں ہوا تو ویسے ہی ہے لیکن یہ سب کچھ اس قدر الجھا ہوا ہے کہ میں کوئی وضاحت نہیں کر سکتا۔ کرنل ناتھ انتہائی ذمہ دار آدمی تھا۔ اس کا وہاں پہنچنا اور پھر اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہو جانا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی جناب۔ آپ ملک کے صدر ہیں اور میں آپ کے سامنے جواب دہ ہوں لیکن جناب۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ اس سارے معاملے کی تفصیلی انکوائری کرائی جائے کہ یہ لوگ کس کی غفلت سے وہاں پہنچے اور کس کی غفلت سے اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور کس طرح کامیاب ہوئے“...... کرنل رمیش نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”آپ درست کہہ رہے ہیں۔ میں خود بھی اس سارے کھیل پر حیران تھا۔ میں نے اس علاقے میں تعینات ملٹری فورس کے کرنل

شیکھر کو خصوصی انکوائری کا حکم دے دیا تھا اور کرنل شیکھر کی رپورٹ میرے سامنے پڑی ہے‘‘...... صدر نے سامنے موجود فائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

’’جناب۔ یہ تو سرسری انکوائری کی گئی ہو گی۔ میری درخواست ہے کہ تفصیلی انکوائری کرائی جائے تاکہ درست حالات سامنے آ سکیں اور جناب کے نوٹس میں یہ بات بھی آ سکے کہ کس کی غلطیوں کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے‘‘...... کرنل رمیش نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کرنل شیکھر نہ صرف اس علاقے کے رہنے والے ہیں بلکہ وہ اس علاقے میں طویل عرصہ سے تعینات ہیں۔ ان کے جنگلات کے سرداروں سے بھی گہرے تعلقات ہیں۔ انہوں نے تفصیلی انکوائری کی ہے۔ ان کی انکوائری کے مطابق پاکیشائی ایجنٹ عمران اور اس کے ساتھی جن کی تعداد نو تھی، جن میں پانچ مرد اور چار عورتیں تھیں جیپ کے ذریعے سوجام سے آگے سرام کے راستے سے جانے کی بجائے قدیم اور متروک لیکن انتہائی دشوار گزار راستے سے کالے جنگل میں پہنچ گئے۔ کرنل ناتھ اور اس کے ساتھی پہلے سے وہاں موجود تھے لیکن نجانے کیا ہوا اور کیسے ہوا کہ بجائے ان پاکیشائی ایجنٹوں کی ہلاکت کے ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل ناتھ اور اس کے ساتھی ہلاک کر دیئے گئے۔ کرنل شیکھر کے مطابق وہاں دو بڑی جیپوں کے نشانات ملے ہیں لیکن دوسری جیپ کے بارے میں اب تک کہیں سے کوئی سراغ نہیں مل سکا کہ وہ کہاں سے آئی اور کہاں گئی اور اس میں کون لوگ سوار تھے۔ بہرحال انکوائری کے مطابق پاکیشائی ایجنٹ سرخ جنگل میں داخل ہو گئے جہاں کے سردار نے انہیں غیر شادی شدہ قرار دے دیا لیکن ان کے ساتھ موجود افریقی نژاد نے اسے ہلاک کر کے اس کا تاج خود پہن لیا اور تمام قبیلے نے اسے اپنا سردار تسلیم کر لیا۔ پھر وہ وہاں کے ایک مقامی آدمی کو سردار بنا کر آگے بڑھ گئے۔ بڑے جنگل میں سردار بیتال نے انہیں روکنے کی کوشش کی تو وہ اسے لے کر دلدل کے کنارے آ گئے جہاں قبائلیوں نے دلدل میں چلنے والی کشتی بنا کر رکھی ہوئی تھی۔ یہاں سردار بیتال اور اس کے ساتھی بے ہوش ہو گئے اور یہ لوگ اس کشتی کے ذریعے دلدل کراس کر کے سپیشل اسٹیشن کے ایریا میں پہنچ گئے۔ وہاں سپیشل اسٹیشن میں موجود چیف شاگل کی تعینات کردہ ایجنٹ مایا دیوی نے چیف شاگل کو ان کی آمد کی اطلاع دی تو چیف شاگل وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے ہیلی کاپٹر پیڈ پر اتارا اور پھر وہ سپیشل اسٹیشن کے راستے پر گئے تو راستہ کھلا ہوا تھا۔ یہ اندر گئے تو ان کا راستہ ان کے عقب میں بند کر دیا گیا اور یہ وہیں پھنس گئے کیونکہ نولجین کور کی وجہ سے یہ اسٹیشن میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔ اس کے بعد اچانک خوفناک دھماکہ ہوا اور سپیشل اسٹیشن مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ نولجین کی وجہ سے چیف شاگل اور ان کے آدمی ہلاک ہونے سے بچ گئے البتہ بے ہوش ہو گئے۔ سپیشل اسٹیشن

میں صرف ڈاکٹر مدھوکر بچ سکے۔ دھماکے کی وجہ سے ملٹری وہاں پہنچی جس کے انچارج کرنل شیکھر تھے۔ انہوں نے چیف شاگل اور ان کے ساتھیوں کو باہر نکالا۔ ڈاکٹر مدھوکر کی جان بچائی مگر باقی سب افراد مع چیف شاگل کی ایجنٹ مایا دیوی کے ہلاک ہو چکے تھے۔ تمام مشینری مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی۔ پھر اطلاع ملی کہ چیف شاگل کا سرکاری ہیلی کاپٹر دارالحکومت کے نواح میں موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ہیلی کاپٹر عمران اور اس کے ساتھی لے اڑے تھے لیکن سوال یہ ہے کہ سپیشل اسٹیشن کس طرح تباہ ہوا۔ یہ معمہ ہے جو کسی صورت حل نہیں ہو رہا‘‘...... صدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

’’جناب۔ میں نے اپنے طور پر جو تحقیقات کرائی ہے اس کے مطابق سپیشل اسٹیشن کے اندر انتہائی تباہ کن ٹی ٹی فائیو بم مارا گیا ہے‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’لیکن کس طرح۔ نولجین کور کی وجہ سے اسٹیشن بند تھا۔ باہر آپ موجود تھے اور کوئی راستہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی جگہ ہے جہاں سے کوئی اندر داخل ہو سکے اور اگر داخل ہوتا تو وہ خود بھی ساتھ ہی مارا جاتا لیکن وہاں سے کسی اجنبی کی لاش یا اس کے ٹکڑے نہیں ملے‘‘...... صدر نے تیز لہجے میں کہا لیکن شاگل، کرنل ریش اور ڈاکٹر مدھوکر تینوں گردنیں لٹکائے بیٹھے رہے۔ ظاہر ہے وہ کیسے اس سوال کا جواب دے سکتے تھے کہ صدر کے سامنے پڑے

ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو صدر بے اختیار چونک پڑے۔

’’اوہ۔ یہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران کی کال ہو گی۔ اس کی عادت ہے کہ وہ مشن مکمل کر کے کال ضرور کرتا ہے اس لئے میں نے سیکرٹری سے خصوصی طور پر کہا تھا کہ عمران کی کال آئے تو وہ میری بات کرا دے‘‘...... صدر نے رسیور اٹھاتے ہوئے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

’’من کہ مسمی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدہان خود بول رہا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے عمران نے انتہائی شگفتہ لہجے میں کہا۔

’’کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے‘‘...... صدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’آپ کا غصہ بے جا ہے جناب۔ آپ نے خود پاکیشیا کے دفاع کے خلاف سپیشل اسٹیشن بنا کر ہمیں چیلنج کیا اور اب جبکہ آپ کا سپیشل اسٹیشن تباہ کر دیا گیا ہے تو آپ کو غصہ آ رہا ہے۔ کیا آپ کا خیال تھا کہ ہم پھولوں کے ہار آپ کے گلے میں ڈالنے آتے اور یہ بھی بتا دوں کہ آئندہ بھی اگر آپ نے پاکیشیا کے خلاف کوئی کارروائی کی تو کافرستان کو اس سے بھی زیادہ بھیانک نتائج بھگتنے پڑیں گے‘‘...... عمران کا لہجہ یکلخت سخت اور سپاٹ ہو گیا۔

’’مجھے دھمکیاں مت دو۔ یہ ہمارے آدمیوں کی کوتاہی ہے کہ تم ہر بار ہمیں نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جاتے ہو لیکن کب

تک۔ مجھے یقین ہے کہ کسی روز تمہاری لاش میرے قدموں میں پڑی نظر آئے گی''...... صدر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''صدر صاحب۔ آپ کو ایسی خواہش رکھنے کا پورا حق ہے لیکن ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ آپ چیف شاگل کا کورٹ مارشل نہ کرائیں۔ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے''...... عمران نے ایک بار پھر نرم اور مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے سپیشل اسٹیشن کس طرح تباہ کیا ہے''...... صدر نے آخرکار وہ سوال کر ہی دیا جو ان کے ذہن میں اٹکا ہوا تھا۔

''جناب صدر۔ جب کوئی حق پر ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ آپ نے سپیشل اسٹیشن کو ہر طرف سے محفوظ بنا دیا تھا لیکن ان حفاظتی اقدامات کے باوجود وہ تباہ ہو گیا اس لئے کہ آپ نے پاکیشیا کے سولہ کروڑ افراد کے خلاف سازش کی تھی۔ آپ نے جو اسٹیشن زیر زمین بنایا تھا اس کے گرد کسی دھات کی چادر کا کور چڑھا دیا جسے ہم نہ توڑ سکے لیکن اس میں ایک کمزوری موجود تھی کہ ریز اٹیک کے لئے آپ نے جس پائپ کو مصنوعی درخت کے تنے کے اندر چھپا رکھا تھا اس کا اوپر والا سرا کھلا ہوا تھا۔ میں نے شاگل کے ہیلی کاپٹر کو وہاں ایڈجسٹ کیا اور پھر ہیلی کاپٹر کے پیڈز کو پکڑ کر ٹی ٹی فائیو تباہ کن بم اس پائپ کے اندر ڈال دیا۔ نیچے کا ماحول گرم تھا کیونکہ کورڈ تھا اس لئے نیچے جاتے ہی وہ بم پھٹ گیا

اور پورا سپیشل اسٹیشن تباہ ہو گیا''...... عمران نے کہا تو صدر نے یکلخت انتہائی غصیلے انداز میں رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''یہ۔ یہ شخص نجانے کیسا ذہن رکھتا ہے۔ اب مجھے سمجھ آ گئی ہے۔ ہماری شکست اور پاکیشیا کی فتح میں واضح فرق یہی عمران ہے۔ یہ شخص سپر جینیئس ہے۔ سپر جینیئس۔ کاش یہ پاکیشیا کی بجائے کافرستان میں پیدا ہوا ہوتا۔ میٹنگ برخاست''...... صدر نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر عقبی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

جیوش پاور

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

جیوش پاور۔ یہودیوں کی ایک بین الاقوامی تنظیم جس کے بیک وقت دو ہیڈ کوارٹر تھے۔ کیوں —— ؟

جیوش پاور۔ جس نے مسلم تنظیم ضرب مسلم کے سرکردہ افراد کے نام اور ٹھکانوں پر مشتمل مائیکرو کیسٹ حاصل کرنے کے لئے شوگرانی سفارت کارہ کو اغوا کرلیا۔ کیوں —— ؟

جیوش پاور۔ جس کے خلاف کام کرنے سے عمران نے صاف انکار کردیا لیکن پھر وہ آمادہ ہوگیا۔ کیوں —— ؟

وہ لمحہ۔ جب عمران پوری ٹیم کی بجائے صرف جولیا کو ساتھ لے کر مشن پر روانہ ہوگیا اور پھر جولیا کی ایسی صلاحیتیں سامنے آنے لگیں کہ عمران بھی حیران رہ گیا۔ کیوں اور کیسے —— ؟

وہ لمحہ۔ جب عمران کی اماں بی نے جولیا کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی بہو بنانے کا اعلان کردیا۔ کیوں اور کیسے —— ؟

وہ لمحہ۔ جب جولیا نے جیوش پاور کے دو سپیشل سپر ایجنٹس کے ساتھ اکیلے فائٹ کی۔ ایسی فائٹ جس کا ہر لمحہ موت کا لمحہ بن کر رہ گیا۔ کامیابی کسے ملی —— ؟

ایک ایسا مشن جس میں طویل عرصے بعد کے
جولیا نے کھل کر اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔

وہ لمحہ۔ جب ایک بار پھر عمران نے جیوش پاور کے خلاف حرکت میں آنے سے انکار کردیا اور ایکسٹو اس کا منہ دیکھتا رہ گیا۔ کیوں —— ؟

انتہائی دلچسپ، منفرد اور یادگار ناول

ناشران
خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان